غلطنامہ عقائد اسلامیہ

دیباچہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۱	یورپ کے مصنفون نے	یورپ کے مصنفون سے
۲	۱	اونپر لوگون کا عمل	ہین انپر لوگون کا عمل
۳	۲	ہندوہمایہ ہین	ہندوہمسایہ ہین
۴	۸و۹	قرانکی حقیقت	قرآن کی حقیت
۷	۶	تفسیرین	مفسرین
〃	۹	علم رکھاتا	علم سکھایا
۱۷	۱	اصلاح سے	اصلاح کے
۱۷	حاشیہ کی سطر	اصطلاحات	اصلاحات
۲۱	۲۰	قول وفعل کو ایسا یاد	قول وفعل کو یاد
۲۷	۷	عقیدہ پر کرتے	عقیدہ پر عمل کرتے
۲۸	۵	ترکی اصلاح	ترکی کی اصلاح
〃	۱۴	شیعون مین جنسے فارسی مین	شیعون مین جیسے فارسی مین
〃	۱۶	اتحاد زیادہ	الحاد زیادہ
۳۰	۹	دینداروں کو	دینداروں کا
۳۱	۱۸	لیکن اس سبب سے	لیکن یہ اس سبب سے

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
جس مسلک کو	جس سلک کو	۱۷	۳۲
اون مین بہتیرے	اونمین میرے	۱	۳۸
گذر گئے ہین ابتک	گذر گئے ہین کہ ابتک	۱۱	۴۰
حلم کر	حلم کرین	۱۵	۴۴
وحیہ	دہیبہ	۱۴	۴۵
وحیہ	دہیبہ	۱۶	״
ابی ابن کعب	ابوابن کعب	۱۳	۴۸
ابی ابن کعب	ابوابن کعب	۱۴	״
وحی متلو	وہی متلو	۱۵	۵۱
یہ کہ ہُن	یہ کہ ہین	۴	۶۰
خاص	خالص	۹	״
فقرون اور	فقرے	۶	۶۳
لیکن الفاظ باقی	لیکن احکام باقی	۱۹	۶۶
اسلام کی الفت	اسلام کی تفسیر	۱۶	۶۹
میرا نورا ورمیری روح	تیرا نورا ورمیری روح	۱۲	۸۵
(سورۂ مزمل	دسورۂ مزمل	۳	۸۸
دائرئے	دائرے	۵	۸۹
سب بُرے	سب بہرے	۱۹	״
اونکو کامل	اونکے کامل	۱۷	۹۱

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۱۴	پابندی ہی ایک	پابندی سے ایک
"	۱۵	اِس بات کے	اس باب کے
۹۶	۱۹	پہونچتا	پہونچا
۹۷	۲۰	خزانہ کو پایا	خزانہ کو پانا
۹۸	۱۸	الحجاج	حلاج
۱۰۰	۹	موجودہ سے	موجود سے
۱۰۱	۱۴	راہ پر چلنے والے	راہ پر چلنے والا
۱۰۵	۸	تعلیمات	تعلیم
۱۰۸	۱۳	ایوان	الوان
۱۱۰	۹	القاء	اتقاء
۱۱۲	۶	نجد کے ایک فرقہ	نجد کے ایک قریہ
۱۲۲	۵	ذات یا تشخیص	ذات یا تشخص
۱۲۳	۱۲	اون اون	اون
۱۲۴	۱۶	جیسے	جسے
۱۲۹	۱۸	اور اور	اور
۱۳۱	۵	ایک نبی	ایک شخص
"	۷	ترجبہ یہی	ترجبہ بھی
۱۳۷	۶	ابن خلیفان	ابن خلکان
۱۳۸	۷	وقعت مدعی کی	وقعت مدعا کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۰	۶	درست تھا نہین ہوتا	درست تھا کا فرنہین ہوتا
"	۶	ابن خلیفان	ابن خلکان
۱۴۱	۴	مشتہراستاتی	شہراستانی
۱۴۴	۷	علی الجبائی نے	علی الجبائی اپنے
۱۴۵	۵	ہوتا تو میرا	تھا تو میرا
"	۱۰	یہ واقعات	یہ واقعہ
۱۵۱	۱۷	مجسمون	مجسمیون
۱۶۱	۵	کرتے ہین	کرتی ہے
"	۸	چن تو	چن لو
۱۶۲	۷	قصر	قصہ
۱۶۳	۷	نشو۔	نشور
۱۶۴	۲	کے مردے	کے بعد مردے
۱۶۵	۱۶	ایک بات	ایک باب
"	حاشیہ کی ۲ سطر	سے	موسومہ
۱۶۶	۵	۱۰۴ ہین	۱۰۴ ہین
۱۶۷	حاشیہ کی ۸ سطر	اس خیال سے کہ اونمین کوئی نقص تھا	اس خیال سے کہ اونمین کوئی نقص تھا
"	حاشیہ کی ۱۲ سطر	فریق کا سردار	فریق کے سردار
"	حاشیہ کی ۱۳ سطر	سخت ہے	سخت ہین
۱۷۱	۳	آحزاب	احزاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۱	۴	اون بیٹون کے	اونکے بیٹون کے
؍؍	۸	یہی ہے	بھی ہے
؍؍	۱۶	مغترلہ	معتزلہ
۱۷۳	۱۰	حالت ملکی	حالت مَلکی
۱۷۴	۱۱	عاقل و خر	عاقل و خُر
۱۷۵	۳	بنی مسلمانون	نبی کی نسبت مسلمانون
؍؍	؍؍	انبیاء	کہ انبیاء
؍؍	۶	کو	معتزلہ کو
؍؍	۱۶و۱۷	مردن کا نام لیکر چھاتی پیٹی	مردون کا نام لیکر چھاتی پیٹنی
؍؍	حاشیہ کی ۱ سطر	احتراض	اعتراض
۱۷۶	۳	قائم کرون کے	قائم کردن کے
؍؍	۸	ہوگی ملر	ہو مگر
۱۷۷	۱۳	کا وعدہ ٹھیک ہے بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اپنا گناہ بخشوا"	کا وعدہ ٹھیک ہے اور اپنا گناہ بخشوا
؍؍	۲۰	مفید مطالب	مفید مطلب
۱۷۸	۱۷	متنفس	شخص
؍؍	؍؍	اولو العزم ہین	اولو العزم مین
۱۷۹	۱	فرق عادت	خرق عادت
؍؍	۷	اورلیس	ادریس

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
صدر	صد	١١	١٧٩
یہ ہی	یہ بھی	حاشیہ کی ۷ سطر	״
بلوغت	بلوغث	حاشیہ کی ۹ سطر	״
انگشت سبابہ سے اشارہ کیا	انگشت سپابہ سے آشارہ کیا	١٢	١٨٠
مسافروان کی جماعت سے	جماعت مسافران سے	١٤	״
شب کے	سب کے	٢٠	״
کو معجزات	کے معجزات	٥	١٨١
زمر	رمز	١٥	١٨٣
تطئیر	تطیر	١٨	١٨٥
پڑھین گے	پرہین گے	١	١٨٧
یہ دعوی	بہ دعویٰ	١٦	״
موازین	موازمین	٤	١٨٨
معہ صحائف	باصحائف	٥	״
یس	یس	٢٠	״
مگر مسلمان چند مدت	مگر چند مدت	٩	١٨٩
عرفتہ	غرفتہ	٣	١٩٠
لم یکن	ایکن	٥	١٩١
کیونکہ جسنے ذرّہ بھر	کیونکہ ذرّہ بھر	٩	״
اس سبب	اس سیب	١١	״

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	اسی جنت سے	اسی جہت سے
″	۲۰	عیسیٰ	عسی
۱۹۲	۱	ایک	ریک
″	۱	مین اشارہ ہے	مین یہ اشارہ ہے
۱۹۳	۱۲	آحزاب	احزاب
۱۹۴	۱	مذارج	مدارج
″	۱۱	القطار	انفطار
″	۱۱		
″	۱۸	سے یعنے یہی رہینگے	رہینگے
۱۹۵	۱۲	اوسکا	اسکا
″	حاشیہ کی ۳ سطر	ماننی چاہیئے	ماننی چاہئین
۱۹۶	۱۰	اول سے	ازل سے
۱۹۷	۴	حسن کا	حسن کا
۱۹۹	حاشیہ کی ۲ سطر	ابن قمہ	ابن قمہ
۲۰۱	۸	سورہ دقفر ۲	سورہ دقمر ۷۶
″	۱۵	ارادہ وقوع	ارادہ کا وقوع
۲۰۲	۵	قد	قدر
۲۰۴	۵	لکھنا چاہیے	کہنا چاہیے۔
۲۰۵	۷	معروف آزاد	معروف بہ آزاد
″	۸	سبب سے افلاطون	سبب سے کہ افلاطون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
"	۱۹	سے کہ عین الیقین کے مرتبہ پر تھے	سے تھے
۲۰۶	۵	منجانب اللہ ہے انسان	منجانب اللہ ہے یا منجانب انسان
"	۱۴	ابن منین اور اوسکا بیٹا اسحق بن حنین اور اوسکا	بن حنین اور اوسکا
"	۱۵	بس العصم	یا بس العصم
۲۰۷	۱۵	مہد	عہد
۲۰۸	۹	زمانہ	زمانہ
"	۱۰	بڑا کہتے	بڑا کہتے
۲۰۹	۱۸	با این	با این ہمہ
۲۱۰	۵	ابن بشیر	ابن رشید
"	۱۱	کہ یہ سچ ہے	کہ یہ سچ ہے
۲۱۱	۳	مشکوک	شکوک
"	۱۲	باہر	باہر
"	۲۰	عالمون کی صحبت	عالمون کی وساطت
۲۱۲	۵	کی کچھ وقعت	کے درمیان کچھ وقعت
۲۱۳	۱۵	ذوی القرنی	ذوی القربے
"	۱۸	بنیون کے طریق ہین	نبیون کے طریق پر ہے
۲۱۴	۴	ساحات	مباحات
۲۱۵	۱	جو ایک مسئلہ کہ جیسے	جو ایک مسئلہ ایسا ہے کہ جیسے
"	۱۶	فقیہہ	فقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۵	۱۳	وجوہکم	وجوہلم
۲۱۸	۷	ہاتھون مونہہ	ہاتھون اور منہہ
۲۲۰	۱۱	تھی	ہین
۲۲۲	۷	شروع اور	شروع کرتا ہے اور
〃	۱۷	الک	اٹک
۲۲۴	۶	طرف	صرف
۲۲۷	۳	اوسکلام	اوسکا کلام
۲۲۸	۴	یازغاز	یارغار
〃	۹	اوراوسے	اورجواوسے
۲۳۱	۱۱	ایام	امام
۲۳۴	۵	شفقتہ	مشفقتہ
۲۳۶	۴	پکی اور	پکی اینٹ اور
۲۴۲	۱۰	بات	باب
۲۴۷	۱۵	نقل	نفل
۲۴۷	۱۷	ہونے کے پھر	ہونے کے بعد پھر
۲۴۸	۱۲	مزدلقہ	مزدلفہ
〃	۱۵	حج کے اوقات	حج اوقات
۲۵۰	۴	محدوث	محدث
۲۵۲	〃	گوشۂ عربی یعنی عربی یعنے رکن	گوشہ عربی یعنے رکن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۵	۱۶	شعو	دشوار
۲۶۰	۱۳	اسلام	سلام
۲۶۷	۱	علمون پر اور تریاق وغیرہ پر	علمون وغیرہ پر
۲۶۷	۲۰	رسمیات کی نقل	رسمیات اورون کی نقل
۲۶۹	۷	زیبالُش	زیبالُش کی
۲۷۴	۶-۷	دروازے جیسے	دروازے سے جیسے
۲۷۷	۷	پڑھنے × - × کرنے	پڑھنا × × کرنا
״	۱۰	لوگون پر	لوگون کو
۲۷۸	۴	اور اونکے	اور ادر اونکے
״	۱۰	اوسکی جگہ دیا تھا	اوسکی جگہ رکھ دیا تھا
۲۸۹	۱۵	خط	خطر
۲۹۰	۲	نیز کہ ہنوز	نیز یہ کہ ہنود

فہرست مضامین

چوتھا باب

عقائد اسلام

پانچوان باب

احکام اسلام

چھٹا باب

مسلمانون کے تیوہار اور روزے

اصطلاحات

اس کتاب کے مضامین کی تھوڑی سی تفصیل آغاز کتاب مین ضرور ہے ہماری غرض اس کی
تالیف سے محمد صاحب کی وقائع عمری یا جو مذہب اونھون نے نکالا اوسکے پھیلنے کا ذکر نہین ہے
انگلستان اور فرانس اور جرمنی کے لائق مصنف بہت کچھ اس بارہ مین لکھ چکے ہین اسواسطے
کوئی بات نئی اس مضمون پر نہین بڑھا سکتا تھا مذہب کے پھیلنے کا ذکر بھی طرح طرح سے
لوگون نے کیا ہے۔ ہان البتہ محمد صاحب کی تعلیمات سے جو مذاہب بنگئے ہین اور اوسکا
اثر لوگون پر جو کچھ ہوا ہے اوسکا جاننا میرے نزدیک اس زمانہ مین بہت ضرور ہے اسواسطے
مینے معتبر کتابون سے اور نیز رسوم مروجہ سے یہ بتانا چاہا کہ دین اسلام دراصل کیا ہے اور
اوسکا اثر لوگون اور قومون پر کیا ہے دوسرے جو کچھ اسوقت تک اسلام کی نسبت لکھا گیا
ہے یا تو محض تعصب سے یا بطور رائے زنی کے لکھا گیا ہے۔ اوسکا ٹھیک حال دریافت
کرنے کے واسطے اوسکے علوم سے واقف ہونا او اون لوگون مین رہنا ضرور ہے مینے بالکل دکا
جو کچھ تحقیق ہوا لکھا ہے اور جو کچھ یورپ کے مصنفون نے اخذ کیا ہے وہ صرف بطریق توضیح
کے ہے۔ مینے ہمہ جہت مسلمان مصنفون سے لیا ہے بلکہ ایسے شاہدون سے جو ہنوز زندہ
ہین مینے تحقیق کر لیا ہے کہ جن مسائل و اصول کو مین مروجہ اسلام بتاتا ہون - اہل اسلام

اونہوں لوگون کا عمل ہے او جیسا اوائل زمانون مین اوسکا اثر تھا وہی اب بھی ہے پس اسطرح سے از اول تا آخر جو کچھ مجھے تحقیق ہوا ہے قلمبند کیا ہے اور جہان تک ممکن ہوا گذشتہ کو حال سے ثابت کیا۔

مسلمانون کی کتابون سے اور اون رسوم سے جو بالفعل مروج ہین جو کچھ نتیجہ مینے نکالا ہے وہی ہے جو مجھے حق اور صحیح معلوم ہوا ہے۔ پھر بھی بخوشی اس موقع پر یہ بیان کرتا ہون کہ مینے بہتیرے مسلمانون کو اونکے مذہب سے بھی بڑھکر پایا اور ایسے لوگون کو دیکھا جنسے دوستی کرکے دل خوش ہوتا ہے اور بہتیری خوبیان اونمین ایسی پاتا ہون جنکے سبب سے اونکی تعظیم کرتا ہون اور دوست جانتا ہون مین اس مذہب کی نسبت رائے زنی کرتا ہون یہ نہین ہے کہ اس مذہب کے کسی آدمی کی نسبت لکھتا ہون ہندوستان مین بہتیرے روشنضمیر مسلمان ہین جو ہندوستانی جماعت کی زینت او ملک کے کارآمد ملازم اور ایسے لوگ ہین جنکی سرگرمی جماعت کی اصلاح مین قابل تعریف ہے یہانتک تو البتہ اونکی عزت کی بات ہے۔ لیکن ایسے لوگ تعداد مین بہت تھوڑے ہین بلکہ وہ دیندار مسلمانون مین بھی نہین شمار کیے جاتے۔ نہ مین یقین کرتا ہون کہ اسطرح کے لوگ اور مسلمانی ملک کے عالم فاضلون مین ہون۔ دہریت کی موج جو یورپ مین پہونچی ہے اوسنے ان ملکونکو بھی خالی نہین چھوڑا ہے۔ ہندو مسلمان سب پر اوسکا اثر پہونچا ہے چند آدمی جو از راہ کلام سے اپنی رائین انگریزون کے سامنے ظاہر کیا کرتے ہین اونسے ہندو یا مسلمان کے مذہب پر قیاس کرنا درحقیقت دھوکہ مین پڑنا ہے۔ ہندوستان مین پہونچکر اسلام مین غیر لوگون کی اور غیر مذہبون کی باتین بھی آگئی ہین اگرچہ مذہب کے ایمان و دین مین کچھ تغیر نہین ہوسکتا اور ایسا ہی ہے جیسا کہ جو تھے اور پانچوین باب مین بیان ہوا ہے مگر ہندوستان پہونچکر اسلام کی اصلی تیزی کچھ کم ہوگئی ہے تو یہ بھی ہوا کہ بہتیری بت پرستی

کی رسوم بھی داخل ہوگئی ہین جنکے خلاف وہابی دعوی کرتے ہین - بہتیرے مسلمان تو
بت پرستی مین ایسی ہی مبتلا ہین جیسے اونکے ہندو ہمسایہ مین پھر بھی بہتیرے ہندوستانی مسلمانون
کی مروت اور آدمیت اور خوش وضعی اور علمیت اپنے ملک کے ڈھنگ پر ایسی ہی جس سے
دیکھنے والے خوش ہوتے ہین فقط

راقم
ایڈورڈ سیل صاحب

عقائد اسلامیہ

باب اوّل

اصول اسلام

اہل اسلام کا عقیدہ یعنے کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ جسکے معنی ہین "سوا ے خدا کے کوئی دوسرا معبود نہین اور محمد اللہ کے رسول ہین" بہت مختصر ہے۔ مگر اسی ایک کلمہ سے سیکڑون باتین نکلتی ہین اور یہ کہنا کہ قرآن تمام احکام دینی و دنیوی کا مجموعہ ہے اور یہ کہ قرآن مین اسلام کی کل باتین موجود ہین یعنے قرآن نہ صرف احکام دین کی کتاب ہے بلکہ مسلمان جو کچھ کرتے ہین اوسی کے موافق کرتے ہین اور محمد صاحب کے مذہب کی کل باتین اوسمین مندرج ہین یا یہ کہ اسلام کی پوری بشارت قرآن مین ہے۔ نہ صرف غلط ہی بلکہ سراسر خلاف نفس الامر ہے۔ مجرد قرآن پر تمام مسلمانون کا ایمان وعمل تو درکنار ہے ایسا ایک فرقہ بھی نہین جسکا ایمان وعمل صرف قرآن پر ہو۔ ہان یہ سچ ہے کہ مسلمانون مین ایسا کوئی فرقہ نہین جسے قرآن کی حقیقت پر بحث یا اوسکی صحت پر کچھ شبہہ ہو۔ جو کچھ احکام اوسمین ہین وہ سب پر فوقیت رکھتے ہین بلکہ تفاسیر قرآن جو علم فقہ اور الہیات کا ماخذ ہین اکثر احادیث پر مبنی ہین۔ سُنی مسلمانون مین ایمان کے اصول چار ہین۔ قرآن اور سنت اور اجماع اور قیاس۔ اور اسبات

سے مسلمانون کے سب فرقے سُنیون سے اس باب مین متفق نہین ہین - ایک اور بڑی بات نکلتی ہے یعنی فریق اسلامی مین اتفاق کی احتیاج ہے -

۱- قرآن - اسجگہ دحی والہام کی پوری بحث ہوگی اور قرآن کی تفسیر و تشریح کے تو وہ دوسرے باب مین لکھے جاوینگے - بالفعل اسقدر بیان کرنا کافی ہے کہ ہر فرقہ کے مسلمان اس کتاب کی نہایت تعظیم کرتے ہین - پڑہنے کے بعد کسی اونچی جگہ پر طاق یا تختہ پر رکھتے ہین اور کوئی بغیر وضو کیئے نہ اوسے پڑہ سکتا ہے نہ ہاتھ لگا سکتا ہے (لا یمسہ الا المطہرون سورہ ۵۶ و ۷۹) اور جب تک کوئی اشد ضرورت نہ ہو ترجمہ نہین کرتے اور ترجمہ کے ساتھ عربی متن ضرور چھپتا ہے یعنی ترجمہ ہمیشہ حامل المتن ہوتا ہے - کہتے ہین کہ رمضان کے مبارک مہینے کو خدا نے یہ شرف دیا کہ تمام الہامی کتابین جو بنی آدم کیواسطے آئین - اسی مبارک مہینے مین نازل ہوئین - مثلاً پہلی رمضان کو صحائف ابراہیم اور چھٹی کو موسیٰ کی کتابین اور تیرہوین کو انجیل اور ستائیسوین کو قرآن نازل ہوا کہتے ہین کہ اوس رات یعنے شب قدر کو قرآن سب سے نیچے کے ساتوین آسمان پر اوتر چکا تھا اور وہان سے جیسا موقع ہوتا تھا تھوڑا تھوڑا محمد صاحب پاس آتا تھا (۲) "بہ تحقیق ہمنے یہ (قرآن) اُتارا شب قدر مین" (سورہ انا انزلنا، ۹۷) اس رات کو مبارک رات اور ہزار مہینون سے بہتر رات کہتے ہین اس رات فرشتے اپنے رب

---

(۲) محمد صاحب نے یہ خوب حکمت کی کہ سارا قرآن ایک دفعہ دنیا پر نہین اُتارا نیچے کے آسمان پر رہنے دیا کیونکہ اگر سارا قرآن ایک ہی دفعہ مین مشتہر کیا جاتا تو بے شمار اعتراض جنکا دفعیہ اگر غیر ممکن نہوتا تو دشوار تو بدرجہ غایت ہوتا لیکن اس بہانہ سے کہ تھوڑا تھوڑا اوترتا ہے اور خدا نے مُناسب سمجھا کہ لوگون کی تعلیم و تلقین کے واسطے جزواً جزواً نازل کرے - اونھون نے کل پیچیدگیون سے سلجھنے کی راہ نکال لی اور یہ سمجھا کہ جو مشکل پیش آویگی اس طریق سے سہل چھوٹ جاویگا -

کے حکم سے اُترتے ہین - اِس رات چین وآرام اور برکتین صبح کے نکلنے تک رہتی ہین -
اِس رات دومرتبہ غار حرا مین ایک آواز آئی اور دومرتبہ اگرچہ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے کسیکے
دبایا ہے اور بڑا بھاری بوجھ رکھدیا ہے - مینے اوس بوجھ سے نکلنا چاہا - تیسری مرتبہ یہ
باتین کہنین - پڑہ اپنے رب کے نام سے جسنے بنایا - بنایا آدمی کو لوہو کی پھٹکی سے (سورہ
اقراء - ۹۶ و ۱ و ۲) جب وہ آواز یہ کہکر موقوف ہوگئی کہ آدمی کیسی بےحقیقت چیز سے بنا ہے
اور خداے کریم نے آدمی کو اپنے علم وعرفان سے یہ شرف دیا اور قلم سے آدمی کو وہ باتین
سکھائین جونہ جانتا تھا تو محمد صاحب کو ہوش ہوا اور دیکھا کہ میرے دلپر ایک کتاب لکھی ہے
یہ حال دیکھکر اول بہت گھبرائے - حدیث مین آیا ہے کہ فوراً بی بی کے پاس گئے اور کہا
کہ اے خدیجہ مجھے کیا ہوا اب - محمد صاحب پر غشی کی حالت طاری تھی اور بی بی اونکے
پاس بیٹھی تھی جب ہوش ہوا تو کہا اے خدیجہ مین نہین جانتا کہ آیا مین کاہن یعنی جادوگر
ہوگیا ہون یا مخبوط الحواس ہون - خدیجہ نے جواب دیا کہ اے ابوالقاسم خدا میرا مددگار ہے
وہ بالیقین تیرے ساتھ ایسی کوئی بات نہین ہونے دیگا کیونکہ تو سچ بولتا ہے بدی کے
عوض بدی نہین کرتا ہے - تو خدا پر ایمان رکھتا ہے تیرا چال چلن دُرست ہے تو اپنے
رشتہ دارون اور دوستون پر مہربان ہے تو بازارون پر بکتا نہین پھرتا تجھے کیا ہوا ہے -
کیا تو نے کوئی خوفناک چیز دیکھی ہے - محمد صاحب نے جوابدیا کہ البتہ اور جو کچھ دیکھا تھا سب بیان
کیا - اسپر خدیجہ بولی کہ اے عزیز خاوند خوش ہو جسکے ہاتھون مین خدیجہ کی جان ہے وہی میرا
شاہد ہے کہ تو اِس اُمت کا نبی ہوگا - (عمانویل دیکھو) دوسری یعنی ۷۴ سورہ مکہ مین نازل
ہوئی تھی اسکے بعد کچھ عرصہ تک کوئی صورۃ نہین اُتری - اور اِسی عرصہ مین نبی نے یہودیون
اور عیسائیون کی کتب مقدسہ سے کچھ وقفیت بہم پہونچائی - مسلمانون کا عقیدہ تھا کہ پیام و
سلام کے لانے والے جبرئیل تھے مگر اِسکا ذکر صرف ایک جگہ قرآن مین آیا ہے بتاؤ جبرئیل کا

کون دشمن ہے وہ خدا کے حکم سے تجھ پر وحی لاتا ہے"۔ سورہ ۲ و ۹۱) ہجرت مدینہ سے
برسون کے بعد یہ سورہ نازل ہوئی تھی بعض اور آیات جو قرآن کے الہامی ہونے پر دلالت
کرتی ہین یہ ہین - اور یہ قرآن ہے اوتارا جہان کے صاحب کا لے اوترا ہے اوسکو فرشتہ معتبر
(روح الامین) سورہ شعراء ۲۶ و ۱۹۲ - ۱۹۳) یہ تو حکم ہے جو پہونچتا ہے اوسکو سکھایا سخت
قوتون والے نے (سورہ نجم ۵۳ و ۵) ان پچھلے فقرون سے صاف نہین معلوم ہوتا کہ جبرئیل ہی
وحی لاتے تھے اور اگرچہ سب نہین مانتے لیکن اکثرین کا عقیدہ یہی ہے - اور اکثر تفسیرین
کہتے ہین کہ القاب روح الامین اور شدید القویٰ سواے جبرئیل کے کسی پر نہین دلالت
کرتے لفظ علم کھایا سورہ نجم آیت ۵ اور سورہ قیامہ ۷۵ آیت ۱۸ کی یہ عبارت کہ "پھر جب ہم
پڑھنے لگین تو ساتھ رہ تو اوسکے پڑھنے کے" دونون اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ قرآن ہی
سنا ہوا تھا محمد صاحب کو اوسمین کچھ دخل نہ تھا بجز اسکے کہ اور ونکو پڑھکر سنا دیتے تھے محمدی مورخ
ابن خلدون اس باب مین یون کہتا ہے کہ کتب الہیہ مین ایک قرآن ہے ایسا ہی کہ اوسکا
ایک ایک لفظ اور فقرہ اور آیت نبی کو فرشتہ کی معرفت پہونچی ہے - توریت و زبور و انجیل
اور اور صحائف اسطرح نہین پہونچے ہین - نبیون پر صرف مطالب کا القا ہوتا تھا
اور وہ اونھین اپنے محاورات مین قلمبند کر لیتے تھے - (ابن خلدون کی کتاب جلد اول ص
۱۹۵) اس سے تمام مسلمانون کا عقیدہ اس بارہ مین معلوم ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی
ظاہر ہے کہ اسلام بمنزلہ ایک کل کے ہے کہ بغیر محرک کے متحرک نہین - پس یہ قرآن جو
اسطرح نازل ہوا ہے اب اوسے اسلام کا قائم معجزہ جانتے ہین - اور الہامی کتابون کے
صرف مطالب الہام سے معلوم ہو جاتے تھے لیکن قرآن اون سب سے برتر ہے کیونکہ
وہ تو لفظ بلفظ نبی کو سنا دیا گیا تھا مثلاً سورہ قیامہ ۷۵ و ۱۶ - ۱۹ مین لکھا ہے کہ "نہ چلا تو
اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اوسکو سیکھ لے -

وہ تو ہمارا ذمہ ہے اوسکو سمیٹ رکھنا اور پڑہنا۔

پھر جب ہم پڑہنے لگین تو ساتھ رہ تو اوسکے پڑھنے کے

پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اوسکو کھول بتانا۔

پس مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن باعتبار عبارت اور معانی اور ترتیب الفاظ اور اخبار اور احکام کی فصاحت کا معجزہ ہے۔ اور یہ دعوی کرتے ہین کہ ہر ذی اختیار اور اولوالعزم نبی کے عہد مین جس قسم کی باتون کا چرچا اور عام رواج ہوتا تھا اوسی قسم کے معجزے دکھائے جاتے تھے مثلاً موسیٰ کے زمانہ مین جادو کا بڑا زور تھا تو خدا نے ایسا کیا کہ فرعون کے دربار کے سب جادوگر اوسکے سامنے عاجز ہوگئے۔ عیسیٰ کے زمانہ مین طب کا بڑا رواج تھا علاج معالجہ مین لوگ اچھی دستگاہ رکھتے تھے پھر بھی کوئی طبیب حضرت عیسیٰ کی برابری نہین کرسکا کیونکہ اونسنے نہ صرف بیمارون کو صحت بخشی بلکہ مردون کو بھی زندہ کیا۔ محمد صاحب کے عہد مین شعر وسخن کی بڑی گرم بازاری تھی۔ اہل عرب نظم مین عجب دستگاہ رکھتے تھے۔ محمد الامیری کہتے ہین کہ حکمت ودانائی نے تین جگہ گھر کیا ہے فرنگیون کے دماغ مین اور چینیون کے ہاتھون مین اور عرب کی زبان مین۔ عرب فصاحت مین بے نظیر اور خیالات کی ترتیب واظہار مین لاثانی تھے۔ چنانچہ اسی فن خاص مین قرآن کی فوقیت کا دعویٰ ہے۔ محمدیون کے نزدیک فصاحت قرآنی یقینی شہادت اس امر کی ہے کہ قرآن معجزہ ہے۔ مسلمان کہتے ہین کہ اور نبیون کی تصدیق رسالت کے واسطے مکاشفات کے ساتھ معجزے بھی ہوا کرتے تھے۔ اسی اعتبار سے قرآن وحی اور معجزہ دونون ہے۔ محمد صاحب نے خود کہا ہے کہ ہر نبی کے ساتھ لوگون کے قائل کرنے کو صریح نشانیان ہوتی تھین لیکن جو کچھ نشانی مجھے ملی ہے وہ قرآن ہے۔ اس سبب سے مجھے یقین ہے کہ حشر کے روز میرے پیرو اور نبیون سے زیادہ ہونگے۔ ابن خلدون کہتے ہین کہ اس سے

نبی کا مطلب یہ تھا کہ قرآن جو کہ وحی بھی ہے ایک ایسا عجیب معجزہ ہے کہ بہت سے لوگ اسکے
قائل ہونگے (ابن خلدون کی کتاب جلد اول صہ ۱۹۴) پس مسلمان یہ حقیقت بخوبی ظاہر
ہے اور اوسکے نزدیک قرآن اگلی کتابون سے بدرجہا اولی ہے ۔ کہتے ہین کہ محمد صاحب
نے اپنے زمانہ کے نامی شاعر لبید کو قرآن مروجہ کی دوسری سورۃ کی چند آیتین سنا کر اپنی رسالت
کا قائل کرلیا تھا ۔ بیشک یہ عبارت قرآن کی نہایت عمدہ ہے لیکن اس قسم کا بیان اگر
وہ کیسا ہی عمدہ ہو عرب جیسے قوم کی سرگرمی اور ایمان اور امید کے بڑھانے اور قائم رکھنے
کو کافی نہین ۔ محمد صاحب سے پہلے بھی شاعرون نے سخاوت اور شجاعت و رغبت اور
عداوت اور انتقام کے بیان مین اور مردون کے احوال زندہ نہیرا سمان صبح کے ابر سے روتا
ہے اور زندگی کی بے ثباتی پر جو ریگستان کی لہرونکی مانند آتی ہے اور چلی جاتی ہے یا کارروانیونکے
کے خیمون کیطرح کہ یکجا نہین رہتے یا جیسے پھول کہ کبھی کھلتا ہے اور کبھی مرجھا جاتا ہے نظم لکھتے تھے
اور ہجو وطعن و تشنیع کے اشعار کہتے تھے جو زہر آلود تیر کے مانند دشمن کے جگر کے پار ہو جاتے تھے لیکن
محمد صاحب نے ان مضامین پر کچھ نہین کہا ۔ نہ مزامیر سے شوق ۔ نہ دنیا کے عیش و عشرت
سے کچھ کام ۔ نہ تلوار نہ اونٹ سے مطلب ۔ نہ بغض و انتقام سے غرض ۔ نہ باپ دادے کے جاہ و
حشم سے کچھ سروکار تھا اونکی غرض دعوت اسلام تھی ۔ جسقدر چستی سے یہ کام ہوا ہے اور ایسی مین
دلائل کہ عرب کا فصیح گو کیسا ہی اپنے فن مین کامل ہوتا کبھی نہین کرسکتا ۔ اور جس استقلال و یقین سے
اوس نبی نے اپنی رسالت کو شہرت دی ہے اور جس جوش و خروش اور خوش بیانی سے باتین
کی ہین اون سبھون نے تمام جہان کے مسلمانونکو اسلام پر گرویدہ کردیا ہے ۔ اور اونکے دلونپر قرآن
کی تعلیمات کو کنقش فی الحجر منقش کردیا ہے ۔ قرآن کی عبارت کو ایسا متبرک جانتے ہین کہ سوا اصحاب[1] نبی کے

---

[1] اصحاب نبی سے وہ لوگ مراد ہین جو نبی کی صحبت مین رہا کرتے تھے ۔ اصحاب کے شاگردونکو تابعین اور
تابعین کے شاگردونکو تبع تابعین (پیروون کے پیرو) کہتے ہین ۱۲

اور کوئی اوسکے سمجھنے اور تفسیر کرنے کے لائق نہین سمجھا جاتا یہی سبب ہے کہ اوسوقت سے
آجتک دیندار عالم قرآن اور احادیث کو اور قدیم مفسرون کی تفسیرین اور شرحین جو اونپر ہوئی
ہین اونکو بزبان یاد کرتے ہین نکتہ چینی کے معمولی قاعدون سے کوئی بھی وحی والہام کی
تحقیق و آزمایش نہین کرتا ہے اگر سند متصل ہے یا سلسلہ روایات کا کسی شرح کے باب مین
درست ہے تو پھر اوس شرح کے قبول کرنے مین کسیکو کلام نہین ہوتا - اِس بات پر ایمان لانا
فرض ہے کہ تمام جہان مین کوئی کتاب قرآن کے برابر عبارت اور معانی مین نہین ہوسکتی ہے
اوسمین احکام بہت اور دلائل کم ہین - اوسکے احکام پر ہر وقت اور ہر حال مین نہ صرف دل و
جان سے عمل کرنا فرض ہے بلکہ حرف بحرف ماننا لازم ہے جب کسیکا عقیدہ اِس کتاب کی نسبت
یہ ہو کہ ازل سے ہے تو پھر اوسکے ماننے مین کیا کلام ہوسکتا ہے - قرآن کے مختلف اجزا کو جو
محمد صاحب نے ۲۳ برس کے عہد رسالت مین پڑھکر سنائے تھے اونکے بعض پیرو ونکے یا تو قلمبند کرلیا
تھا یا بزبان یاد کرلیا تھا اور چونکہ نماز کی ہر رکعت مین کچھ نہ کچھ آیتین ضرور پڑھنے پڑتی ہین اور ایسے
پڑھنے کو بڑے ثواب کا کام جانتے ہین اِس سبب سے ہر مسلمان جتنا اوس سے ہوسکتا تھا حفظ
کرلیتا تھا اور جو کوئی اچھا حافظ ہوتا تھا اوسکی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اکثر مال غنیمت سے آدھے
حصہ دیا جاتا تھا مثلاً جنگ قادسیہ مین ۱۴ھ ہجری جو کچھ مال غنیمت ہاتھ لگا اوسی معمولی حصہ دن
مین تقسیم کرنے کے بعد جو کچھ بچا تھا وہ اونھین بانٹ دیا جنھین قرآن خوب یاد تھا (میور کی
جلد اول صفحہ ۵) چونکہ عرب کی طبیعت مین شعر و سخن کے یاد کرنیکا شوق تھا اِس سبب سے اونھین
حفظ کرنا چندان دشوار نہ گذرا - جب نبی نے انتقال کیا تو وحی آنا موقوف ہوا اور کل قرآن
کی کوئی درست نقل اوسوقت موجود نہ تھی جس سے معلوم ہوتا کہ فلان احکام زیادہ لحاظ کے
قابل ہین - اور فلان احکام کم لحاظ کے قابل ہین - اور یہ کسی بات سے ثابت نہین ہوتا کہ
نبی نے کسی حصہ کی کوئی خاص احتیاط کی ہو - معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ترتیب نہ تھی جسپر وقت جمع کرنے

قرآن کے اوسکی سورتین ترتیب دیا تین - کیونکہ قرآن جیسا کہ اب موجود ہے تاریخی یا عبارتی ترتیب
سے بالکل معرا ہے - نبی کی وفات سے ایک برس تک کچھ اسکا اہتمام نہین ہوا لیکن بعد کو یمن کی
لڑائی مین جب بہت سے قاری اور حافظ مارے گئے تو عمر کو بہت اندیشہ ہوا اور خلیفہ ابوبکر سے کہا
کہ معرکہ ہاے جنگ مین کشت وخون کی پھر گرم بازاری ہوگی اور قاری وحافظ مرے جاوینگے تو
بڑا نقصان ہوگا اسواسطے میری صلاح یہ ہے کہ آپ بہت جلد قرآن جمع کرنیکا حکم دلوین - ابوبکر نے
یہ بات منظور کرکے زید سے جو نبی کے کاتب تھے کہا کہ تو بالغ اور عاقل ہے کوئی تجھپر خطا و غلطی کا
الزام نہین لگا سکتا تو نبی اللہ کی وحی لکھا کرتا تھا اسلیئے اب تجسس کرکے قرآن کو جمع کر زید نے جبر
اسکا اہتمام اپنے ذمہ لیا اور کھجور کے پتون اور پتھر کی تختیون اور حافظون کے سینون سے
قرآن کو جمع کرنا شروع کیا چند عرصہ مین کل قرآن اس ترتیب پر جمع ہوگیا جسپر کہ بالفعل موجود ہے
محمد صاحب کی وفات سے کوئی ۲۲ برس کے بعد یہ نسخہ مرتب ہوا اور سب نے اوسے معتبر گردانا
لیکن اختلاف قرارت کے سبب سے یا اس سبب سے کہ زید کی پہلی ترتیب مختلف جا بجا ہو گئی
تھی نقول مروجہ مین اختلاف قرارت وعبارت پیدا ہوگیا - مومن اس سے بہت مترددہوئے
اور خلیفہ عثمان نے چاہا کہ ایسے خطر کا انسداد کرین چنانچہ اونھون نے زید بن حارث کو با معیت
تین سردار قریش کے کل کتاب کی نظر ثانی پر مامور کیا - اور بڑی احتیاط سے کل کتاب کی نظر ثانی
کرکے مکہ کی قرارت پر جو تمام عرب مین نہایت خالص تصور کیجاتی تھی اوسے ترتیب دیا - بعدہ
پرانی نقلین خلیفہ کے حکم سے جلادی گیئین - اور ترمیم شدہ نسخہ سے کہ وہی معتبر نقل قرار دی گئی
تھی اور نئی نقلین طیار کرائی گیئین - لیکن چونکہ یہ مسئلہ اصول اسلام سے ہے کہ قرآن نقصان
وغلطی سے بالکل مبرا ہے اس سبب سے نئے ترمیم شدہ نسخے کی ضرورت کا اور جن اسباب سے
کہ یہ ضرورت لاحق ہوئی تھی اوسکا سمجھانا سہل نہ تھا - مگر ایک حدیث سے جو سینہ بسینہ پہونچی ہے
سات مختلف قرارت مین قرآن کا پڑھنا جائز ہے اس سبب سے سب دقتین بہت سہل دفع

ہوگئین اوجس صورت مین کہ قرآن اب موجود ہے اوسے ایسا سمجھنا چاہیے کہ وہی نسخہ ہے جسے ابوبکر نے جمع کرایا تھا اور پھر بعد کو اوسمین اصلاح وصحت ہوئی تھی اور ہمکو یقین کرلینا چاہیے کہ قرآن مروجہ مین وہی باتین ہین جو محمد صاحب نے فرمائی تھین اس سبب سے اسلام کی اصل بنیاد اوسی پر ہوگئی ہے - اگلے مسلمان عام بول چال مین جب اپنے نبی کا ذکر کرتے تو یہ کہتے تھے کہ آپ کے اوصاف قرآن مین ہین - جب لوگ اپنے پیارے نبی کے حالات زندگی کی تفصیل جاننی چاہتے اور آپ کی ایک بیوہ بی بی عائشہ سے آپ کی نسبت سوال کرتے تو وہ یہی جواب دیا کرتی تھین تیرے پاس قرآن موجود ہے کیا تو عرب نہین اور عربی زبان نہین پڑھسکتا ہے جو مجھسے پوچھتا ہے کیونکہ محمد صاحب کے اوصاف قرآن سے جدا نہ تھے - یہ امر کہ آیا محمد صاحب قرآن کو ترتیب موجودہ پر مرتب کرتے ایک ایسا امر ہے کہ اوسپر رائے لگانی غیر ممکن ہے بعض احادیث سے ایسا پایا جاتا ہے کہ آپکو اوسکی تعمیل مین شک تھا چنانچہ پرسانول صاحب کا بیان اس باب مین یہ ہے کہ جب محمد صاحب نے جانا کہ میرا وقت قریب آپہونچا تو فرمایا کہ سیاہی اور قلم لاؤ مین تمھارے لیے ایک کتاب لکھا چاہتا ہون جو تمھین غلطی سے ہمیشہ محفوظ رکھے لیکن موت نے اتنی مہلت نہ دی کہ لکھ سکتے یا لکھوا سکتے - اس سبب سے یہ کہا کہ قرآن تمھارا ہمیشہ ہادی رہے جو کچھ اوسکے احکام مین اوسپر عمل کرو اور نواہی سے محترز رہو - مین ایسا سمجھتا ہون کہ اس حدیث کے پہلے حصہ کی صحت بہت مشکوک ہے البتہ پچھلا حصہ ایسا ہے کہ جو کچھ نبی موصوف کو اپنی تعلیم کی نسبت دعویٰ تھا اوس سے بالکل موافق ہے - غرضکہ اس کتاب کے احکام جیسا کہ محمد صاحب نے چاہا تھا تمام دنیا کے مسلمانون کے واسطے ایک قید اور تمام دینداروں کے حق مین خیالون کی آزادی کی بڑی روک اور تمام معاملات مدنی و اخلاقی و دینی کی تجدید و ایجاد کے واسطے بڑی مزاحمت ہوگئی - اس امر کے متعلق بہت سی اور باتین ہین جنکی تفصیل دوسرے باب مین اچھی طرح ہو سکے گی - ماحصل اس تقریر کا

یہ ہے کہ اسلام کی اول اصل قرآن ہے اور یہ سمجھنا کہ فقط قرآن ہی اسلام کی اصل ہے ایسی غلطی ہے کہ دین اسلام کے بارہ مین اسی مین لوگ زیادہ دھوکہ کھاتے ہین شیعہ بعیہ معقول چہ کے یہ دعوی کرتے ہین کہ آیات ذیل علی کی شان مین ہمارے دعوی کے موئد نظم عثمانی سے نکال ڈالی ہین۔ "ای ایمان والو دونون نورون (محمد وعلی) پر ایمان لاؤ علی پرہیزگارون کی جماعت سے ہے۔ہم اوسے اوسکا حق انصاف کے دن دینگے اور جو اوسے فریب دینا چاہتے ہین اونھین چھوڑ نہین دینگے۔ہمنے اوسے سارے گھرانے پر شرف دیا ہے۔وہ اور اوسکے گھرانے کے لوگ بڑے صابر ہین اونکا دشمن (یعنی معاویہ) گنہگارون کا سردار ہے۔ ہمنے تجھے راستبازون کی ایک نسل بتادی ہے ایسے راستباز (دوازدہ امام) جو ہمارے احکام سے مخالفت نہین کرینگے۔میری رحمت اور سلامتی اون پر جو زندہ ہین (امام مہدی کو اب بھی زندہ بتاتے ہین) اور جو مردہ۔

۲ سنت۔ اسلام کی دوسری اصل حدیث ہے۔حدیث کی جمع احادیث ہے۔ احد کے احکام کو جو قرآن مین آئے ہین فرض و واجب کہتے ہین اور جو حکم نبی نے دیا ہو یا جو فعل اونھون نے کیا ہو اوسے سُنت۔ سنت کے لغوی معنی طریق کے ہین لیکن اصطلاح شرعی مین سنت کا اطلاق دین کے اون کامون پر کیا جاتا ہے جو محمد صاحب کے افعال واقوال کے مطابق ہون۔سنت تین طرح کی ہے۔ایک فعلی دوسری قولی تیسری تقریری۔جو کام محمد صاحب نے خود کئے ہین اونھین سنت فعلی کہتے ہین اور جو آپ تو نہین کئے ہون مگر اورونکو اونکے کرنیکا حکم دیا ہو اونھین سنت قولی کہتے ہین اور جو کام آپ کے سامنے ہوئے اور آپ نے اونھین منع نہین کیا اونھین سنت تقریری کہتے ہین۔تمام مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ نبی نے کیا اور کہا ہے وہ سب خدا کی ہدایت سے تھا۔اور اونکی سب باتون اور کامون پر ایمان لانا اور عمل کرنا سنت ہے۔ہمین جاننا چاہیئے کہ خدائے قدیر نے اپنے بندون کو دوام

ونواہی یا قرآن کے ذریعہ سے یا اپنے نبی کی زبان سے بتلائے ہین (رسالہ برکیوی) الہیات
کے نہایت ممتاز عالم امام غزالی لکھتے ہین کہ "مجرد توحید کی شہادت سے ایمان خدا کی مرضی
کے موافق کامل نہین ہوتا یعنی صرف لا الہ الا اللہ کہین اور رسالت کی شہادت کا جو کلمہ ہے
اوسے چھوڑ دین یعنی محمد الرسول اللہ نہ کہین تو ایمان کامل نہین ہوتا" اور نبی پر ایمان لانے
کے یہ معنی ہین کہ جو کچھ اونھون نے دنیا و دین کی نسبت خبر دی ہے اوس سب کو ماننا ضرور
ہے کیونکہ وہی مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ ایمان مقبول نہین جبتک کہ اون سب غیب کی
باتون پر جنکی نسبت نبی نے خبر دی ہے کہ بعد موت کے واقع ہونگی ۔ ایمان نہ لاوے" لوگ اکثر
کہا کرتے ہین کہ وہابی حدیث کو نہین مانتے ہین ۔ لفظ حدیث کے معمولی معنی کے اعتبار سے
شاید نہ مانتے ہون لیکن مسلمانون کی اصطلاح شرعی مین لفظ حدیث (جسکا ترجمہ ہم انگریزی لوگ
ٹریڈیشن کرتے ہین) اسکے مخصوص معنی ہین ۔ صرف نبی کے اقوال کو حدیث کہتے ہین اور جن لوگونکو
وحی الہام نہین ہوتا تھا اونکی باتونکو حدیث نہین کہتے ہین وہابی اون حدیثونکو نہین مانتے ہین
جو صحابہ کے زمانہ کے بعد اور لوگون سے پہونچی ہین ۔ اور جن احادیث مین نبی کے اقوال ہین اونکو
سب مسلمان فرقون کی طرح یہ لوگ بھی جانتے ہین کہ خدا کی باتین ہین جو الہام سے آدمیونکو
پہونچی ہین وہابیون کی نسبت یہ کہنا کہ حدیثونکو نہین مانتے ہین ایسا ہی جیسے کوئی کہے کہ پروٹسٹنٹ
عیسائی چارون انجیلون سے انکار کرتے ہین ۔ وہابیون کے بڑے مولوی جنکا کچھ احوال آگے
آویگا تقویۃ الایمان مین لکھتے ہین کہ بہترین طریقون کا یہ ہے کہ اللہ و رسول کے کلام کو اصل
گردانا اور اوسی پر عمل کرنا اور اپنی عقل کو دخل نہ دینا ۔ دیندار مسلمان انجیلون کو حدیث
کے برابر گنتا ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ انجیلین یسوع کے کامون اور باتون کا نوشتہ
ہے جو اوسکے صحابہ یعنی شاگردون سے ہم تک پہونچا ہے ۔ اور جسطرح اور بھیون کی کتابین
ہین کہ اونمین اونھون نے اپنے طور و محاورہ پر خدا کی باتونکو لکھکر اپنے نام کی کتاب کر لی ہے

اسی طرح ہمارے نبی کو بہت سی باتین خدا سے پہونچی ہین جو مجموعہ احادیث مین پائی جاتی ہین (ابن خلدون کی کتاب جلد اول صفحہ ۱۹۵) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنت کو یہود و مسیح کی کتب مقدسہ کی برابر اور قرآن کو اون سب سے بڑھکر تصور کرنا چاہئیے مسلمانون مین ایسا کوئی فرقہ نہین جسکا ایمان صرف قرآن ہو البتہ شیعہ سنت کے منکر ہین لیکن اونکے پاس بھی عین بدل حدیثون کا مجموعہ ہے - خواہ اسلام کو دین کے اعتبار سے یا دنیا کے اعتبار سے دیکھو اس باب مین کہ سنت کس قسم کا الہام ہے اور اوسے کسقدر معتبر جاننا چاہئیے البتہ بڑی بحث ہے - محمد صاحب نے کہا کہ میری اُمت مین ۷۳ فرقے ہونگے لیکن صرف ایک بہشت کے لائق ہوگا اسپر صحابہ نے پوچھا کہ وہ کونسا ایک فرقہ ہے جو بہشتی ہوگا - نبی نے جواب دیا کہ وہ جو میری اور میرے اصحاب کے طریق پر قائم رہے - اس حدیث سے یقیناً اہل سنت والجماعت کی طرف اشارہ ہے "دمشقی کی کتاب تکمیل الایمان صفحہ ۱۶) دین کے کامون مین سنت نبوی کی اطاعت مقدم سمجھتے ہین مثلاً قرآن کی چوتھی سورۃ نساء ۶۰ مین لکھا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا" اور ہمنے کوئی پیغمبر نہین بھیجا مگر اسواسطے کہ خدا کے حکم سے لوگ اسکی فرمانبرداری کرین سورہ نساء ہوا آیت ۶۴) ان آیات سے اور اسی قسم کی اور آیات سے یہ تعلیم نکلتی ہے یعنی یہ ظاہر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (خدا کی رحمت اور سلامتی اوپر اوسکے اور اونکی اولاد پر) کل اوامر و نواہی کے بتلانے اور اقوال و افعال مین خطا سے مبرا تھے کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو اونکی اطاعت خدا کی اطاعت کیونکر کہلاتی - مدارج النبوۃ صفحہ ۲۸۵ مومنون کو یہ نصیحت ہے کہ خدا کی اطاعت کرین یعنی اوسکی الوہیت کی شہادت دین اور نبی کی محبت کا اقرار کرین یہ محبت کی پہچان ہے اور محبت قرب الٰہی کا سبب ہے کہتے ہین کہ نبی نے خود فرمایا ہے کہ تم میری اطاعت کرو تاکہ خدا تمھین دوست رکھے" اس قول سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ "خدا کی محبت (انسان

کے ساتھ نبی کی فرمانبرداری سے مشروط ہے،، نبی پر اعتقاد رکھنا اور اوسکی اطاعت
سچے ایمان کا ضروری جزو ہے اور جسمین یہ دونون صفتین نہین وہ حق سے دور ہے اس
اطاعت کی ضرورت بتانے کو کہتے ہین کہ خدا نے محمد صاحب کو اپنے اور اپنے آدمیون کے
درمیان ایلچی مقرر کیا بلکہ سنت نبوی کے بعد چارون خلفاء ابوبکر و عمر و عثمان و علی جو آدمیون کے
ہادی برحق ہین اونکے سنت کی پیروی سب مومنون کو لازم ہے۔ مسلمان کے نزدیک جو کچھ
محمد صاحب نے کیا عین خدا کی مرضی کے مطابق تھا۔ تہذیب و اخلاق کے قواعد جب
نبی سے منسوب ہوتے ہین تو اونکے معانی مختلف لئے جاتے ہین۔ یہود کے گروہون کے
ساتھ اونکا غصہ اور بیرحمی اور شہوت پرستی اور عورتون سے عشرت اپنے حلقون کو
خدا کی برابر بنانا نعرہ ضلکہ اونکا ہر قول و فعل گناہ سے پاک تھا اور جبتک دنیا قائم ہے لوگونکے
واسطے ہدایت ہے۔ محمد صاحب کی نسبت عذر کرنے والے کو یہ کہنا سہل ہے کہ
مذہب کے آسان کرنے کو یہ افراط بعد کو جائز ہوگئی اول نہ تھی ۔

حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ یہ سب باتین اِس مذہب کے لازمات سے ہین۔ چنانچہ محمد صاحب
خود کہتے ہین کہ جو کوئی میری سنت کو دوست نہین رکھتا وہ میرا پیرو نہین جسنے میری
سنت کو زندہ (جاری) کیا اوسنے مجھے زندہ کیا اور میرے ساتھ بہشت مین ہوگا جو میری
سُنّت کو مضبوط پکڑتا ہے وہ سو شہیدون کا ثواب پاویگا ۔ اور چونکہ محمد صاحب کے
قول و فعل ایسے اصول اسلام ہین جنمین تغیُّر و تبدُّل کو مطلق دخل نہین تو اس سے سوا ے
اسکے کہ مسلمان اوس سے باہر قدم نہین رکھ سکتے اور باتین بھی لازم آتی ہین کیونکہ یہ ہمیشہ
یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام مین دین و ملک متحد ہین الملک والدین توامان (سلطنت اور مذہب
دونون برادران توام ہین) عرب کی مشہور مثل ہے ۔ جس سے صاف ظاہر ہے
کہ دین بغیر سلطنت کے قائم نہین رہ سکتا۔ مسلمان کے نزدیک دین و حکومت

ایک چیز ہے۔ بعض مدبران سلطنت جو ترکی سے اصلاح کے متوقع ہوتے ہین اور سلطنت عثمانیہ کی بحالی کی امید کرتے ہین اونھین یہ بات یاد نہین رہتی کوئی قانون خواہ تعلق ملک کے ہو یا جماعت یا تہذیب یا دینداری کے ہو۔ قرآن ہی کیطرح سنت کے خلاف بھی نہین ہو سکتا اِس زمانہ مین ایک مصنف جو اسلام سے خوب واقف ہے لکھتا ہے کہ اگر اسلام آئندہ باعث خیر ہو تو یہ اشد ضرور ہے کہ مذہب کو تعلیم اخلاق سے جدا رکھیں۔ آسکی یہ بڑی مشکل ہے کہ مذہب کو رسوم اخلاقی سے از روے قرآن ایسا علاقہ ہے اور دونون ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہین کہ بغیر دونونکی بربادی کے ایک کا دوسرے سے جدا دیکھنا دشوار ہے۔ ان صاحب کے قول لکھتے ہین اور مین اسے غیر ممکن جانتا ہون اور اس صورت مین اور بھی امید نہین رہتی جب یہ یاد آتا ہے کہ احکام قرآن کیطرح سنت بھی واجب التعمیل ہے اور اوسکو بھولنا گمراہی ہے کیونکہ ابن خلدون صاف لکھتا ہے کہ شریعت کی باتین قرآن و سنت سے نکلی ہین اور مسلمانون کی باتون کا اصول نص قرآن اور تعلیمات احادیث ہین۔ (۱)

محمد صاحب کو نئی بات (بدعت) کا بڑا ڈر رہتا تھا اصطلاح شرعی مین دین مین نئی بات نکال لینے کو بدعت کہتے ہین اور اوسی کی نسبت کہا گیا ہے کہ بدلڈالنے والی سنت کی ہے یا یون سمجھنا چاہیے کہ اگر آدمی نئی باتین ڈھونڈھین اور تازہ خیالات پکا دین اور جماعت کی

---

(۱) جون [illegible]ء مین سلطان محمود نے ایک کتبہ متضمن عدم مداخلت مدعا ملات سلطنت عثمانیہ جاری کیا تھا۔ اور اون معاملات سے مراد وہ احکام تھے جنکا ماخذ شریعت پاک کے اصول ہین اور وہ انتظامات تھے جو اصول دین سے وابستہ ہین اِن اصول کی تعمیل بدستور جاری ہے کیونکہ وہ فتوی جو جماعہ علماء نے جولائی [illegible]ء کو اون اصطلاحات کے جواب مین دیا تھا جو خیر الدین احمد نے چاہی تھین اوسمین غیر متغیر اصول شرعی کا ذکر موجود ہے ۱۲ ۔

حالت مین تغیر واقع ہونے سے جدید طریقے نکالنے کی ضرورت ہو اور نئے نئے قانون اُس جماعت کے انتظام کیواسطے نکلین اگر ظاہر یا باطن کوئی نئی بات یعنی بدعت دین مین نکالیجاوے تو اوس سے دور رہنا چاہئے۔ شرع قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور سنت نقص وعیب سے پاک ہے۔ جو بات قرآن وسنت سے جدا ہے بدعت ہے اور کل بدعت گمراہی ہے۔ بعض بدعات جیسے صرف ونحو کا سیکھنا اور مدارس مقرر کرنا مسافر خانے وغیرہ بنوانا جائز ہین اور بدعت اس سبب سے کہتے ہین کہ نبی کے وقتون مین اونکا وجود نہ تھا لیکن یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذری سی سنت کا اتباع (نبی کے حکمون مین سے کسی ایک کا ماننا گو وہ کیسا ہی خفیف ہو) نئی بات کرنے سے بدرجہا بہتر ہے اگرچہ وہ نئی بات بڑے فائدہ اور حاجت کی ہو بہت سی روایات اس قسم کی ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب نبی سنت کو کس قدر عزیز رکھتے تھے۔

خلیفہ عمر نے مکہ کے سنگ اسود کو دیکھکر کہا۔ بخدا مین جانتا ہون کہ تو محض پتھر ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے نہ نقصان اگر مجھے یہ معلوم نہوتا کہ تجھے نبی نے بوسہ دیا ہے تو مین ہرگز ایسا نہ کرتا صرف اس سبب سے کہ نبی نے ایسا کیا ہے مین بھی ایسا کرتا ہون عبداللہ ابن عمر ایک دفعہ اونٹ پر سوار بار بار ایک جگہ کے گرد گھومتے تھے جب لوگون نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین اور کچھ نہین جانتا سوا اسکے نبی کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ کہتے ہین کہ احمد ابن حنبل جو چار بڑے امامون مین سے گذرے ہین اور حنبلی فرقہ کے بانی ہین اسی سبب سے امام مقرر ہوئے کہ سنت کے بڑے پابند تھے۔ ایک روز کسی مجلس مین بیٹھے تھے اور تمام حاضرین مین سے فقط وہی نبی کی کسی سنت فعلی کو عمل مین لائے۔ فوراً جبرئیل نے آکر خبر دی کہ تمہارے اس کام کے سبب سے خدا نے تمھین امام مقرر کیا[۱]

---

[۱] اس زمانہ کے مسلمانون کی افراط نبی کی تعظیم مین قریب بت پرستی کے پہونچ گئی۔

الحاصل یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ سب کامون سے بہتر سُنت کی پیروی ہے ایک دیندار عالم بیان کرتا ہے کہ دین کی اصل تین چیزین ہین - اوّل اخلاق و افعال مین نبی کی پیروی دوسری اکل حلال تیسرے تمام کامون مین ایمانداری کو ہاتھ سے نہ دینا سُنت مسلمانون کو مجموعۂ احادیث سے معلوم ہوتی ہے اور جن لوگون نے اونھین جمع کیا ہے اونھین کے نام سے معروف ہین - کل مجموعۂ احادیث کو صحاح ستہ یعنی چھہ صحیح کتابین کہتے ہین تیسری صدی ہجری سے پہلے کوئی مجموعہ موجود نہ تھا اور اسی سبب سے آسانی سمجھ سکتے ہین کہ وہ بھی اعتراض سے محفوظ نہین سُنیون کے درمیان بھی احادیث کے اعتبار پر کسیطرح اتفاق راے کا نہین باانیہمہ یہ سب تسلیم کرتے ہین کہ صحیح حدیث واجب التعمیل ہے اور اس بات پر کہ جو کچھ اون احادیث مین مندرج ہے وہ نبی کا کلام ہے جسے اونھون نے بزبان الہام فرمایا تھا اوسکا ذکر باب مابعد مین ہوگا لیکن وہ ذکر چندان کارآمد نہین - احادیث کا مرتبہ جو کچھ ہو لیکن مسلمانون کے اعتقاد مین وہ سب الہامی ہین اور نبی کا ہر فعل و قول اونکے نزدیک ایسا قانون ہے جسکی پیروی کو وہ ایسا ہی لازم جانتے ہین جیسا کہ مسیح کے نمونہ پر چلنے کو مسیحی شیعہ سُنیون کی چھہ صحیح کتابون صحاح ستہ کو نہین مانتے لیکن اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اونھین حدیث سے انکار ہے - اونکے یہان بھی حدیثون کی پانچ کتابین ہین - پہلی کتاب کو ابو جعفر محمد نے ۳۲۹ہجری مین یعنے صحیح بخاری سے جو سُنیون کی نہایت معتبر کتاب ہے سو برس کے بعد

م امام حنبل کا یہ حال تھا کہ تربوز نہین کھاتے تھے حالانکہ یہ جانتے تھے کہ نبی نے تربوز کھایا ہے لیکن یہ نہین معلوم تھا کہ چھلکا سمیت کھایا ہے یا بغیر چھلکہ کے کھایا ہے یا توڑ کر کھایا ہے یا دانتون سے کاٹ کر یا چاقو سے تراش کر ایک عورت نے امام سے پوچھا کہ رات کو راستہ چلنے مین چراغون کی روشنی سے کاتنا جائز ہے اونھون نے منع کیا کیونکہ نبی نے اوسکے جواز کا کچھ ذکر نہین کیا ۱۲ -

جمع کیا تھا۔ غرضکہ مسلمانون کے سب فرقے پہلے اور دوسرے اصل ایمان یعنی قرآن و حدیث کو خدا کی طرف سے جانتے اور مانتے ہین سنیون کے مجموعۂ احادیث کی جگہ شیعون نے اور مقرر کر لیا ہے۔ پس بڑی بات جسپر قائم رہنا ضرور ہے یہ ہے کہ صرف قرآن کسی مسلمان کے واسطے کافی ہادی نہین۔

۳۔ اجماع۔ ایمان کی تیسری اصل کو اجماع کہتے ہین اجماع کے معنی جمع کرنے اور جلسہ کرنے کے ہین۔ اصطلاح شرع مین اسکے معنی ہین متفق ہونا خاص عالمون کا کسی امر دین پر مسیحیون مین اسکو بزرگون کا اتفاق رائے کہتے ہین لیکن عقلا تابعین اور تبع تابعین صحابہ کے مجموعۂ ارا کا نام اجماع ہے ابن خلدون کہتا ہے کہ شریعت کی بنا صحابہ کی ارا اور انکے پیرون کے عام اتفاق پر ہے یعنی جس بات کو تابعین اور تبع تابعین قبول کرینا وہی داخل شریعت ہے۔ ابوبکر کا تقرر خلافت پر اجماع امت سے تھا یعنی تمام گروہ کی اتفاق رائے سے ہوا تھا یہی کہ اصحاب کو خدا اور رسول کی باتون سے خاص وقفیت تھی۔ صرف یہی جانتے تھے کہ قرآن مین آیات ناسخ کونسی ہین اور منسوخ کونسی ہین۔ ان باتون کا اور بہتیرے اور معاملات کا علم اونسے پھر اونکے جانشینونکو پہونچا یعنی تابعین سے تبع تابعین کو دین کا علم پہونچا۔ بعض مسلمان مثلاً وہابی صرف اجماع صحابہ کو مانتے ہین لیکن اور سب فرقے اس اجماع کو اول مرتبہ کا معتبر جانتے ہین اور بعض مسلمان اجماع مہاجرین کے بھی قائل ہین مہاجرین اونھین کہتے ہین جو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے اور عالمون مین بعض ایسے بھی ہین جنکی رائے مین اجماع ہر زمانہ مین جائز ہے لیکن ابھی تک ایسا عمل مین نہین آیا کیونکہ اب کوئی مجتہد نہین رہا۔ سب سے بڑا مرتبہ جسپر مسلمان عالم پہونچ سکتا ہے مجتہد کا ہے مجتہد اجتہاد کرنے والے کو کہتے ہین اجتہاد کا مادہ وہی ہے جو جہاد کا ہے اسکی اصطلاحی معنے منطقیانہ اور عقلی نتائج کے ہین اور تعریف لفظ مذکور کی یہ ہے کہ اصول فقہ کی تحقیق مین خاص درجہ کا

اختیار حاصل کرنا۔ اصلیت اجتہاد کی یہ تھی کہ محمد صاحب نے ایک شخص مسمّے معاذ کو اس کام پر مقرر کیا تھا کہ یمن جا کر جو کچھ زکواۃ کا مال جمع ہوا ہو لے آوے تاکہ محتاجون کو تقسیم کیا جاوے اور مقرر کرتے وقت کہا کہ ای معاذ تو کس قاعدہ پر عمل کریگا۔ اوسنے جواب دیا کہ قرآن کے حکم کے موافق پھر نبی نے کہا کہ اگر اوس قسم کی ہدایت تو قرآن مین نہ پاوے معاذ نے کہا تو پھر نبی کی سنت کے موافق عمل کرونگا اور اگر سنت سے بھی معلوم نہ ہو تو مین اجتہاد کرونگا اور اوسی پر کاربند ہونگا۔ تب نبی نے ہاتھ اوٹھا کر کہا کہ سب تعریف خدا کو ہے جو اپنے نبی کے قاصد کو جسطرح چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے (مدارج النبوۃ ۹۰۰ صفحہ) جواز اجتہاد کی یہی دلیل ہے کیونکہ اس حدیث سے اجتہاد کی اجازت پائی جاتی ہے جب نبی زندہ تھے تو لوگ اونکے پاس جا کر شکوک کو رفع کر سکتے تھے اور جب چاہتے ایسی ہدایت پا سکتے تھے کہ جسمین خطا و غلطی کا امکان نہ تھا خلیفون کو جو نبی کے جانشین تھے محمد صاحب کی اون رایون نے موافق جو اونھین معلوم نہین شرع پر کاربند ہونا پڑا۔ وہ ملکون کے فتوحات مین مصروف تھے نہ اونھون نے جدید آئین بنانے چاہے نہ اوس شخص کے طریقون سے جسکی وہ کمال تعظیم کرتے تھے روگردانی کی۔ آغاز اسلام مین شرع کا علم محض حدیث سے تھا کسی مسئلہ کے کالنے مین نظر و فکر اور دلائل سے جو قیاس پر مبنی ہون کام نہین لیتے تھے۔ (ابن خلدون کی کتاب جلد ۲ ص ۴۶۹) مگر جب سلطنت نے ترقی پکڑی اور نئی نئی صورتین پیدا ہوئین اور وہ باتین پیش آئین جنکی نسبت محمد صاحب نے صاف ہدایت نہین کی تھی تو اجتہاد کی ضرورت ہوئی۔ عہد خلافت خلفاء راشدین یعنی ابوبکر و عمر عثمان و علی مین مومنون کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی نئی صورت پیش آتی تو اونسے پوچھتے کہ کسطرح عمل کرنا چاہئیے کیونکہ اونکی برابر نبی کی باتین اور کام کوئی نہین جانتا تھا۔ جب کبھی کسی مسئلہ مین پیچیدگی واقع ہوتی تو وہ نبی کے کسی قول و فعل کو ایسا یاد کر کے ایسا تصفیہ کر سکتے تھے کہ وہ مسئلہ حل ہوجاتا اسطرح سے

مسلمان اونکی مرضی و ہدایت پر عمل کرنے کو راہ حق کی پیروی جانتے تھے لیکن جو تھے
خلیفہ حضرت علی کی وفات کے بعد خانہ جنگیون اور فساد باہمی سے دین مین رخنہ پڑگیا۔
مدینہ مین جہان کہ لوگون کو محمد صاحب کے حالات خوب معلوم تھے اور جس جگہہ کے لوگ
ممتاز نبی سمجھکر بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے دیندار آدمیون نے قرآن اور سنت اور چارون
خلیفون کے اجتہاد کا حفظ کرنا شروع کیا اون آدمیونکو ہدایات دین مین لوگ ذی اعتبار
جانتے اور اونکے فیصلونکو رسوم مدینہ کہتے تھے۔ یہ سمجھنا کچھ دشوار نہین کہ جس مذہب مین
کل معاملات و عبادات کا مدار نبی کی باتین اور حدیث صورتین مثل آوین اور انکا انتظام سنت
و اجتہاد پر ٹھہرا تو اوس مذہب مین نہ صرف جعلی حدیثین بنانے کی رغبت پیدا ہوگی بلکہ چند ہی
مدت مین اوسپر عمل کرنا دشوار ہوجاویگا اسواسطے نہایت ضرور ہوا کہ تمام حدیثون کو جو
بے ترتیب تھین اور خلفا و مجتہدین کے احکام کو ترتیب دیا جاوے چنانچہ یہی علم فقہ کی ابتدا
ہوئی جسے چار بڑے عالم امامون نے نکالا۔ سواے شیعون کے اور سب مسلمان چارون امامون
مین کسی ایک کے پیرو ضرور ہوتے ہین یہ چارون امام یعنے ابوحنیفہ اور ابن مالک اور
شافع اور ابن حنبل بہت بڑے مجتہد گذرے ہین سنیون کے اعتقاد مین اونکے بعد پھر کوئی
مجتہد نہین ہوا۔ مثلاً فقہ کی ایک کتاب مین جو ہندوستان مین بہت مروج ہے لکھا
ہے کہ اجماع کے یہ معنی ہین کہ چارون امامون کے سواے اور کسی کی پیروی جائز نہین اس
زمانہ مین نہ قاضی کوئی حکم نہ مفتی کوئی فتوی خلاف راے چارون امامون کے دیسکتا ہے
کسی دوسرے کی پیروی جائز نہین ہے پس جہان تک کہ سنت کا تعلق ہے تغیر و ترقی
غیر ممکن ہے۔

امام ابوحنیفہ بصرہ مین ۸۰ سنہ ہجری کو پیدا ہوئے لیکن اونھون نے بہت زمانہ اپنی عمر کا
کوفہ مین بسر کیا۔ یہ شخص اہل شرع کے اوس گروہ کا بانی مبانی اور معلم تھا جو فقہاء عراق کے

نام سے مشہور تھے انکا مذہب امام مالک سے بہت مختلف ہے امام مالک نے مدینہ مین
رہکر آپ کو خاصکر حدیث پر محدود رکھا یعنے اونکے اجتہاد کی بنا خاصکر حدیث پر ہے۔ مدینہ والونکو
نبی کے قول وفعل خوب یاد تھے بخلاف اسکے کوفہ جو حنیفہ کا گھر تھا محمد صاحب کی وفات
کے بعد آباد ہوا اس سبب سے وہان کوئی ایسا نہ تھا جسے نبی کی باتین یاد ہوتین وہان پر
اہل اسلام کو بہتیری اور قومون سے تعلق ہوا اگرچہ لوگ مسلمان ہو گئے تو خیر جھگڑا ہوا اور اگر
ایسا نہ تھا تو بھی اونکی اور مومنون کی شرع محمد صاحب کی تعلیم تھی قرآن کی بہتیری آیات اس امر
کی صحت پر دلالت کرتی ہین ۔۔ اور او تاری ہمنے اوپر تیرے کتاب بیان کرنے والی ہر چیز
کی ،، (سورہ نحل ۱۶ آیت ۹۰) ہمین بھی ہمنے اس کتاب مین اونہی چیز (سورہ انعام آیت ۹)
ان نصوص سے یہ ثبوت نکالتے ہین کہ کل شریعت پہلے سے قرآن مین رکھ دی تھی ۔ اگر کوئی مسئلہ
ایسا ہو کہ وہ کسی آیت قرآنی سے صاف نہین معلوم ہوتا ہو تو اوسوقت عقل سے سوچا جاتا
تھا مثلاً سورہ بقر آیت ۲۹ مین آیا ہے کہ ‘‘وہ ہے جسنے پیدا کیا تمھارے واسطے جو کچھ زمین
کے بیچ ہے سارا ’’ حنفی مذہب والے اسکے یہ معنی لیتے ہین کہ یہ خدا کی بخشش ہے جسنے سب
حقوق ملکیت کو ساقط کر دیا ہے ۔ تمھاری مسلمانون سے خطاب ہے اور زمین تین حیثیت پر
منقسم ہو سکتی ہے (۱) وہ زمین جسکا کبھی کوئی مالک نہ تھا (۲) وہ زمین جسکا کوئی مالک تو
تھا مگر اوسنے اوسے چھوڑ دیا ہے (۳) کافرون کی جان و مال ۔ اخیر تقسیم سے وہی فقہ غلامی
و دغا بازی اور کفار سے ہمیشہ جنگ کرنے کو جائز رکھتے ہین آب اور حال ابو حنیفہ کا سنئے ۔
ایسی حدیثین بہت تھوڑی ہین جنھین حنفی مذہب نے معتبر تسلیم کیا ہے اور اوس مذہب کا یہ
دعویٰ ہے کہ وہ بدلائل عقلی قرآن سے اخذ کیا گیا ہے اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ یہ مذہب
بہت بیباکی سے دلائل عقلی کو کام مین لاتا ہے ۔ لوگون کی حاجتون اور خواہشون پر اور
فی الحقیقت اون سب باتون پر جنھین یورپ کے لوگ قانون بنانے کے اعلےٰ اصول

سمجھتے ہین عراق کے فقیہ بیکار سمجھ کر مطلق لحاظ نہین رکھتے ہین ـــ اونکے نزدیک وضع کرنا
قوانین کا کوئی ایسا علم نہین ہے جو قرائن اور تجربون پر موقوف بلکہ محض عقلی اور یقینی ہے
(اسبرن کی کتاب درباب اسلام بعہد خلفا ص ۲۹)

امام مالک (۹۳ ہجری) مدینہ مین پیدا ہوئے اور اونکا اجتہاد جیسا کہ ہونا چاہیے تھا
اس سبب سے کہ اونھین اوس متبرک شہر سے تعلق تھا مدینہ کے دستورات کے موافق ہے
اونھون نے یہ کام کیا کہ جو حدیثین مدینہ مین مروج تھین اونھین ترتیب دیکر اور جمع کر کے اونسے
اور نیز دستورات مدینہ سے شریعت کا ایسا علم نکالا جو معاملات دنیا مین کار آمد ہو۔ جو کتاب
اونھون نے تالیف کی تھی اوسے موطا کہتے ہین موطا کے معنے ہین خوب چھانی ہوئی راہ اوسکے
مضامین اوسکے وہ شرعی اصول اور رایمین ہین جو اصحاب نے بتائی تھین ۔ اسواسطے ونھون نے
جو کچھ بطریق اجتہاد بیان کیا ہے مورخانہ اور سماعی ہے ابوجعفر محمد نے اونکے مرنے پر ایک
مرثیہ کہا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ "اونکی روایات نہایت معتبر تھین اونکی سنجیدگی اور
متانت موثر تھی جب وہ حدیثین اور روایتین بیان کرتے تو تمام سُننے والے حیرت مین
ڈوب جاتے (ابن خلقان کی کتاب اللغات فی احوال اسلاف جلد ۲ ص ۵۴۹ حدیثون سے
آپ بہت خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی اللہ کی باتون کی تعظیم سے میرا دل خوش ہوتا ہے
اور کوئی حدیث بغیر وضو کئے نہین پڑھتا ہون (ابن خلقان کی کتاب جلد ۲ ص ۵۴۶)
جب موت قریب آئی تو بھی اونھین یہ اندیشہ رہا کہ مبادا حکم شرع میں کوئی بات اپنی طرف
سے کہہ دی ہو جب اخیر مرض مین ایک دوست اونسے ملنے گئے اور روتے دیکھ
سبب پوچھا تو یہ جواب دیا کہ کیون نہین رونا چاہیے اور مجھ سے زیادہ اور کون مستحق
رونے کا ہے؟ بخدا مین چاہتا ہون کہ شریعت کے جس مسئلہ پر کوئی حکم اپنی طرف
سے مینے دیا اوسپر بکر رسہ کر چابک لگائے جاوین (ابن خلقان کی کتاب جلد ۲ ص ۵۴۸)

امام شافعی قوم قریش سے ۱۵۰ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے اونکی جوانی مکہ مین گذری لیکن
آخر کو قاہرہ مین سکونت اختیار کی اور وہان ہی ۲۰۴ھ ہجری مین وفات پائی ابن خلقان
اونکی نسبت لکھتے ہین کہ قرآن اور سنت اور اقوال اصحاب کا علم اونھین اسقدر تھا کہ اپنا
نظیر نہین رکھتے تھے امام ابن حنبل کہتے ہین کہ کبھی ایک شب بھی ایسی نہین گذری کہ امام شافعی
کے واسطے مینے خدا سے رحمت و برکت نہ مانگی ہو" ابو طھور کہتے ہین جو کوئی کہے کہ مینے شافعی
کے مثل دوسرا بھی علم و فضل مین دیکھا تو وہ کاذب ہے۔ اونھون نے دونون امامون
کے اجتہادات کو بغور پڑھنے کے بعد جو کچھ بہتر جانا اوس سے اخذ کر کے اپنا اجتہاد علیحدہ
قائم کیا۔ اونکا اجتہاد ابو حنیفہ کے طریق سے مخالف تھا۔ شافعی اتباع احادیث مین بیشتر
ابن مالک کے موافق ہین۔ حنفی کو درصورت عدم موجودگی کسی صاف اور صریح قول کے
اگر قرآن کا ایک فقرہ یا فقط ایک حدیث بھی ایسی ملجاوے جس سے مسئلہ مطلوبہ نکل آوے
تو وہ کافی سمجھتا ہے لیکن شافعی ایسی صورتون مین اگرچہ اوسکے قیاس کا ماخذ حدیث
ہی ہو جب تک متعدد حدیثین اوس باب مین نہین پاتا مطمئن نہین ہوتا ہے۔

چارون مین آخری امام حنبل تھے۔ یہ بغداد مین ۱۶۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔
اس طریق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اونھون نے پھر بالکل حدیث کی طرف رجوع کیا ہے
(ص ۲۲) بعہد خلافت خلیفہ مامون رشید بغداد مین رہتے تھے اس عہد مین معقولیون کی
کثرت سے اور حکام کی عیش و عشرت کے رواج سے دینداری معرض خطر مین تھی۔
فقہا عدالت کے طرفدار مذہب کے حنفی تھے۔ اونھون نے ازراہ خلیفہ کے خوش کرنے کو
مامون کے اجتہادیات کی خوب تحقیق کی اور عیوب نکالے اور ایسا معلوم ہوا کہ انسان
کی تحقیق مین کی ضرورتون کو ضعیف کر دیتی ہے۔ ابن حنبل نے اسوقت کا یہ جبر کیا کہ جس
طریق پر اور امام حدیث و قرآن سے عقلی مطالب نکالتے تھے اوس سے احتراز کیا اونھون

نے دیکھا کہ طریق مالکی جو رسوم مدینہ پر مبنی تھا اتنے وسیع اور ترقی پذیر سلطنت کے کل اغراض کو کافی نہین ہے اوسمین ضرورت کچھ اور بڑھانے کی ہے پس اونھین حدیث سے بہتر اور یقینی صورت کوئی نظر نہین آئی - اور کچھ نہ تھا تو حدیثین الہامی تو ضرور تھین پس یہ ایک ایسی محفوظ بنیاد تھی جسپر اونھون نے اپنے مذہب کی بنیاد قائم کرنا بہ نسبت اوس طریق کے جو ابو حنیفہ نے اختیار کیا تھا بہتر جانا -

ابن حنبل کا مذہب اب قریب معدوم کے ہے اس فرقہ کا کوئی مفتی مکہ مین نہین ہے اگرچہ اور تینون کے مذاہب موجود ہین - مگر اونکے اجتہاد کا اثر خصوصاً احادیث پر عمل کرنے مین آجتک باقی ہے - چارون امامون کے درمیان امتیاز اسطرح کیا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ نے عقل و رائے سے کام لیا - مالک اور حنبل نے روایت او سنت کو ترجیح دی - بعض احادیث کے اعتبار و غیر اعتبار مین اونکے درمیان اختلاف ہے لیکن صحیح حدیث کے مستند ہونے مین کسیکو کلام نہین مسائل و احکام شرعی مین امامون کی رائین ایمان کا تیسرا رکن ہین - یہ گمان کیا جاتا ہے کہ جسطرح اگلے مسلمانون کی سلطنت کی جدید ضرورتون کے پیش آنے سے یہ مذاہب نکلے ایسیہی حال کی اخلاقی اور تمدنی ضرورتون کے واقع ہونے سے نئے امام پیدا ہوجاوین جو از سر نو اجتہاد کرین لیکن فی الحقیقت ایسا نہین ہے سنیون کا عقیدہ یہ ہے کہ چارون امامون کے وقت سے آجتک کوئی مجتہد نہین گذرا جو اونکی مانند کچھ کرسکا ہو - اتفاق سے کوئی نئی صورت پیدا ہو تو جو شخص فیصلہ کرنے والا ہو اوسے چاہیے کہ اپنے امام کے مذہب کے موافق تصفیہ کرے (۱) اس سے کسی قسم کا تغیر نہین ہونے پاتا اور نئی بات خواہ اچھی ہو نکالنا سخت منع ہے تو اس سے دین اسلام صرف ایک حالت پر رہتا ہے کچھ ترقی نہین ہونے پاتی - کوئی قانون اپنی طرف سے نہین بنا سکتے کوئی بات چارون امامون کے اجتہاد کے خلاف نہین کرسکتے - اس سبب سے مسلمانون کے کسی ملک

مین اصلاح قانونی ممکن نہین کوئی ایسا ذریعہ نہین کہ نئی تہذیب اور عمدہ اصول سیکھین۔
سلطان یا خلیفہ کی اطاعت لوگ جبھی تک کر سکتے ہین جب تک کہ وہ احکام شرع پر قائم ہے۔
پس ہمارا سوال شرقی مسئلہ حکومت کی نسبت یہ نہین ہے کہ آیا محمد صاحب نے فریب دیا
یا خود فریب کھایا۔ آیا فی الحقیقت رسول تھے یا عیار تھے آیا قرآن فی الجملہ اچھا ہے یا برا اور جو تغیر محمد صاحب
کے سبب سے ہوا اوس سے عرب بہتر ہو گیا یا بدتر بلکہ بحث اسپر ہے کہ مذہب اور تمدن
کے اعتبار سے اسلام کا کیا اثر ہوا اور ہے اور اب اوسکا عمل کسطرح پر ہوا کرتا ہے اور
سنی مسلمانون کا کیا عقیدہ ہے اور کسطرح اوس عقیدہ پر کرتے ہین۔ خلاصہ اوس عقیدہ
کا یہ ہے کہ جو طریق محمد صاحب نے اور اونکے اصحاب نے اور چارون امامون نے
بتایا ہے نہایت مکمل ہے [۵] نئی بات نکالنا غلطی سے بدتر ہے یہ سراسر خطا اور گناہ ہے
سچے مسلمان کا بڑا فخر وشوکت یہی ہے کہ دین و دنیا دونون کے واسطے یہ مذہب ایسا مکمل ہے

---

[۵] جنوبی ہندوستان کے مسلمان صرافون نے اسلئے کہ دین کا خلاف نہو عجب طریقہ جواز کا نکالا ہے روپیہ
سے روپیہ کا نفع جائز نہین مثلاً فرض کرو کوئی شخص ایک آنہ روپیہ کے سود سے چار روپیہ قرض لے اور ایک مہینے
کے بعد ایک روپیہ اور ایک چوانی قرضخواہ کو ادا کرے تو جائز نہین کیونکہ روپیہ سے روپیہ لینا حرام ہے لیکن اگر وہ
شخص چار روپیہ اور ایک چوانی کے پیسے دیوے تو جائز ہے کیونکہ روپیہ سے تانبا لینا گو مول سے کتنا زیادہ ہو
بمنزلہ تجارت کے تصور کیا جائیگا اور یہ جائز ہے۔ اسی طرح جاندار چیزون کی تصویرین حرام ہین جب انگریزی
روپیہ اول ہندوستان مین جاری ہوا تو دیندار مسلمانون کو اوسکے استعمال مین کلام ہوا لیکن بڑی بحث
کے بعد ملاون نے یہ فتویٰ دیا کہ چونکہ اس روپیہ مین آنکھین ایسی چھوٹی بنی ہین کہ اچھی طرح نہین معلوم
ہوتی ہین اسواسطے اس روپیہ کا استعمال جائز ہے۔ پس اس قسم کی تاویلین مسلمانون مین اکثر ہوا کرتی
ہین جنسے دین پر بڑا ابطہ آگیا ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شریعت کسقدر سخت ہے ۱۲ —

کہ کچھ ترقی و تغیر کی گنجائش نہین - اون قواعد مین جنسے اسلام کا دنیوی نظم ہے خدا کے مزید عرفان یا عقلی کے ازدیاد علم کا متوقع ہونا محمد صاحب کے کشف و الہام کو غیر مکمل جاننا ہے جسے کوئی مسلمان کبھی قبول نہین کرے گا - نہایت ثختگی سے یہ کہا جاتا ہے کہ ترکی کی درستی کے واسطے جو کچھ چاہئے وہ یہ ہے کہ سلطان کے احکام بجاے شریعت کے قرار دیئے جاوین - اگر ایسا ہو سکے تو درحقیقت ترکی اصلاح ہو جاوے لیکن پھر وہ مسلمانون کی عملداری نہین کہلائیگی - یہ بات کہ ابو حنیفہ کا طریق زمانۂ حال کے مناسب نہین ظن و یقین کے مرتبہ سے زیادہ ہے لیکن خلیفۂ اسلام کرہی دعویٰ سلطان کو بھی ہے اسی لیے ہوتا ہے کہ ملت حنفی کو قائم رکھے اور دین کی حفاظت کرے سلطان مجتہد نہین ہے کیونکہ سُنیون مین کہ ترک بھی اسی فرقہ مین ہین اب ایسا کوئی نہین ہے اب اگر کوئی صورت ایسی واقع ہو کہ نیا قانون بنانے کی ضرورت پڑے تو چاہیئے کہ اماموں کی راے سے ذری خلاف نہو - شیعہ بمقابلہ سُنیون کے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ مجتہد اب تک ہوتے ہین لیکن یہ راے امامت کی عجیب مسئلہ کے سبب سے پیدا ہوئی ہے جسکی بحث آگے آویگی پہلے نظر مین ایسا معلوم ہوگا کہ اگر ایسے مجتہد ہو سکتے ہین جو اپنے اختیار سے احکام جاری کر سکتے اور اپنی طرف سے زمانہ کی مناسب راے دے سکتے ہین تو شیعون مین جنسے فارسی ہین ترقی کی کچھ امید ہو سکتی ہے اسمین شک نہین کہ اون مین مذہبی اضطراب اور وہم کی باتین اور اشتعال زیادہ ہے لیکن ترقی کی راہ مین کچھ اپنے ہمسایون سے بہتر نہین ہین اور مجتہد کے ہونے سے جو نفع بظاہر معلوم ہوتا تھا وہ اس سبب سے معدوم ہے کہ یہ ضرور ہے کہ اوسکے سب فیصلے قرآن و سنت کے یا جس چیز کو شیعہ بجاے سنت کے قرار دیتے ہین اوسکے موافق ہون - شیعہ اور سُنی دونون گذشتہ زمانہ کے مردہ طریق پر تمام آئین و قوانین بناتے ہین اور زمانۂ حال کی ضرورتون کا کچھ لحاظ نہین کرتے - پیرانا

قانون اپنی حکومت سے دونون پر حکمرانی کرتا ہے - وہابی مطلق اجماع سے انکار کرتے ہین لیکن اجماع اصحاب کے وہ بھی قائل ہین سو جب کبھی اونھین اسلام کے پیرومثین یعنی حنالص سنت پر چلنے والے کہا جاوے تو یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی نہ صرف قرآن کو بلکہ سنت اور کچھ اجماع کو ارکان ایمان سمجھتے ہین اجماع اوسوقت واجب التعمیل ہوتا ہے کہ سب مجتہدین متفق الرائے یا بالعمل ہون - اجتہاد کے کل مضمون کو سلطنت اسلام کی مصطلاحات سے بہت بڑا تعلق ہے اس زمانہ کے ایک محمدی مصنف[لے] یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ اسلام مین البتہ ترقی کی گنجائش ہے اور یہ کہ سخت وتنگ راہ ہونے سے اسقدر دور ہے کہ ترقی کی نئی صورتین اوسمین بخوبی داخل ہوسکتی ہین کیونکہ نبی نے علمی اصول کے زمانہ کی پیشینگوئی کی تھی اور پھر ایک روایت جو اہلیت اجتہاد کے بیان مین قبل از این بیان کرچکا ہون (صفحہ ۱۷) اپنے قول کے اثبات صحت مین نقل کرتے ہین -

لکھتے ہین کہ معاذ نے کہا کہ پہلے مین قرآن کو دیکھونگا اور پھر نبی کے اقوال کو اور جو ان دونون مین نہین پاؤنگا تو جو کچھ میری عقل مین آویگا وہ کرونگا یہ سچ ہے کہ اجتہاد کے لفظی معنے کوشش بلیغ کے ہین اور یہ بھی درست ہے کہ اول درجہ کے صحابہ اور مجتہدین مشکوک صورتون مین اپنی عقل کو کام مین لانے کی مجاز اور چیزون کی حیثیت کے موافق اون صورتون کے تصفیہ کے مختار تھے لیکن اسکے ساتھ یہ شرط ہمیشہ رہی کہ وہ تصفیہ قرآن یا سنت کے کسی حکم کے خلاف نہو لیکن اس سے یہ کسیطرح ثابت نہین ہوتا کہ اسلام مین ترقی کی کچھ گنجائش ہے یا یہ کہ محمد صاحب نے علمی اصول کے زمانہ مین خبر دی تھی یا یہ کہ اونکی باتین سرگرمی اور جوش دلاتی ہین کہ انسان کے دل مردہ مین جان تازہ ڈالتے ہین کیونکہ اگرچہ کلمہ اجتہاد کی نسبت اون

سلہ (وقائع محمد صاحب مصنفہ سید امیر علی ص ۲۸۹)

آدمیون کے جنکا ذکر کر چکا ہون کسیقدر وسعت سے ترجمہ کیا جاوے یعنے اوسکے معنی عقل کے موافق کام کرنے کے لئے جاوین لیکن درحقیقت اس زمانہ مین اُس لفظ کے یہ معنی نہین رہے ہین۔ اب وہ لفظ محض اصطلاحی ہوگیا ہے اور فی زمانناً اوسکا استعمال خالصتہً قرآن و سنت کے موافق اس معنے مین ہے کہ کسی پیچیدہ معاملہ مین اجتہاد کیا جاوے۔ لیکن بالفرض اوس لفظ کے یہ محدود معنی نہ ہوتے اور اب بھی وہی معنی ہوتے جو اول کسی زمانہ مین لئیے جاتے تھے تو بھی سید کا دعوی ثابت نہ ہوتا درحالیکہ چار ون اماموں کے عہد سے دینداروں کو یہ عقیدہ ہے کہ اول مرتبہ کا مجتہد اسوقت تک کوئی نہین ہوا ہے اور بجز اسدرجہ کے آدمیون کے اور کسیکو یہ اختیار نہین ملا ہے اور اگر فقط دلیل کے لئیے فرض بھی کرین کہ سید صاحب کا ترجمہ ازروے صرف و نحو اور محاورہ کے درست ہے تو جو کچھ نتیجہ اوس سے نکلیگا وہ یہ ہے کہ عملی اصول کا زمانہ فقط دو سو برس تک رہا۔ مین تسلیم کرتا کہ اسلام مین کبھی بھی ایسا زمانہ تھا اور بالیقین نہ مسلمانون کی الہیات نہ معاملات کی ترقی ہمارے مخالف دعوے کا انکار کر سکتی ہے یعنے یہ کہ محمد صاحب نے اصول نہین بتائے بلکہ نصیحتین کین ترک بھی سست نہاد اور مردہ دل آدمیون مین شامل ہین لیکن یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی زبان اعجاز اور عجیب باتون سے کیا سرگرمی اور جوش اونمین ہوا یا کونسی جان تازہ اور نئی زندگی اونمین ڈالی۔ یا عملی اصول کے زمانہ نے کونسی پائدار نیکی پیدا کی۔

۴۔ قیاس اسلام کی چوتھی اصل ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنی سوچنے اور مقابلہ کے ہین۔ ہندوستانی اور فارسی مین اسکا عام استعمال بمعنی جاننے اور خیال کرنے وغیرہ کے ہے۔ اصطلاحاً اسکے معنی یہ ہین کہ علما قرآن اور سنت اور اجماع کی تعلیم سے سوچ سوچکر باتین نکالین۔ مثلاً قرآن مین آیا ہے کہ اپنی مان باپ کی تعظیم کرو اور اونکی ناخوشی کے موجب مت ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ والدین کی نافرمانی ممنوع ہے اور جو کوئی اوس

حکم کو نہ مانے مستجب سزا کا ہوگا - اسیطرح اگر اولاد آمدنی کے موافق اپنے باپ کے قرضکی ذمہ دار ہو تو اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جو کام والدین پر فرض ہین اگر وہ کسیوجہ سے اوسکی تعمیل سے قاصر ہون مثلاً حج وغیرہ نہ کرسکتے ہون تو اون بیٹون پر جو عاقل اور بالغ ہین اوسکی تکمیل واجب ہے - صحابہ سے یہ روایت ہے کہ ایک روز کوئی عورت نبی کے پاس آکر کہنے لگی کہ میرا باپ بغیر حج کیئے مر گیا ہے - نبی نے پوچھا کہ اگر تیرا باپ کچھ قرض چھوڑ مرتا تو تو کیا کرتی - اوسنے کہا کہ مین اوس قرض کو ادا کرتی - اچھا تو یہ بھی ادا کر - قرآن مین خمر یعنے مسکر کا استعمال منع ہے تو اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ شراب اور افیون بھی حرام ہے اگرچہ اوسکا نام قرآن مین نہین آیا ہے - وہابی اس ممانعت کو تماکو کے استعمال تک وسعت دیتے ہین یعنے یہ کہتے ہین کہ تماکو مسکرات مین داخل ہے اس سبب سے حرام ہے - فقہا سمجھتے ہین کہ اسی قسم کی صورتون سے اگلے مجتہدون نے ایمان کی چوتھی اصل قرار دیا ہے اسکو اعتبار الامثال بھی کہتے ہین جسکے معنی متابعت مثل کے ہین یہ خیال سورہ حشر ۵۹ آیت ۲ کی اس عبارت سے کہ عبرت پکڑو اے آنکھون والے" پیدا ہوا ہے قیاس کے باب مین سخت قواعد وضع کیئے گئے ہین اور بیا شد ضرور ہے کہ قیاس کسی صورت سے قرآن اور سُنت اور اجماع کے خلاف نہو - فی الحقیقت اسمین اسلام کا اصل خیال یہ ہے کہ شریعت مکمل ہے کسی بات کی اسمین کمی نہین - اخلاقی اور ملکی کل معاملات کی تفصیل اوسمین ہے - جو پیچیدگی پیدا ہو اوسکا دفعیہ محمد صاحب کی تعلیمات مین موجود ہے جو قانون نبی نے صاف بتایا ہو وہ اجتہاد و قیاس سے ضرور نکلتا ہے اس سے سب باتین ایک ڈھنگ پر رہتی ہین اور اختلاف نہین پڑنے پاتا لیکن اس سبب سے ہے کہ ذہن سے خدا کی باتون مین کام لینا موقوف ہے اور تہذیب کی ترقی معدوم ہو گئی ہے - مثلاً جو کوئی اس طریق مین داخل ہوگا اوسپر ملک و حکومت کی غلامی لازم ہوگی - جو کچھ علم و یقین سے بوسیدہ قوانین کی حدود سے متجاوز ہے

وہ بالکل دور کردیا ہے مسلمان سلطنتون کے زوال مین عجب مماثلث وقرابت ہے جو ایک
عام سبب پر دلالت کرتی ہے یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے مسلمانون کے تمام
ملکون مین زوال آگیا ہے تمام اصول قرآن وسنت مین موجود ہین اور جو کچھ اوسکے موافق نہین
بالضرور نادرست ہے قرآن وسنت دونون خطا وغلطی سے خالی ہین پس قیاس بھی ایسی
چیز نہین جس سے ترقی کی کچھ اُمید ہو یا پُرانی بیڑیان اوس سے دور ہوسکین کیونکہ یہ
ضرور ہے کہ قیاس کو بھی جو فی الحقیقت موجودہ ضرورتون کو غیر مکتفی اور فی نفسہ ایک حال
پر ہے از روے اصول مطلق علیحدگی نہو۔ نہایت المراد مین لکھا ہے کہ ہم مقید ہین چارون
امامون کی تقلید پر تفسیر احمدی مین ہمنے پڑھا ہے کہ چارون امامون کے سواے دوسرے
کی تقلید حرام ہے شاید کوئی معترض کہے کہ یہ تعظیم ایسی ہے جیسی بت پرست اپنے مردہ
بزرگون کے ساتھ کرتے ہین۔ اسکا جواب دیباچہ شرح وقایہ مین مصنف نے اسطرح
دیا ہے کہ یہ اوس قسم کی تعظیم نہین ہے۔ مجتہد شریعت کے احکام اپنے پاس سے نہین
دیتے تھے بلکہ وہ تو اون احکام کے ہم تک پہونچانے مین بمنزلہ وسائل کے ہین مثلاً
امام ابوحنیفہ کا قول ہے اوّل قرآن سے اور پھر احادیث سے اور پھر اصحاب کے احکام
سے ہم اخذ کرتے ہین جسپر اصحاب متفق تھے اوسپر عمل کرتے ہین اور جسمین اونھین شک
تھا اوسمین ہمکو بھی شک ہے۔ مفسر جلال الدین محلی کہتے ہین کہ عوام الناس اور نیز
اون لوگون کو جو مجتہد کے مرتبہ تک نہین پہونچتے ہین چارون امامون مین سے ایک کی
تقلید ضرور ہے اور جب وہ ایک مذہب مین داخل ہو یعنے جس سلک کو اختیار کرے
پھر اوسے نہ چھوڑے۔ یہان پر یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ ان امامون کی تقرری کی
نسبت خدا نے کوئی حکم نہین دیا تھا۔ اسکے جواب مین یہ کہا جاتا ہے کہ ایک حدیث مین
آیا ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ پیروی کرو اوس راہ کی جسپر بہت سی جماعت ہو اور

جو کوئی اوس سے تجاوز کریگا جہنم مین داخل ہوگا اامون کے مقلد بہت سے لوگ ہین۔
علاوہ برین باتفاق اجماع امت یہ قرار پاچکا ہے کہ امام اوس مرتبہ کے لائق ہین جو اونھین
دیا گیا ہے تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ یہ ٹری برکت ہے اور خدا کا فضل ہے کہ ہم ان اامون
کے مقلد ہین خدا کو یہ تقلید پسند ہے اسمین ثبوت و استدلال کی کچھ ضرورت نہین ہے
اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی کے عہد مین مجتہد نہین تھا۔ ہر شخص اوسی پر عمل کرتا تھا جو اونھی
نبی سے سنا تھا۔ کسی نے اپنے عقیدے یا طریق کو کسی مخصوص صحابہ کے راؤن پر محدود
نہین رکھا تھا تو وسکا جواب اسطرح دیا جاوے کہ نبی کی وفات کے بعد مدت تک
اصحاب زندہ رہے اور اسی سبب سے جو احادیث اوسوقت مروج تھین معتبر سمجھی جاتی
تھین لیکن اب یہ صورت نہین ہے اسوجہ سے اامونکی اور اونکی مسالک کی ضرورت آپڑے
یہ چارون اصول قرآن او سنت اور اجماع اور قیاس دنیدار مسلمانون کے علم و تفسیر
مین پختہ مذہب اور حکومت کی کامل بنیاد ہے۔ اور اس سے طریق اسلام قائم رہتا ہے
لیکن معقول ترقی کے مانع ہین۔ ان سب باتونکو جو کچھ حال کے معاملات حکومت سے تعلق
ہے وہ بخوبی ظاہر ہے۔ ترکی کے مقدمہ پر پھر رجوع کرو اونکی حکومت کی وضع دینی یعنی خدا کی ہدایت
کے بموجب ہے۔ آزادی کی کمی جیسی اوس ملک مین ہے ایسی یورپ کے کسی ملک
مین کبھی نہین ہوئی۔ اوس حکومت کو اپنی حالت بدلنے کی کچھ خواہش نہین۔ کسی خیال
کا پیدا کرنا یا اپنی طبیعت سے کوئی معقول حکم دینا سخت ممنوع ہے ترکون نے دنیا کے

سلف گوتھ نے اٹلی کو برباد کیا لیکن جو آگ کہ خود گوتھ نے جلائی تھی وہی آخرش اونکی جہالت کو زائل
ہوئی۔ سیکشن نے برطانیہ کو تاخت و تاراج کیا لیکن کیلٹک کے گیتون نے سیکشن کی ضدی طبیعت کو
ملائم کردیا۔ دسیگاتھ اور فرینک ہمرلی اور دندل کی بیرحمیان اوسی تہذیب کی روشنی نے معدوم

لئے کبھی کوئی بھلائی نہین کی - کوئی قوم جسکے دین کے اصول یہ ہون جو اس باب مین مذکور ہین کسیطرح ترقی نہین کر سکتے - جب خارجی اور تجارتی معاملات کی طرف خیال کرو تو مقابلہ اون ملکون کے جنمین یہ ہمت اور قوت ہے کہ قوم بنکر آزادی سے رہ سکتے ہین مسلمانون کی سلطنتین مدت سے ناکام اور پس ماندہ ہین کسی نے یہ خوب کہا ہے کہ صرف اسپین البتہ ایسا ملک ہے جسمین رومی تہذیب جو مسیحی سلطنت سے بالکل جدا ہے ایکدفعہ بالکل پھیل گئی تھی - لیکن یہ جدائی بھی اگرچہ مدت تک رہی ناپائدار اور غیر مستقل تھی آٹھسو برس کی جدوجہد کے بعد اعلیٰ قسم کے اخلاقی انتظام نے ادنیٰ پر غلبہ پایا اور اسلامی غاصب حکومت کو نکال باہر کر دیا ایسا ہی ہونا چاہئے تھا اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا رہیگا کیونکہ آزادی شخصی حکومت کو ضرور دور کر دیگی - وہ مسیحی جو محکوم ہوکر رہتے ہین انمین پوشیدہ جان ایسی ہے جو جلدی یا بدیر وحشی حکومت کا جوا اوتار دیگی - اور وحشی قوم گو کیسی اچھی ہو پھر بھی بوسیدہ اور ناقابل ترقی کے ہے مسیحی جماعت کیسی ہی ذلیل حالت کو پہونچ جاے مگر اوسمین ہمیشہ پھر اوٹھنے کا امکان ہے کیونکہ نہایت عمدہ نمونہ اونکے سامنے موجود ہے اونکے دلی عقیدے سے آگے کی اور اوپر کی راہ بتاتے ہین یعنے مسیحیون کا عقیدہ اسی قسم کا

اور دین جسکے مٹانے پر وہ بدل مصروف تھی - بلکہ ستھیا کے میدان کا وحشی تاتار بھی اوس زمانہ مین سختی اور وحشت سے دستکش ہوا جب اونسے یورپ کے میدان مین خیمے گاڑ دیے تھے - لیکن ترک ایسی قوم ہے کہ جہان کہین اوسکی تلوار پہونچی تباہی اور ویرانی ذلت اور بدنامی ساتھ گئی - یونان اور روم اور اٹلی کی تہذیب سب اوسنے ہمیشہ کے لئے مٹا دی اور جب سب خون یان معدوم ہوگئین تو وحشت سے سیر ہوکر دو سو برس سے ایوسانہ پیری مین معطل بیٹھا ہے ۱۲ کرنیل ٹیا کی کتاب مطبوعہ ستمبر ۱۸۸۰ء -

ہے کہ اوس سے خواہ مخواہ دین و دنیا کی ترقی ہوتی ہے - اسلام مین کوئی ایسی بات نہین جس سے بگڑی ہوئی سلطنت سنبھل سکے - اسلام کی مرفہ الحالی کا زمانہ گذر گیا جب حکومت جاتی رہی اور جفاکشی اور ہوشیاری اور کفایت شعاری سے بسر کرنا پڑا ہے تو سخت پریشانی مین مبتلا ہین - اس باب مین جو ختم ہو رہے ہیئے صحیح اور عمدہ دسائل سے یہ ثابت کردکی کہ اکیلا قرآن ہی مسلمانون کا ہادی نہین بلکہ ایک نادرست [illegible] بیڑیان ہر شخص اور جماعت کی گردن مین پڑی ہین - اسلام محض بے ثمر [illegible] سے انسان کی روح کو کوئی نئی زندگی حاصل نہین ہو سکتی نہ حقیقت کی نئی صورتین اوس سے پیدا ہو سکتی ہین اور اسی سبب سے اسلام حقیقی زندگی اور پائدار قدرت کسی قوم کو نہین دے سکتا ہے -

---

سلہ بعد مرفہ الحالی کے اب ہر جگہ مسلمان معرض زوال مین ہین کیونکہ اونکے مذہب اور عقیدون مین ایسا کوئی وصف نہین جو اونھین غلامی کی حالت سے آگے بڑھنے دے ایسی حالت انسان کو ذہنی نوبت گھٹا کر تنزل اخیر کے مرتبہ مین رکھتی ہے برخلاف اسکے عیسائی ہر جگہ بد انتظامی اور زوال کو دفع کرتا اور جس زمین پر اوسکا سایہ پڑتا ہے ترقی کے آثار دن بدن بڑھتے ہین کیونکہ اونکے مذہب مین ایسی مخفی تاثیر ہے جو ہمیشہ نامعلوم طریقون سے ترقی کے میدان مین قدم مارنے اور اوس قدرت اور حکومت سے متصف ہونے کی تحریک دی ہے جو انجیل نے مسیحیون کے واسطے بمنزلہ انعام کے تجویز کی ہے کامل مسلمان وہ ہے جو خدا کا فرمانبردار غلام ہو لیکن مسیحی کا کمال یہ ہے کہ مسیح کی مانند فرزند خدا ہو (برٹش کوارٹرلی نمبر ۱۳۰)

ضمیمہ باب اوّل

در بیان اجتہاد

اجتہاد کو اسلام سے ایسا لازمی تعلق ہے کہ جو کچھ باب اوّل مین اوسکی بحث گذری ہے اوس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ عرف شرعی کے موافق بطور ضمیمہ کے علیحدہ بحث لکھنی مناسب جانتا ہون جو بحث کہ مین یہان نقل کرتا ہون چونکہ وہ ایک فاضل مسلمان کی ہے اس سبب بڑے اعتبار کے لائق ہے مینے اوسے ایک آرٹیکل سے جو مرزا کاظم بیگ پروفیسر دار التعلیم سینٹ پیٹرس برگ (بیت السلطنت روس) نے طبع کرایا تھا بطور خلاصہ کے نقل کیا ہے۔ جو کچھ محمدی شریعت کی نسبت اور جو مذاہب اوس شریعت سے وضع کیئے گئے ہین اونکے غیر متغیر ہونے کی نسبت مینے لکھا ہے وہ بخوبی مرزا کی بحث سے ثابت ہے دیندار مسلمان جن باتون کو دین کے اصول سمجھتے ہین وہ یہ ہین۔

اوّل۔ خدا تعالےٰ نے کہ وہی شارع حقیقی ہے اپنے مقبول لوگون کو ایک آسان راہ بتائی ہے اوسواسطے کہ لوگ اوس راہ پر چل سکین وہ احکام بخشتے ہین جو ابدی و ازلی قرآن مین موجود ہین اور جزءً احادیث نبوی مین پائے جاتے ہین جو پچھلون کو اصحاب سے پہونچی اور مجموعہ سنت مین منضبط ہین اوس راہ کو شریعت اور اوسکے قاعدونکو احکام کہتے ہین۔

دوم۔ قرآن و سنت کہ احکام شرع کا ماخذ ہین اونسے دو علم نکلے ہین ایک کو علم تفسیر جس سے قرآن کے معانی و مطالب معلوم ہوتے ہین دوسرے کو علم حدیث کہتے ہین جس سے پیغمبر کی باتین معلوم ہوتی ہین

سوم۔ شریعت کے کل احکام مکلفون[۱] کے دین و ایمان سے متعلق ہین۔

---

[۱] مکلف اوسے کہتے ہین جو پابند شرع ہو غیر مکلف وہ ہے جو پابند نہو جیسے صغیر سن اور دیوانہ اور

چہارم - جسطرح قرآن و سنت اصل ماخذ ہین جس سے شرع کے احکام نکلے ہین اسی طرح جو قاعدے شرع کے خاص اصول قرار دیے گئے ہین وہ علم فقہ(۱) شریعت کے علم کا موضوع ہین یعنے علم فقہ مین اصول شرع کی بحث ہوتی ہے -

فقہ کے لغوی معنے جاننے اور سمجھنے کے ہین جب محمد صاحب نے ابن مسعود کے واسطے دعا کی تھی تو اس لفظ کو انھین معنون مین استعمال کیا تھا خدا اوسے قرآن کی تفسیر سمجھا وے (فقہہ) اور بتا دے - محمد صاحب منصف اور حاکم ہونے کی حیثیت سے مومنون کے تمام معاملات طے کیا کرتے تھے جسکے خلاف مرافعہ نہین ہوتا تھا اونکے اقوال اصحاب کے واسطے بمنزلہ ہدایت کے تھے -

نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اول نے احادیث کے احکام پر عمل کیا اسی اثنا مین دین و شرع کے خاص اصول قرآن و سنت مین رفتہ رفتہ اختلاف پڑا تب لوگون نے متوجہ ہوکر قرآن و حدیث کا حفظ کرنا اختیار کیا اور تب ہی سے شرع ایک جدا علم ہوگیا - اسوقت تک کوئی علم بہ ترتیب نہین سکھایا جاتا تھا اور ابتداء زمانہ کے مسلمانون کے پاس کتابین نہین تھین جو اوس مطلب کے مفید ہوتین مگر بہت جلد تغیر واقع ہوا جس سن مین ملک شام کے بڑے عالم فقہ نے وفات پائی (۸۰ ہجری) اوسی سن مین نعمان بن ثابت جنکا لقب ابو حنیفہ تھا پیدا ہوئے - علم فقہ کے بانیون مین یہ نہایت مشہور شخص گذرے ہین -

اس علم کی تعلیم مسلمانون مین اول مرتبہ کی ہوتی ہے - اس زمانہ تک اور تیس برس بعد تک مفسر اور محدث اور فقیہ سب اپنے علوم کو بزبان یاد کیا کرتے تھے اور جنکو خوب

---

(۱) اور شل اوسکے بس مکلف کا لفظ اوس مسلمان کے واسطے موضوع ہوا جو احکام دین مین مکلف اوٹھاتا ہے یعنے اونھین بجالاتا ہے -

یاد ہوتا تھا اونکی بڑی قدر کیجاتی تھی انہین میسے سارا قرآن مع تفسیرون کے جو نبی سے اور اونکے
اصحاب سے معلوم ہوئی تھین حفظ کر لیتے تھے اور احادیث مع شرحون کے اور تمام احکام
قرآن او سنت کو بھی جانتے تھے ۔ ایسے شخص مجتہدین کا منصب رکھتے تھے ۔ یہ لوگ
اپنے شاگردون کو زبانی تعلیم دیتے تھے ۔ دوسری صدی ہجری کے قریب وسط تک علوم
شرع کی کتابین نہین لکھی گئی تھین اوسکے بعد چھہ مذاہب بنگئے ۔ اون مذاہب کے
بانی جو اول درجہ کے امام کہلاتے تھے یہ ہین اول ابوحنیفہ امام اعظم (نہایت بڑے امام
۱۵۰ ہجری مین سفیان الساوری ۱۶۱ ہجری مین مالک ۱۷۹ ہجری مین شافعی ۲۰۴
مین حنبل ۲۴۱ ہجری مین امام داؤد الظہری ۲۷۰ ہجری مین ۔ دو مذہب جنکی بنا ساوری
اور ظہری نے ڈالی تھی ۸۰۰ھ تک مین جاتے رہے باقی چار ابتک موجود ہین یہ سب امام
ایک دوسرے کی نہایت تعظیم کرتے تھے ۔ چھوٹے بڑے کا نہایت تعظیم سے نام لیتے تھے
مثلاً امام شافعی نے کہا ہے کہ دنیا مین ابوحنیفہ کی مانند کوئی فقہ سے واقف نہ تھا جس شخص نے
اونکی یا اونکے شاگردونکی کتابین نہین پڑھی ہین وہ علم فقہ کچھ نہین جانتا تھا ۔ امام حنبل جب
بیمار ہوئے تو اونھون نے شافعی کا جامہ اسلئے پہنا کہ بیماری جاتی رہے لیکن باوجود ان سب
باتون کے سب نے اپنے اپنے نام کے مذہب جاری کئے کیونکہ جو لوگ فی الحقیقت مجتہدین
اونھین اجتہاد کا منصب حاصل ہے اجتہاد تین طرح کا ہوتا ہے ۔

اول اجتہاد فی الشرع یعنی احکام شرع مین اختیار کلی ہونا ۔

دوم اجتہاد فی المذہب اول درجہ کے مجتہدون کے علم فقہ مین اختیار حاصل ہونا ۔

سوم اجتہاد فی المسائل ۔ جن مسائل کا تصفیہ چارون امامون نے نہین کیا اونھین اپنے
اختیار سے نکالنا ۔ پہلا اجتہاد کامل اور مطلق ہے دوسرا من وجہ کامل او من وجہ غیر کامل
تیسرا مخصوص اجتہاد ہے ۔

اجتہاد کا پہلا مرتبہ

اجتہاد مطلق احکام شرع میں جسے خدا توفیق دے اوسکو ملتا ہے اور جسے یہ منصب ہو
اوسے خدا کی شریعت کے دریافت مطالب میں دوسرے کی تقلید ضرور نہیں ہے وہ
اپنی عقل و راے سے جو چاہے کرسکتا ہے۔ یہ منصب اول صدی کے لوگونکو تھا اور دوسری
اور تیسری صدی کے بعض لوگونکو بھی خدا نے یہ مرتبہ دیا تھا۔ لیکن اصحاب جو نبی سے نہایت
قربت رکھتے تھے جنسے اونکے عین بعد کے لوگون کو شرع کے احکام پہونچے تھے دوسری
اور تیسری صدی کے لوگون سے اعتبار و اختیار بہت زیادہ رکھتے تھے مثلاً ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ جو کچھ اصحاب سے ہمکو پہونچا ہے وہ ہمارے سر اور آنکھوں پر ہے اور جو کچھ تابعین سے
ملا ہے اوہین جیسے وے آدمی ویسے ہم بھی ہین تابعین کے زمانہ سے صرف چھ بڑے
اماموں کو منصب اجتہاد حاصل تھا اگرچہ قیاساً ہر مسلمان یہ مرتبہ حاصل کرسکتا ہے لیکن
یہ بھی اصول مذہب سے ہے کہ حصول اس منصب کا بہت سی شرائط پر موقوف ہے
اس سبب سے کوئی یہ مرتبہ نہین پاسکتا ہے اور وہ شرائط یہ ہین۔

ا۔ قرآن کا علم اور جو کچھ اوسکے متعلق ہے اوسکا علم یعنی عربی زبان سے بخوبی واقف ہو
قرآن کے احکام اور اوسکی جزئیات اور تعلقات باہمی کو اور احکام سنت سے جو تعلقات
ہون اونھین خوب جانتا ہو۔

ایسے شخص کو یہ بھی جاننا چاہئے کہ کسوقت مین اور کسواسطے قرآن کی ہر آیت لکھی گئی
تھی اور الفاظ قرآن کے لفظی معنون سے بخوبی واقف ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ یہ فقرہ عام ہے
یا خاص ناسخ ہے یا منسوخ آیات متشابہات کے معنی صاف بتلا سکتا ہو حقیقی و مجازی اور
عام و خاص مین فرق کرسکتا ہو۔

اور قرآن اور کل احادیث اور اونکے مطالب اوسے ضرور حفظ ہون۔

۳۔ علم احادیث مین پختہ ہو اور اقل مرتبہ ۳ ہزار حدیثین خوب جانتا ہو۔

۴۔ پرہیزگار اور نفس کش ہو۔

۵۔ علم شرع سے خوب واقف ہو۔ جو کوئی اس زمانہ مین ایسے مرتبہ کا خواستگار ہو اوسکے واسطے ایک شرط یہ بھی ہے کہ۔

۶۔ چارون مذاہب سے آگاہ ہو۔ یہ ایسی مشکلات مین جنپر غالب آنا نہایت دشوار ہے دوسری جانب علما کی سخت شرائط ایسی ہین کہ اونکی تعمیل امکان سے باہر ہے۔ پھر ایک وقت یہ ہے کہ علما اپنے امامون کے اجتہاد پر ایسے گردیدہ ہین کہ اگر کوئی شخص ایسا پیدا بھی ہو تو کوئی اوسکی سنتا نہین۔ امام حنبل نے کہا کہ جہان سے اور امامون نے علم پایا ہے تم بھی وہان سے حاصل کرو اور دوسرون کی تقلید پر بھروسا مت رکھو کیونکہ یہ یقین اندھاپن ہے۔ پس ہزار برس گذر گئے ہین کہ ابتک کسی نے اونکے منصب مین خلل نہین دیا ہے اور اسی سبب سے علما یہ سمجھتے ہین کہ امامون کے وقت سے ابتک کوئی اول مرتبہ کا مجتہد نہین ہوا ابن حنبل آخری امام تھے جو شخص اس مرتبہ کو حاصل کرتا اوسکے اختیارات بہت ہوتے تھے اسے دوسرے کی شاگردی لازم نہین تھی وہ شریعت کے اور اپنے مقلدون کے درمیان واسطہ ہوتا تھا کسیکو یہ منصب نہین ہوتا تھا کہ اوسکے اجتہادیات پر اعتراض کرسکے اوسے اپنی سمجھ کے موافق قرآن اور سنت اور اجماع کے سمجھانے کا اختیار ہوتا تھا وہ نبی کے احکام پر عمل کرتا تھا اور اوسکے مقلد فقط اوسی کی باتون پر عمل کرتے تھے۔ اگر کوئی اپنے امام کے حکم مین قرآن و حدیث سے کچھ فرق پاوے تو بھی اوسے جائز نہ تھا اوسپر عمل کرنا چاہیے۔ شرع سے اپنی عقل و سمجھ کے موافق معنی نکالنے کی اجازت نہین۔ اگر کوئی شخص ایک امام کے مذہب

مین داخل ہوگیا ہو تو اوسے چھوڑکر دوسرے مذہب مین نہین جا سکتا ہے اوسے یہ منصب نہین رہتا کہ احکام شرع مین اپنی عقل کو دخل دے سکے کیونکہ اماموں کے اجتہادیات مین بجز اول مرتبہ کے مجتہد کے اور کوئی بحث نہین کرسکتا ہے اگرچہ قیاساً ممکن ہے کہ اب بھی کوئی مجتہد پیدا ہو لیکن جیسا کہ مین قبل ازین بتا چکا ہون ایسا ابتک وقوع مین نہین آیا۔

اجتہاد کا دوسرا مرتبہ

یہ مرتبہ بڑے اماموں کے عین شاگردون کو جنھون نے اپنے اماموں کے مذہب پر بڑی جانفشانی کی ہو حاصل ہے اونھین اپنے ہمعصر علمار کا اور اپنے اماموں کا لحاظ رہتا تھا اور امام بعض صورتون مین اپنی راے کے موافق عمل کرنے کی اجازت دیتے تھے اس قسم کے آدمیون مین نہایت مشہور دو شخص ابوحنیفہ کے شاگرد ابویوسف اور محمد ابن الحسن گذرے ہین دوسرے درجہ کے اجتہاد مین اونکی راے نہایت موقر ہے اور بڑی وقعت رکھتی ہے یہ امر بطور قاعدہ کے قرار پاگیا ہے کہ جس مسئلہ پر یہ دونون متفق ہونگے خواہ وہ ابوحنیفہ کے خلاف ہو مفتی اوسی پر عمل کرے گا +

اجتہاد کا تیسرا مرتبہ

یہ بھی ایک مرتبہ خاص اجتہاد کا ہے۔ اس قسم کے مجتہد کو لازم ہے کہ چارون مذہب سے بخوبی واقف ہو اور عربی زبان مین منتہی ہو جو مسائل پیش آوین اونکو ایسے لوگ بتا سکتے ہین اور جو مسائل اگلے مجتہدون نے طے نہین کئے ہون اونکا تصفیہ نہین کرسکتے ہین لیکن دونون صورتون مین اول و دوم مرتبہ کے مجتہدون کی رائون سے اور اون اصول سے جو اونھون نے بتائے ہین موافقت ضرور ہے اس قسم کے بعض آدمیون نے اپنی

حیات مین شہرت پائی لیکن اکثرون نے مرنے کے بعد یہ مرتبہ پایا۔ امام قاضی خان کے بعد جنھون نے ۵۹۲ہجری مین وفات پائی سُنیون کے نزدیک تیسری مرتبہ کا مجتہد بھی کوئی نہین ہوا ہین اور ادنیٰ درجے فقیہون کے ہین جنھین مقلدین یعنی مجتہدون کے پیرو کہتے ہین لیکن اس درجہ والون مین سب سے بڑا عالم جو کچھ کرسکتا ہے وہ یہی ہے کہ قدیم فقہ کی تصانیف مین جو پیچیدہ باتین ہین اونکی شرح کرسکتا ہے اور مطالب بیان کرسکتا ہے۔ بعض علمار اس درجہ کے علمار کو بھی تیسرے درجہ کے مجتہدون مین سمجھتے ہین اگر کسی مسئلہ مین اختلاف راے ہو تو اس درجہ کے لوگ جس راے کو بہتر جانین اوسی پر عمل کرسکتے ہین۔ مجرد قاضی کو یہ اختیار بھی نہین ہے ایسی صورتون مین اونھین اون لوگونکا یا اونکی تصانیف کا حوالہ دینا چاہئے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگون نے بغیر اختراع کسی نئی بات کے مسائل شرعی پر شرحین لکھی ہین۔ ہدایہ کا مصنف جو اخیر چھٹی صدی مین گذرا ہے مقلد تھا بس مرزا کاظم بیگ نے ایسا ہی بیان کیا ہے کل درس جس سے خاص باتین مینے اخذ کرلی ہین قابل اسکے ہے کہ بغور پڑھا جاوے۔ اس سے ثابت ہے کہ اسلام فی الجملہ ایسا طریق ہے کہ تجربہ کو جو بہتیرے دقائق اور معارف کی طرف ہدایت کرتا ہے اوسمین مطلق دخل نہین بلکہ پرانی لکیر پیٹی جاتی ہے اختلاف آب وہوا اور مزاج اور واقعات کا کچھ اس طریق مین لحاظ نہین ہوتا بلکہ یہ طریق مجرد حقائق کا مجموعہ ہے جسکے ایک شوشے اور نکتہ کا انکار بھی بغیر اسکے نہین ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ کے واسطے مورد عتاب الٰہی ہو۔

(آسبرن کی کتاب دربارۂ اسلام بعہد خلفاء صہ ۲)

باب دوم

تفسیر و تشریح قرآن و احادیث

مسلمانون کی الٰہیات کی یہ شاخ جسے اصطلاحاً علم اصول کہتے ہین مقتضی اسکی ہے کہ
اوسکے ساتھ طریق اسلام کے موافق الہام کی حقیقت بیان کیجاوے اگرچہ فی الحقیقت
علم اصول سے اس بیان کو چندان تعلق نہین ہے۔ الہام کے اظہار مراتب کے واسطے
دو لفظ وحی اور الہام مستعمل ہین۔ قرآن کے الہام کو وحی کہتے ہین اور اوسکے یہ معنی ہین
کہ لفظ بلفظ خدا کا کلام ہے۔ وحی دو طرح کی ہے ایک کو وحی ظاہر او۔ دوسری کو وحی باطن
کہتے ہین۔ جبرئیل بتانے والے اور محمد صاحب محض ایک ذریعہ تھے جنسے وحی ظاہر انسانکو
پہونچتی تھی۔ وحی قرآن جسے اعلےٰ مرتبہ کا الہام سمجھنا چاہیے جبرئیل ہمیشہ محمد صاحب کو سناجاتے
تھے مسلمانون کے عقیدہ مین جبرئیل اسی خاص کام پر مامور تھے۔ مثلاً ایک
حدیث مین آیا ہے کہ ۱۲ دفعہ آدم پاس اور ۴ مرتبہ حنوق اور ۵۰ مرتبہ نوح پاس
او ۴۲ مرتبہ ابراہیم پاس اور ۴ سو مرتبہ موسیٰ کے پاس اور دس دفعہ مسیح کے پاس
اور ۴ ہزار دفعہ محمد صاحب پاس جبرئیل آئے۔ الہام اوس کشف کو کہتے ہین جو ولی اور
نبی کو ہوتا ہے اور وہ اوسکے نفس مطلب کو موافق ہدایت حق کے اپنے محاورہ و زبان
مین ادا کرتا ہے۔ یہ نہین ہے کہ جبرئیل کے سنانے کے محض ایک کل ہو۔ وحی ظاہر
کی ایک ادنیٰ قسم بھی ہے جسے اشارۃ الملک کہتے ہین (اوسکے لفظی معنے ہین فرشتہ
کا اشارہ) جب محمد صاحب یہ کہتے تھے کہ روح القدس میرے دل مین داخل ہوئی
ہے تو اس سے جو کچھ اونکا مطلب ہوتا تھا وہ اس سے ظاہر ہے اسکا مطلب

یہ ہے کہ کبھی جبرئیل کی وساطت سے محض الہام ہوتا تھا وحی کی طرح لفظ بلفظ نازل نہین ہوتا تھا اِس قسم کا الہام ولیون کے الہام سے برتر ہے اور ہمیشہ احادیث کے الہام کی نسبت اوسکا اطلاق ہوتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہین کہ آپ ہمیشہ بزبان الہام فرماتے تھے نہ بزبان وحی اونھین اس سے انکار ہے مگر عمل اسی عقیدہ پر ہے کہ احادیث بھی وحی ہین اسی سبب سے قرآن کی مثل معتبر ہین۔ شہر آستانی نے نبی کی اون آیات کا ذکر کیا ہے جنپر علامات وحی کے ہین (دبستان صفحہ ۲۱۴) بعض مسلمان عالم کہتے ہین کہ ترپنؔ ۵۳ سورہ جسے نجم کہتے ہین اِس قیاس کی مؤید ہے والنجم اذا ہوی۔ ماضل صاحبکم وماغوی وماینطق عن الہوی۔ ان ہوالا وحی یوحی۔

بہرنہج محمد صاحب کا الہام مسیحیون کے الہام سے بالکل مختلف ہے اور مسلمان اوسے نہایت ناقص قسم کا الہام جانتے ہین۔ یہ بات کہ الہام جسطرح مستلزم جانب الٰہی کو ہے ایسیہی جانب انسان کو بھی ہے (اوسکا تعلق دونون سے ہے) محمدؐ دونکو نہ صرف غیر معلوم ہے بلکہ بالکل اونکے مخالف ہے۔ قرآن خاص احکام کی کتاب ہے یہ نہین ہے کہ ہدایت کے عام اصول بغیر قید احکام کے بتائے گئے ہون اور موسیٰ کو جو الہام ہوا تھا اوسکا ذکر قرآن مین تھا کہ "ہمنے لکھا ہے وسکے واسطے بیچ تختون کے ہر چیز سے نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل پس پکڑ اوسکو قوت کے ساتھ اور اپنی قوم کو حکم کرین کہ اوسکے بہتر کے ساتھ عمل کرین" سورہ اعراف ۱۴۲)

یہ اوسی قسم کا الہام ہے جسکا دعوےٰ قرآن کو اپنی نسبت ہے۔ محمد صاحب کے ذہن مین یہ بات تھی کہ تمام نبی آدم کے جتنے معاملات ہین اون سب کے واسطے ہدایات کا مکمل اور آخری مجموعہ ہونا چاہئے۔ قرآن خدا کے نبی کا کلام نہین وہ عین خدا کا کلام ہے اور خدا ہی سے نکلا ہے اور ہر جملہ کے شروع مین لفظ قال یا قولہ تعالےٰ کا مقدر

مانتے ہین۔ یہ مسلمان کے نزدیک اعلیٰ قسم الہام کی ہے اور فقط یہی کتاب کے الہامی ہونے کی بڑی پہچان ہے۔ مسلمان اسکو مانتے ہین کہ انجیل عیسیٰ نے دی تھی لیکن چونکہ اونکے عقیدہ مین اوسے بھی ماہ رمضان مین جبرئیل آسمان سے لائے تھے اسی سبب سے یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ وہ گم ہوگئی ہے اور عہد جدید کی چارون انجیلین جو فی زماننا مروّج ہین صرف روایا ہین جنھین اون مصنفون نے جمع کیا ہے جنکے نام سے موسوم ہین اسواسطے وقعت مین احادیث کے برابر ہین۔

دوسری بحث اس باب مین یہ ہے کہ جبرئیل کسطور سے محمد صاحب کے پاس پیام لاتے تھے الہیات کی کتاب مدارج النبوۃ مین اس امر کی کچھ تفصیل ہے (ص ۵۰۹-۵۱۰) اگرچہ کل قرآن معناً و لفظاً خدا کا کلام ہے لیکن کل قرآن نبی کو ایک ہی طریق سے نہین معلوم ہوا تھا۔ اون طریقون مین سے چند کی تفصیل یہ ہے۔

۱- محمد صاحب کی بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ نبی پر روشنی نور صبح کی مانند احاطہ کرتی تھی۔ بعض مفسرون کے نزدیک یہ روشنی چھہ ماہ تک رہی کسی پوشیدہ طور پر اسی روشنی یا نور سے جبرئیل نے آپ کو خدا کے ارادہ سے مطلع کیا۔

۲- محمد صاحب کے اصحاب مین سے ایک صحابی دحیہ جو خوبصورتی اور وجاہت مین مشہور تھے اونکی صورت پر جبرئیل ظاہر ہوتے تھے۔ اس باب مین عالمانہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ جب جبرئیل دحیہ کی پیکر جسمانی اختیار کرتے تھے تو اونکی روح کہان رہتی تھی بعض اوقات جبرئیل کی ملکی ذات محمد صاحب پر غلبہ کرتی تھی جو اوسوقت ملائکہ کے جہان مین منتقل ہوجاتی تھی۔ یہ اوسوقت واقع ہوتا تھا جب خبر بد آتی تھی۔ جیسے وعید یا عذاب کی پیش خبریان اور جب کبھی جبرئیل خوشی کا پیغام لاتے تھے نبی کی انسانی ذات فرشتہ کی ذات ملکی پر غلبہ کرتی تھی اور وہ فرشتہ ایسے وقت مین انسان کی شکل مین ہوکر پیغام لاتا تھا

۳۔کبھی نبی کو ایسی آواز آتی تھی جیسے گھنٹہ بجتا ہے اور اِس آواز کا مطلب فقط آپ ہی کو معلوم ہوتا تھا اور جو باتین جبریل بتانی چاہتے تھے آپ اوسے آواز سے پہچان لیتے تھے اسطور کی وحی کا اثر اور طور کی وحی سے نہایت عجیب تھا۔ جسوقت آواز کان مین پڑتی تھی تو آپ کا سارا بدن کانپنے لگتا تھا اور نہایت سردی کے دن بھی آپ کے چہرہ پر پسینہ کے قطرے موتی کے دانون کیطرح نظر آتے تھے اور آپ کے نورانی چہرہ کا رنگ متغیر ہوکر زرد پڑجاتا تھا اور جب سر نیچے ڈالدیتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ پر سخت تکلیف ہے اگر اوسوقت اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو وہ بیٹھ جاتا تھا ایک روز نبی زید کی گود مین سر رکھے تھے کہ وہی آواز کان مین پڑی۔ زید نے بھی جانا کہ آپ پر کچھ حادثہ واقع ہوا ہے کیونکہ آپ کا سر اسقدر بھاری ہوگیا تھا کہ زید بمشکل اوس بوجھ کے متحمل ہوسکتے تھے۔

۴۔معراج کے وقت خدا نے نبی سے بغیر وساطت فرشتہ کے کلام کیا اور اسپر بحث ہے کہ آیا انہوں نے خدا کا چہرہ دیکھا یا نہین۔

۵۔کبھی خداتعالے نبی کو خواب مین نظر آتا تھا اور انکے کاندھون پر ہاتھ رکھکے اپنے ارادہ سے مطلع کرتا تھا۔

۶۔دو مرتبہ فرشتے جنکے چھ چھ سو بازو تھے ظاہر ہوئے اور خدا کیطرف سے پیام لائے۔

۷۔جبریل بغیر انسانی صورت اختیار کرنے کے نبی کے دل پر ایسا اثر پہونچاتے تھے کہ جو کچھ وہ اُسوقت کہتے تھے وہ خدا کا کلام ہوتا تھا۔ اسے اصطلاحاً القاء کہتے ہین اور بعض کے نزدیک احادیث اسی قسم کے الہام کے متعلق ہین اِن سب صورتون مین خطا و غلطی سے محفوظ رہتے تھے اگر اتفاق سے کسی وحی کا مطلب نہین سمجھتے تو دوسری اونکے سمجھانے کو نازل ہوتی تھی۔ یہ خیال اسلئے وضع کیا گیا ہے کہ قرآن کی بعض آیات بعض کی ناسخ ہین

کئی دفعہ محمد صاحب کو تبدیل احکام کی ضرورت معلوم ہوئی اسواسطے بعض آیات کو منسوخ کرنا پڑا پس محمد صاحب کو طرح طرح پر الہام ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اول اسپر کچھ شبہہ ہوا صفحہ ۴۳ - اس اندیشہ سے کہ مبادا آخر کو موجب تمسخر ہو - جب برسین گذر گئین تو اپنی ذات پر اور اپنی رسالت پر اعتماد ہوگیا - محمد صاحب کے کلام مین جہان کہ آسمان و زمین اور خدا و انسان کی قسمین ہین خوشی کے آثار پائے جاتے ہین لیکن آپ کے اکثر رویا خوفناک ڈرانیوالے ہوتے تھے ایک حدیث مین آیا ہے کہ آپ اونٹ کی مانند آواز دیتے تھے اور بہت قریب کے گھنٹون کی سی آواز آپ کے جگر کے ٹکڑے کر دیتی تھی کوئی عجیب قوت اوسپر اثر کرتی تھی اور اوسوقت کی وحشت اختیار سے باہر ہوتی تھی بیس برس یا کچھ زیادہ وحی و الہام نازل ہوتا رہا جس سے دین و دنیا کی باتون مین آپ کو خدا کی طرف سے ہدایت ہوتی تھی دین کی باتون مین اس سبب سے کہ تمام آدمیون کے ہادی تھے اور دنیا کے حالات مین اس سبب سے کہ آپ بادشاہ اور خاص سپہ سالار اور تمام اقوام عرب مین ملکی اتفاق کی بنیاد ڈالنے والے تھے محمدی طالب علم جب علم صرف و نحو و بیان اور منطق اور فقہ سے فراغت پا چکتا ہے تو اوسے اصول یعنی وہ علم جس سے قرآن و حدیث کے مطالب معلوم ہوتے ہین پڑھنے کی اجازت دیجاتی ہے اور اس سے فارغ ہوکر قرآن کی کوئی عمدہ تفسیر پڑھتا ہے تاکہ معلوم ہووے کہ قدماء اسلام نے کیا کہا ہے - اس علم سے طالب علم کو تفسیر کرنے کی لیاقت ہوجاتی ہے کیونکہ اس زمانہ کے دیندار مسلمان کا کام یہ نہین ہے کہ قرآن سے نئی اور پرانی باتین نکالے بلکہ پرانی باتین جو اوپر سے چلی آتی ہین وہی لوگون کو پہونچا وے جامعہ اسلام مین یہ بات نہین کہ نئے معنے زمانہ بزمانہ نکالتے جاوین - الہیات مین وہ شخص بڑا کامل ہے جسے قرآن برزبان یاد ہو اور جو کچھ قدیم مفسرون نے کہا ہے اوسے جانتا ہو - اور جب چاہے بیان کرسکے اور احادیث نبوی جو تابعین اور تبع تابعین

سے پہونچی ہین خوب یاد ہون یہان تک کہ ادلٹ کے پڑہتا چلا جاوے اگر کوئی ایسی حدیث
بیان کرے کہ اوسکی اسناد یعنی سلسلہ راویون مین نقص و عیب ہو تو اوسے فوراً بتا دے
اور جو حدیث آپ بیان کرتا ہو اوسکی سند اسمار راویون کی طویل فہرست پڑھکر پہونچا دے
مسلمانون کی الہیات مین نکتہ چینی کی تحقیق کوئی کمال نہین بلکہ بڑا کمال اچھا حافظہ ہے۔
حافظ جسے سارا قرآن برزبان یاد ہو اوسکا خاص وصف یہی ہے کہ ہر لفظ بصحت تمام بغیر دیکھے
پڑھ سکے۔ جو لوگ عرب مین نہین پیدا ہوئے ہین اونھین یہ بات جب اطکپن سے برسون
محنت کرتے ہین تو حاصل ہو جاتی ہے۔ سُنّی کہتے ہین کہ کوئی شیعہ کبھی حافظ نہین ہوتا
اور اس سے وہ نتیجہ نکالتے ہین کہ شیعہ بیدین ہین آغاز اسلام مین قرآن کی صحیح قرارت
کی بڑی سند خلیفہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی تھے۔ اور دس اور اصحاب تھے۔
جنھون نے اوسکی قرارت خاص نبی سے اوسی طریق پر جو جبریل نے بتایا تھا سیکھی تھی
اہل اسلام کی عربی بہشت کی زبان ہے مگر باوجود کوشش بلیغ کہ قرارت ایک حال پر
نہین رہی۔ اور ملکون کے آدمی مکہ کا صحیح تلفظ حاصل نہین کر سکے تا آنکہ سات قرائین
مروّج ہو گئین۔ اوسوقت بڑی مشکل پیش آئی تھی مگر آسان ہو گئی۔ ابو ابن کعب ایک
صحابی ایسے مشہور قاری تھے کہ نبی نے خود کہا کہ قرآن کو ابو ابن کعب کے موافق پڑھو۔
لوگو نکو ابو ابن کعب کا یہ کہنا یاد تھا کہ ایک روز مسجد مین اگر کوئی شخص قرآن کو مختلف طور سے
پڑہنے لگا۔ جب وہ جا لیا تو لوگون نے اسکا چرچا کیا۔ کعب نے محمد صاحب سے اسکا ذکر کیا
آپ نے فرمایا کہ اے ابو ابن کعب مجھے خبر پہونچی تھی کہ قرآن ایک ہی قرارت مین پڑھا جاوے
جب مینے دوبارہ جناب باری مین عرض کی قرآن کا پڑہنا میری امت پر آسان کر دے
تو یہ ہدایت ہوئی اچھا دو قرارتون مین پڑھو۔ پھر مینے جناب باری مین یہی عرض کی قرآن
کی قرائت میری امت پر آسان کر دے جو تیسری دفعہ حکم ہوا کہ سات قرارتون مین قرآن

پڑھو۔ اس سبب سے مشکل آسان ہوگی اور از راہ پیش بینی جو بارا ختلافِ قرأت پر خدا سے کی جازت اسطرح حاصل کرنے سے لوگون نے یہ سمجھا کہ آپ پر اس مضمون کی وحی آئی تھی یہی ہفت قراءت مروجہ کی ہی ابتدا تھی خلیفہ عثمان کے حکم سے جو قرآن مرتب ہوا تھا اوسمین اعراب (زیر زبر پیش) وغیرہ نہ تھے لیکن جب غیر ملکون کے لوگ اسلام لائے تو اونھین عربی کی تحصیل بڑی دشوار ہوئی تب خالد بن احمد بڑے صرفی نے مختلف اعراب اور علامات ہمزہ ایجاد کین۔ سات مشہور قاری جنکے نام ساتون قرات مختلفہ کے ساتھ آستے ہین یہ ہین۔ امام نفی مدنی۔ امام ابن قصیر مکی۔ امام ابو عمر بصری۔ امام حمزہ کوفی۔ امام ابن عامر شامی۔ امام عاصم کوفی۔ امام کسائی کوفی اضوابط القرآن۔ ص ۱۰ - ۱۱۔ ان عالمون نے اکثر مقامات قرآن مین مختلف اعراب نکالے جس سے معنون مین جزوی فرق پڑگیا۔ ہندوستان مین شیعہ اور سنّی دونون امام عاصم کی قراءت پر پڑھتے ہین۔ تین اور غیر معروف قراءتین ہین کہ اکیلے مین اونکے موافق پڑھنا جائز ہے۔ لیکن جماعت مین درست نہین۔ ماہ رمضان مین ہر شب کو مسجدون مین قرآن سنایا جاتا ہے اور کل قرآن کے تیس پارہ کئے ہین اگر ایک پارہ روز یہ تو کل قرآن ماہ رمضان مین ختم ہو جاتا ہے۔ امام مسجد یا قاری جس قرارت پر شروع کرے اوسی پر رمضان بھر پڑھے چونکہ بغیر دیکھے پڑھنا پڑتا ہے اسواسطے بڑی یاد چاہیے۔ اچھا حافظ ساتون قرأتین جانتا ہے۔ یہ مختلف قراءتین جو اسطرح پیدا ہوئی ہین اگرچہ ضرور نہین تخمیناً تعداد مین پانسو ہین چنانچہ چند اونمین سے مندرجۂ ذیل ہین۔ دوسری سورۃ یعنے بقر مین ابو عمر اسطرح پڑھتے ہین تم نہین پوچھے جاؤگے اوسکام کی بابت جو اونھون نے کیا ہے۔ عاصم پڑھتے ہین جو تمنے کیا ہے۔ یہ اختلاف اس سبب سے پیدا ہوا ہے کہ جو نقطے نیچے تھے وہ اوپر لگا دیئے ہین یعنے ابو عمر ضمیر غائب کی اور عاصم مخاطب کی ضمیر پڑھتے ہین پھر

سورۃ ۹ ۴۳- ۴۲ مین عاصم کے نزدیک دوزخ کے دروازے دن مین تم داخل ہو گے اور
نفی کے نزدیک دوزخ مین تم داخل کیئے جاؤ گے یعنی ایک معروف اور دوسرا
مجہول پڑھتا ہے تھوڑے سے فرق سے معروف مجہول ہو گیا ہے - باقی اور اختلافات
کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے کسی مسئلہ پر جہان تک کہ مین جانتا ہون دست اندازی نہین
کی گئی ہے لیکن جسطور سے کہ حدیث مین نبی کی اس مثل بندی کا ذکر ہے وہ البتہ مسلمان
طالبعلم کو تعلیم دہ ہے - سات مشہور قاری جنکے نام اوپر لکھ چکا ہون اونکے مقلدون مین
کبھی سخت جھگڑے ہوئے ہین - ۳۲۵ھ ہجری مین ابن شنبنا وساکن بغداد نے قرآن
کی قراتون مین اختلاف ڈالنا چاہا - بغداد کے لوگ بہت غضبناک ہوئے اور
خلیفہ نے بمجبوری اوسے قید مین ڈالدیا جماعۃ علماء فراہم ہوئے اور ابن شنبنا داونکے
روبرو حاضر کیا گیا - کچھ عرصہ تک اپنی قرارت کی صحت پر اصرار کرتا رہا لیکن بعد
کو جب سات مرتبہ چابک لگائے گئے تو اعتراف کیا کہ مین اپنے طور پر پڑھنا چھوڑ دونگا
اور آئندہ کو بجز اوس طریق کے جو خلیفہ عثمان کی نقل سے اخذ کیا ہے اور جسے سب
تسلیم کرتے ہین اور کسیکی پیروی نہین کرونگا (ابن خلقان کی لغات الرجال جلد ۳ صفحہ ۱۶)
اسی مضمون کے متعلق علم صرف ونحو کے شروع ہونے کا بیان ہے صرف ونحو کا
پڑھنا اور احادیث کا جمع کرنا اوسوقت سے لازمی ہو گیا ہے - مومنون کو مدت تک
جواز استعمال قواعد صرف ونحو مین نسبت قرآن مجید کے شبہ رہا نہ قرآن مین
کوئی حکم اوسکی نسبت تھا نہ نبی نے اس مقدمہ مین کچھ ہدایت کی تھی اسواسطے وہ فعل
نہ فرض تھا نہ سنت - مگر حدیثون ہی سے یہ مشکل بھی حل ہو جاتی ہے - بغداد کے
ممتاز خلیفہ المامون کے عہد مین ایک بڑا نحوی الفراء نامی رہتا تھا خلیفہ مذکور اوسکا
سرپرست تھا - اوسکے ایک شاگرد ابو عباس ثعلب نے مرتے وقت یہ کہا کہ

مفسرون اور محدثون نے اور اور عالمون نے اپنی اپنی محنتون کے ثمرے پائے -
لیکن بین صرف نحوی ہون اور نحو بہت ایسا علم ہے کہ ہنوز قرآن کے ساتھ اوسکے
جواز مین شبہہ ہے - جس دوست کے روبرو اوسنے یہ باتین کی تھین وہ اپنے گھر
چلا گیا ادہی رات عالم خواب مین یہ رویا دیکھا کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے
شخص ابو عباس ثعلب کو میرا سلام پہونچا اور کہہ کہ تو صاحب بہت بڑے علم کا
ہے جب سے نبی نے یہ فرمایا اوسوقت سے تحصیل صرف و نحو اسلام مین جائز
ہوگئی اور اب مسلمان قرآن کا طرز عبارت نہایت کامل بتاتے ہین اور یہ یاد رکھنا چاہیے
کہ قاعدے قرآن کے واسطے نہ تھے پھر اوسکی عبارت حال کے صرف و نحو کے
موجب کیونکر کامل نہو تی. قرآن کے ترجمہ اور تفسیر کی بحث بلکہ علم اصول کی ضروری
شاخ ہوگئی - کہتے ہین کہ قرآن کو جبرئیل بہشت سے جیسی حاجت ہوتی تھی پارہ
پارہ لاتے تھے نبی پر لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ ایک ہی مرتبہ مین کل قرآن کیون
نہین آیا اوسکے جواب مین یہ آیت اوتری اور کہا اون لوگون نے جو کافر ہوئے کیون
نہ اوتارا گیا قرآن اکٹھا اوسکے اوپر ایکبارگی اسی طرح اوتارا ہمنے تاکہ ثابت کرین تیرے
دل کو او ر تھم تھم کر پڑھا ہمنے اوسکو تھم تھم کر پڑھنا - سورہ فرقان ۲۵ - آیت چونتیس ۳۴ ایس
جو وحی کہ اسطرح دیگئی تھی محض وہی متلو تھی جبرئیل نبی کو آکر سنا جاتے تھے " پھر

سلہ اگر ہم قرآن کو علم معانی کے قاعدون سے جسطرح کہ مسلمانون کے یہان تعلیم ہوتی ہے آزماوین
تو ہمکو بمجبوری یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کامل ہے - یہ ایک لازمی نتیجہ اسکا ہے کہ
علم معانی کے اصول بھی مسلمانون نے اوسی قرآن سے نکالے ہین (ہیرن ایم ڈی سلین کے دیباچہ
ابن خلقان کی اسماء الرجال پر)

تھی وہ بزرگ قرآن ہے لوح محفوظ پر لکھا ہوا" سورۂ بروج ۸۵ آیت ۲۱-۲۲۔ پھر جسوقت ہم
اوسکو پڑھیں تب ہمارے پڑھنے کی پیروی کر" سورۂ قیامہ ۷۵ آیت ۱۸ اظہار
جسطور سے قرآن اوترا تھا اوسکا آیت ۲،۱ سورۂ ۲۰ طہٰ میں ہے ... اور اوتارا
قرآن عربی قرآن سے پارہ پارہ اوترنا اعتراض اور بشطوات نے ... تھا بعض
آیات بعض کے مخالف تھیں بعض آیتوں کا مطلب نہیں سمجھمیں آتا تھا سب نبی لوگونکا
مطلب معلوم تھا اور اونھوں نے اپنے ... دیا تھا انکی طرف اسطرح اشارہ
ہے اور تیری طرف اوتارا ہمنے ذکر کو تاکہ تو بیان کرے لوگونکے واسطے جو ... اوتاری گئی

---

(۱) بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین عمر ابن الخطاب نے فرمایا کہ تین باتونمین میرے پروردگار نے
مجھسے موافقت کی ایک یہ کہ مینے عرض کی یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم پر نماز پڑہتے تو بہتر ہوتا۔ اور یہ وحی
نازل ہوئی کہ اچھا نماز کیواسطے مقام ابراہیم لو۔ دوسری بار عرض کی کہ یا رسول اللہ نیک و بد ہر طرح کے لوگ
آپ کے مکان مین آتے ہین اور مجھے یہ پسند نہین اسواسطے اگر آپ اپنی عورتونکو پردہ کیواسطے حکم دین تو
بہتر ہے انحضرت کی کل ازواج آپ کے شہد پینے کے قصہ پر متفق تھین اور آپ نے عہد کیا تھا کہ پھر کبھی
نہ پیونگا اسپر مین نے نبی کی ازواج سے کہا کہ اگر انحضرت تمھین طلاق دیدین تو خدا اونھین اسکا بہتر
بدلہ دیگا۔ چنانچہ اس مضمون کی وحی نازل ہوئی۔

عائشہ فرماتی ہین کہ مین اون عورتونکی نسبت سوچ رہی تھی جو آپ کو نبی کے واسطے وقف کرچکی تھین
اور کہہ رہی تھین کہ عورت کیونکر آپ کو وقف کرسکتی ہے اسپر وحی نازل ہوئی کہ جنکے پاس جانے کو تیرا
دل نہ چاہے اونکے پاس مت جا جسکے ساتھ تیرا دل چاہے ہم بستر ہو اور جنکے پاس جانے مین تو نے غفلت
کی تھی اونمین سے جس کسیکے ساتھ تیرا دل چاہے ہم بستر ہو۔ اس سے کچھ تجھپر مواخذہ نہین۔ سورہ ۳۳-۵۱
مینے کہا کہ مین ایسی کوئی بات نہین دیکھتا جسمین خدا آپکو راضی نرکھتا ہو جو آپ چاہتے ہین وہی ہوتا ہے۔

ہے اونکی طرف ع (سورہ نحل ۱۶ و ۴۶ م) ابن خلدون کہتے ہین کہ نبی نے مطالب کھولدئے اور
بیان فرق آیات ناسخ و منسوخ کا کیا۔ پھر یہ علم اونسے اصحاب کو پہونچا۔ پس نبی کی زبان سے
انھون نے آیات کے معانی سمجھے اون حالات پر مطلع ہوئے جنسے ہر قسم وحی کا فروع
معلوم ہوگیا (ابن خلدون کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۴۹۹م) پس اصحاب اسطرح تعلیم پاکر
کل مطالب قرآن پر آگاہ ہوگئے اونھون نے یہ علم اپنی زبان سے تابعین کو پہونچایا
اور پھر اونسے تبع تابعین کو پہونچا اسکے بعد جب فرقہ کا مذہب رواج ہوگیا تو مفسر اقوال
اصحاب کو جو سینہ بسینہ پہونچتے تھے جمع کر کے قلمبند کرتے گئے۔ وہ نہ قرآن کی آیات
پر نکتہ چینی کرسکتے تھے نہ صحابہ کی تفسیر پر اعتراض کے مجاز تھے کیونکہ قرآن خدا کا
کلام تھا اور اونکی کیا مجال تھی کہ اعتراض کرتے اور صحابہ کی تفسیر کا قبول کرنا بھی
لازم تھا۔ اگرچہ سند متصل سے معلوم ہوجاوے کہ اونھین کی تفسیر ہے یا اون
تفسیر کے اسلام کے آغاز ہی سے معین اور مقرر ہوچکے تھے۔ اب ہر لفظ اور ہر جملہ کی
حیثیت اور وقعت معین ہوگئی ہے مفسر کا کام فقط یہی ہے کہ جو کچھ پہلے لکھا جاچکا ہے
اوسکو بیان کرے کوئی معنے اپنی طرف سے نہ لگا دے۔ اگرچہ اون معنی کی تائید مین
کوئی حدیث (جو لوگون کی یاد سے باقی رہی ہو) کیون نہ ہاتھ لگی ہو الا کہ یہ بہت مشکل کام
ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تفسیرین اون خوبیون سے معرا ہین جو
مسیحی مفسرون کی کتابون مین ہوتی ہین یعنے عیسائیون کی ہر تفسیر مین نئی نئی باتین اور
خیال ہوتے ہین قرآن کی تفسیر کا کمال صرف یہی ہے کہ جو کچھ اگلا ان نے لکھا ہے وہی ہو
پرانے خیالات مین فرق نہ پڑے درحالیکہ دنیا مین زمانہ بزمانہ انقلاب ہو۔

اور خیالات کی حدود وسعت پاوین۔

پر وہ نوشتہ ایسا بے حس و حرکت رہے۔

جیسے مردہ آدمی کا ہاتھ ہوتا ہے۔

جن الفاظ اصطلاحی کا جاننا طالبعلم کو ضرور ہے اور جن تعریفات کا سمجھنا اوسے لازم ہے وہ وہی ہین جنسے حقیقت الفاظ اور جملون کی اور استعمال الفاظ قرآنی کا اور طریقہ استخراج دلائل کا آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے۔

اول قرآن کے الفاظ چار قسمون پر منقسم ہین

۱۔ خاص اور یہ بھی تین طرح پر ہے۔ اول وہ الفاظ جو دلالت کرتے ہین کل جنس پر جیسے انسان۔ دوسرے وہ الفاظ جو نوع پر دلالت کرتے ہین۔ جیسے مرد کہ بمقابلہ عورت کے ہے تیسرے وہ الفاظ جو دلالت کرتے ہین جزئی حقیقی پر۔ جیسے زید کہ نام ہے خاص مرد کا

۲۔ عام وہ الفاظ ہین جو دلالت کرتے ہین بہت سے افراد پر۔ جیسے لوگ قوم گروہ

۳۔ مشترک۔ وہ الفاظ ہین جو متعدد معنی رکھتے ہون۔ جیسے لفظ عین کہ بمعنی آنکھ اور چشمہ اور سورج کے ہے۔ دوسرے لفظ صلواۃ کہ اگر خدا کی طرف ہو تو رحمت کے معنی ہوتے ہین جیسے صلواۃ اللہ کہ معنی خدا کی رحمت کے ہے۔ اگر انسان کی طرف سے ہو تو بمعنی نماز (یعنی عبادت جو جماعت کے ساتھ ہوتی ہے) یا بمعنی دعا کے کہ یہ بھی ایک قسم کی عبادت ہے مثلاً صلوۃ الاستسقا۔ (خشک سالی کی نماز) دعا ہے نہ نماز۔

۴۔ ماوّل۔ وہ الفاظ ہین جو متعدد معنی رکھتے ہون مگر وہ سب معنی ایک ہی موقع پر درست ہوسکتے ہین۔ اس سبب سے خاص شرح کی ضرورت ہے۔ مثلاً سورۂ کوثر ۱۰۸ آیت ۲ سیل صاحب کے ترجمہ قرآن مین ہے۔ پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر عربی لفظ جسکے معنے متعدد ہین یہانپر اوسکا ترجمہ قربانی کرنا کیا ہے۔ بڑے فقیہ ابوحنیفہ کے پیرو اسکے معنی قربانی کرنے کے لیتے ہین۔ اور امام شافعی کے مقلد کہتے ہین کہ اوسکے معنی نماز مین سینہ پر ہاتھ رکھنے کے ہین۔ اس سے مشترک

اور ماؤل کا فرق معلوم ہوجاتا ہے۔ مشترک مین متعدد معنون سے فقط وہی ایک معنے لے سکتے ہین جو اوسجگہ چسپان ہون۔ اور ماول مین دونون معنی لے سکتے ہین اور وہ دونون درست اور جائز ہوتے ہین۔

جب طالبعلم کو الفاظ کی تقسیم خوب معلوم ہوجاوے اور کوئی لفظ قرآن کا ہو اوسکے پہچاننے کی استعداد حاصل ہوجاوے تو جملون کے اقسام سیکھتا ہے اور جملے دو طرحکے ہوتے ہین۔ جلی اور خفی۔ اس تقسیم کا اشارہ قرآن مین سورہ عمران آیت ۵ مین ہے ہو وہی ہے جسنے اوتاری تیرے اوپر کتاب بعض اوسکی آیتین محکم ہین (یعنے ظاہر معنون کے ہین) وہ کتاب کی جڑ (یعنی مان ہین) اور۔ اور ہین لیس جن لوگون کے دلون مین کجی ہے وہ پیروی اوس چیز کی کرتے ہین جو مشتبہ (التی) ہے۔ اوسمین سے گمراہی چاہنے کے واسطے اور اوسکی تاویل چاہنے کیواسطے لیکن اوسکی تاویل (حقیقت) سواے خدا[1] کے اور کوئی نہین جانتا۔ اور جو لوگ علم مین مضبوط ہین وہ کہتے ہین ہم ایمان لائے ساتھ اوسکے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اسی سے کل کتاب کے مقولون کو حقیقی اور مجازی دو طرح پر تقسیم کیا ہے۔ اسلیے کہ دونون قسمون کو صحت سے سمجھا سکے مفسر کو لازم ہے کہ (۱) یہ جانے کہ کس سبب سے (۲) کس مقام پر (۳) کس وقت مین وہ آیت جسکی شرح کر رہا ہے نازل ہوئی تھی۔ اور یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ آیہ ناسخ یا منسوخ ہے۔ مناسب ترتیب و مقام پر ہے یا نہین۔ اسکے معنی اوس سے

[1] خدا نے نبی کو اور نبی کے صحابہ کو یہ تاویل بتائی اسواسطے تمام سنیون کا عقیدہ اونکے موافق ہوگیا ہے پس قرآن کے معانی جو محمد صاحب نے بتائے تھے اونھین کی پیروی سنیون مین تھی اسواسطے کسی دوسرے کے اجتہاد کے واسطے نہ گنجائش ہے نہ ضرورت ہے۔

ظاہر ہین یا نہین یا عبارت ما فوق و مابعد سے معنی نکالنے کی حاجت ہے - تمام احادیث
جو اوس مضمون پر شہادت دیتی ہین اور ہر ایسی حدیث کی سند جانتا ہو - ان معانی اور
قیود سے مفسر کا صحیح اطلاق اصحاب پر ہو سکتا ہے - اور اسی سے یہ وجہ معلوم ہوتی ہے
کہ اوس وقت سے مفسر آج تک سوا اونکے رائین بیان کرنیکے اپنی عقل سے کچھ نہین
بتاتے ہین - خیر اس خارج بحث کو چھوڑ کر اصل مطلب پر پھر آتے ہین - جملے یا
ظاہر ہوتے ہین یا خفی - ظاہر بھی چار طرح ہین -
(۱) ظاہر وہ جملہ ہے جسکے معنی سننے والا سنتے ہی پہچان لے زیادہ استفسار کی ضرورت
نہ ہے - اس قسم کی کلام مین امکان نسخ و تغیر کا ہوتا ہے - لیکن جب تک منسوخ
نہون اوس پر عمل کرنا خدا کے صحیح حکم کے موافق تصور کیا جاتا ہے - تعدیہ کے تمام
احکام و آئین جنمین تغیر و نسخ جائز ہو مثلاً خیرات کرنا بجاے روزہ رکھنے کے اسی پر جو
کلام ظاہر کے نہایت صاف صورتون محمول ہونی چاہئین -
(۲) نص عموماً قرآن کی آیت کو کہتے ہین - لیکن اصطلاح مین نص اوس جملہ کو
کہتے ہین کہ اوسمین کوئی ایسا لفظ واقع ہو جس سے اوسکا مطلب خوب کھل جاوے
ذیل کی عبارت سے ظاہر اور نص دونون کا فرق معلوم ہوتا ہے - نکاح مین لاؤ
ایسی عورتین جیسی تم چاہو - دو دو یا تین تین یا چار چار - یہ کلام ظاہر اس سبب سے
ہے کہ علانیہ جواز نکاح کی خبر ہے اور نص اس سبب سے ہے کہ الفاظ -
ایک - دو - تین - چار - جو اس عبارت مین آئے ہین یہ دلالت کرتے ہین کہ چار
سے زیادہ جورو رکھنی جائز نہین ہے -
(۳) مفسر - وہ کلام ہے جو محتاج کسی ایسے کلمہ کا ہو کہ اوسکی تفسیر کرے اور صاف
معنی بتا دے "سب ملائکہ نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے" (شیطان) یہان پر

سوائے ابلیس کے یہ معنی ہین کہ اوسنے سجدہ نہین کیا اس قسم کے جملہ مین تصرف ہوسکتا ہے۔

(۴) محکم (یعنی ظاہر معنون کا) وہ کلام ہے جسکے معنوں مین کچھ شبہہ نہ ہو اور نہ اسمین کچھ تغیر و تصرف ہوسکے۔ مثلاً "خدا سب باتین جانتا ہے" اس قسم کے جملون مین تغیر نہین ہوسکتا ہے۔ ایسے کلام پر بغیر اعراض حقیقی معنون کے عمل کرنا اتباع حکم الہی کا کمال ہے جب دو جملون مین صریح تناقض ہو تو اوسوقت فرق دیکھا جاتا ہے اور پہلے قسم کی جگہہ دوسری کو قائم کرسکتے ہین اور علے ہذا القیاس مثلاً محکم کو اوس سے اول کی قسمین مل نہین سکتے نہ مفسر کو نص وغیرہ کلام کے دوسری طرح کی قسم مین۔

(۱) خفی ہے خفی وہ آیات ہین جنسے سوائے ظاہر معنی کے ضمناً اور معنے بھی نکلتے ہون مثلاً (سورۂ انعام ۵-۴۲) چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت اون دونون کے ہاتھ کاٹو کہ یہ اونکے عمل کا بدلہ ہے۔ اسمین "السارق" کے ظاہر معنی چور کے ہین مگر ضمناً قزاق اور تھیلی کاٹ اور کھن کھسوٹ کے وغیرہ سب داخل ہین۔

(۲) مشکل - اسکی ایک مثال یہ ہے اور (اونکے خادم) چاندی کے برتن اور پیالے لئے ہوئے اونکے آس پاس پھرینگے اور صراحیان چاندی کی ہونگی یہان یہ مشکل ہے کہ صراحیان چاندی کی نہین بنتی شیشہ کی بنتی ہین مگر مفسر کہتے ہین کہ شیشہ کا رنگ اگرچہ چکدار ہوتا ہے لیکن خوب سفید نہین ہوتا اور چاندی سفید ہوتی ہے لیکن شیشہ کیطرح چمک نہین ہوتی۔ کیا عجب ہے کہ بہشت کی صراحیان چمک کے اعتبار سے شیشہ کی صراحیون کی مانند ہون اور رنگ مین چاندی کے مانند ہون لیکن بہرنہج اُسکے معنی کا دریافت کرنا مشکل ہے

(۳) مجمل - اول وہ آیات ہین جنمین ایسے کلمات ہون جو متعدد معنی رکھتے ہون۔ ایسی صورت مین اوس آیت سے وہ معنی لینے چاہئین جو اوسی مضمون کی احادیث

سے ثابت ہون وہی معنی واجب التعمیل والتسلیم ہونگے دوسرے اوس آیت مین کوئی کلمہ نہایت شاذ ہوا اور اسِ سبب سے اوسکے معنی مشکوک ہون مثلاً سورۂ معارج ۷۰ و ۱۹ مین ہے کہ تحقیق کہ آدمی بے صبر پیدا کیا گیا ہے - اِس آیت مین کلمہ ہلوع بمعنی صبر کے واقع ہوا ہے جو نہایت قلیل الاستعمال ہے - اگر یہ آیتین نہ ہوتین یعنی کہ جب اوسکو بُرائی لگتی + اضطراب کرنے والا ہے اور جب اوسے بھلائی لگتی ہے تو منع کرنے والا ہے تو ہرگز ہلوع کے معنی سمجھنا آسان نہوتے -

آیات مجمل کی پہلی قسم کی ایک مثال یہ ہے کہ قائم کرو نماز اور دو زکواۃ - صلواۃ اور زکواۃ دونون لفظ مشترک المعنی ہین اس سبب سے لوگ آیت کے معنی نہین سمجھے اور محمد صاحب سے عرض کی کہ اسکا مطلب بتا دیجئے - آپ نے فرمایا کہ صلواۃ بمعنی ارکان نماز کھڑے ہوکر اللہ اکبر (خدا سب سے بڑا ہے) کہنا - یا قرآن کی چند آیات پڑھنے کے ہوسکتا ہے - یا درود دعا مانگنے کے ہین - زکوۃ کے لغوی معنے بڑھنے کے ہین مگر نبی نے اوسکے معنی یہان پر خیرات کے لِئے اور یہ فرمایا کہ اپنے مال سے چالیسوان حصہ خدا کی راہ پر دو -

(۴) متشابہ وہ آیات ہین جنھین آدمی کسیطرح نہین سمجھ سکتے (اسکا ذکر سورۂ عمران آیت ۳ سے صفحہ ۹۴ مین کر چکا ہون) اور نہ حشر تک سمجھ آوین - مگر نبی کو اونکے معانی معلوم تھے - آلم - آلرا - یس بعض (۱) سورتون کے شروع مین جو آئے ہین حروف متشابہ ہین -

---

(۱) ابن خلدون کہتے ہین کہ ۵۰۰ھ ہجری قدسی کے معتبر فقہ زمخشری نے اون حروف مقطعات کی نسبت اسطرح فرمایا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کے طریقہ عبارت مین ایسی خوبی ہے کہ کوئی اوسکی تقلید نہین کرسکتا کیونکہ یہ کتاب جو ہمیں اوتری ہے مرکب بالحروف ہے - سب اون حروف کو جانتے ہین لیکن یہ کسیکے اختیار مین نہین ہے کہ انھین حروف سے ایسی باتین بنالین جو قرآن کی مانند ہون - اس آیت پر سرسلین صاحب

اِس قسم کے محاورات جیسے خدا کا ہاتھ خدا کا مُنھ۔ خدا بیٹھا ہے۔ وغیرہ متشابہات ہین۔

دوسری بحث قرآن مین قابل الحاظ الفاظ کا استعمال ہے اور یہان بھی پھر وہی چار قسمین کی ہین یعنی لفظ کا استعمال چار طور پر ہوتا ہے۔

(۱) یا تو از روے حقیقت ہو۔ یعنی لفظ کے اصلی مِعنے لِئے جاوین جیسے رکوع بمعنی جھکنے کے اور صلوٰۃ بمعنی دعا کے۔

(۲) یا از روے مجاز ہو۔ یعنی لفظ کے اصلی معنے نہین لِئے جاوین بلکہ اوسکے مناسب کوئی اور معنی مراد ہون جیسی صلوٰۃ بمعنی نماز عبادت معینی کے۔

(۳) صریح وہ الفاظ ہین جنکے معانی صاف ظاہر ہون جیسے "تجھے طلاق دی گئی ہے"۔ "تو آزاد ہے" تو اسکا مطلب ظاہر ہے۔

(۴) کنایہ اون الفاظ مین ہوتا ہے جنکا استعمال بطریق مجاز ہوا ور بغیر دوسری عبارت کے اوسکا مطلب نہ کھلے مثلاً "تجھے چھوڑ دیا ہے" اگر صرف اتنی عبارت ہو تو شاید اسکے یہ معنے لِئے جاوین کہ تجھے طلاق دیدی ہے۔ اِس قسم مین تمام ضمائر جنکا مطلب کُل مضمون سے کھلتا ہے داخل ہین۔ مثلاً ایک روز کسی نے نبی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے نہین پہچانا کہ کون ہے تو آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اوسنے جواب دیا "مین ہون" محمد صاحب نے کہا کہ مین کیون کہتا ہے۔ اپنا نام کیون نہین لیتا تاکہ مین جاون کہ تو کون ہے۔ ضمیر متکلم کی مین یہان پر کنایہ ہے۔

علم تفسیر مین نہایت ضروری اور مشکل کام استدلال ہے قرآن سے دلائل اخذ

لکھتے مین کہ اسکے معنی صاف نہین ہین اور ابن خلدون کی کتاب کا ترکی مترجم یہ معنی لیتا ہے کہ خدا تعالےٰ ان حروف کو کئی صورتون مین اسیواسطے لایا ہے کہ لوگ اوسکے سمجھنے سے عاجز ہون۔ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۶۰

کرنے کو استدلال کہتے ہین یہ بھی چار قسمون پر حسب ذیل منقسم ہے۔

(۱) **عبارت**۔ صاف جملہ کو کہتے ہین۔ "اور بچّے والیان اپنی اولاد کو دو برس دودھ پلادین اور جسکا لڑکا ہے اوسپر اونکا کھلانا اور پہنانا اچھی طرح پر ہے" (سورہ بقر ۲-۲۳۳) اس آیت سے دو نتیجے نکالتے ہین۔ اول یہ کہ ہین ۱ اونکا) جمع مونث کی ضمیر ہے اسواسطے والدات کی طرف راجع ہے اولاد کی طرف نہین دوسری چونکہ مان کی نگرانی لڑکے کے باپ پر لازم ہے تو اس سے پایا جاتا ہے کہ مان کی بہ نسبت باپ سے اولاد کا تعلق قریب تر ہے پس احکام تعذیر بھی اسی قیاس پر قائم ہونگے۔

(۲) **اشارت**۔ کوئی علامت یا اشارہ جو ترتیب الفاظ سے پایا جاوے۔

(۳) **دلالت** اوس دلیل کو کہتے ہین جو کسی آیت کے خالص لفظ سے اخذ کیجاوے۔ پس مت کہ تو مان باپ سے اُف۔ (بنی اسرائیل ۱۷-۲۳) اُف کے لفظ سے یہ نکلتا ہے کہ اولاد نہ اپنے والدین کو مارے نہ برُا بھلا کہے۔ سزا کے احکام بھی دلالت سے نکل سکتے ہین۔ مثلاً دوڑتے ہین بیچ زمین کے فساد کو اور اللہ فساد کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہے۔ سورہ مائدہ ۵-۶۹- آیت) لفظ یسعون سے جسکا ترجمہ دوڑتے مین کیا ہے یہ دلیل نکالی ہے کہ قزاق بھی اودھر اودھر فساد کرتے پھرتے ہین اسواسطے وہ بھی اونلوگون مین ہوئے جنھین خدا دوست نہین رکھتا ہے اور اسی سبب سے اونھین نہایت سخت تعذیر چاہئیے۔ کیونکہ جو قیاس دلالت سے قائم ہے نہایت سخت احکام تعذیر کے توضیع کے کافی اصل ہوگا۔

(۴) **اقتضا**۔ ایسا قیاس ہے جو مقتضی چند شرائط کو ہے اور جو کوئی مارڈالے مسلمان کو انجانی سے پس آزاد کرنا ایک گردن مسلمان کا ہے (نساء آیت ۹۲) کسی کو یہہ اختیار نہین کہ اپنے ہمسایہ کے غلام کو آزاد کرے تو اس جگہہ یہ شرط اگرچہ لفظ

مذکور نہین کہ غلام اوسی آزاد کرنے والے کی ملکیت سے ہو مگر معناً سمجھا جاتا ہے۔
قرآن منقسم ہے (۱) حرف (جمع حروف) پر۔ حروف کی تعداد مین راویون کا اختلاف ہے ایک کتاب مین لکھا ہے کہ ۳۲۳۶۰۶۸ حروف ہین۔
(۲) کلمہ پر۔ اسکی جمع کلمات ہے۔ بعض کے بیان سے ۷۹۰۸۷ کلمات ہین اور بعض کہتے کہ ۷۷۹۳۴ کلمات ہین۔
(۳) آیت پر (جمع آیات ہے) آیت کے لفظی معنی نشانی کے ہین محمد صاحب نے قرآن کے جملون کا یہ نام رکھدیا۔ جہان آیت ختم ہوتی ہے وہان ایک چھوٹا دائرہ اسطرح ۵ کا بنا ہوتا ہے اگلے قرآن پڑہنے والے محل آیات پر متفق نہ تھے اس سبب سے پانچ مختلف طریقے ترتیب آیات کے پیدا ہوگئے۔ اور آیتون کے شمار مین مختلف نسخون سے فرق پڑگیا ہے اور وہ اختلاف اس طریق سے ہے۔
(۱) آیات کوفی قاریان شہر کوفہ یہ کہتے ہین کہ ہمنے حضرت علی کا طریق اختیار کیا ہے ہندوستان کے مسلمان علےالعموم اونھین کے طریق پر آیتون کا شمار کرتے ہین اونکے نزدیک کل قرآن مین ۶۲۳۹ آیات ہین۔
(۲) آیات بصری۔ بصرے کے قاری عاصم بن حجاج صحابہ کے پیرو ہین اونکے نزدیک ۶۲۰۶ آیتین ہین۔
(۳) آیات شامی۔ شام کے قاری عبد اللہ بن عمر صحابی کے پیرو ہین اونکے حساب سے ۶۲۲۵ آیتین ہین۔
(۴) آیات مکی۔ اس حساب سے ۶۲۱۹ آیتین ہین۔
(۵) آیات مدنی۔ اس قرارت کے بموجب ۶۲۱۱ آیات ہین۔
بسم اللہ کو شمار آیات مین کسینے محسوب نہین کیا ہے۔ ورنہ بسم اللہ ۱۱۳ مرتبہ قرآن

مین آئی ہے۔ لیکن اختلاف بالعموم کسی آیت کے معنی پر موثر نہین۔ تیسری صورت کی تیسری آیت البتہ اس سے مستثنے ہے۔ کیونکہ اوس جگہ پورے رہا دکو جسکی پہچان چھوٹا دائرہ ہے (۵) علم کلام کے آغاز سے بڑا تعلق ہے۔ باقی صورتون کو حسب ذیل قیاس کرنا چاہئے۔ سورہ ۲۷ مین ملکہ سبا کے احوال مین لکھا ہے۔ کہ سلیمان سے خط پاکر اپنے امرا سے اسطرح مخاطب ہوئی "تحقیق بادشاہ جسوقت کسی شہر مین داخل ہوتے ہین تو اوسے خراب کرتے ہین اور اوسکے عزت دار لوگونکو ذلیل کرتے اسیطرح یہ بھی کرینگے بعض قاری آذلہ یعنے ذلیل کرتے ہین پر پوری آیت کرتے ہین اور کہتے ہین یا کہ خطاب کرنے والا ان الفاظ کا یعنے" اور اسیطرح یہ بھی کرینگے" خدا تعالے ہے۔

(۴) سورة۔ اسے بمنزلہ باب کے تصور کرنا چاہیئے۔ سورہ کے لفظی معنے احاطہ یا دیوار کے ہین لیکن اب ابواب قرآن کو سورتین کہتے ہین۔ کل سورتین قرآن مین ۱۱۴ ہین۔ عربی قرآن مین اسطرح نہین کہتے ہین کہ یہ دوسری سورة ہے۔ یا فلان سورة ۱۱۴ ہے بلکہ ہر سورة کا کوئی مناسب نام کسی ایسے لفظ سے جو اوس سورة مین آیا ہو رکھدیا ہے مثلاً۔ بقر۔ گاے۔ نساء۔ عورتین۔ علے ہذالقیاس۔ سورتین بہ ترتیب واقعات نہین بلکہ طوالت کے لحاظ سے رکھی ہین۔ بڑی سورتین پہلے ہین اور چھوٹی سورتین اخیر مین آئی ہین۔ یہ بات بمنزلہ قاعدہ کلیہ کے ہے کہ چھوٹی سورتین جنمین مسلمانون کی الٰہیات کا ذکر ہے وہ مکی ہین(۱)۔ اور بڑی سورتین جنمین خاصکر اخلاق کے احکام اور تعلقات کا ذکر

سلہ آخر یہ آیت جو مکہ مین نازل ہوئی یہ تھی "آج مین پورا دیچکا دین تمھارا تمکو اور پورا کیا مینے تم پر احسان اپنا اور پسند کیا مینے تمھارے واسطے دین مسلمانی پھر جو کوئی ناچار ہو گیا بھوکھ مین کچھ گناہ پر نہین ڈھلتا تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان (المائدہ آیت ۵) ابن خلدون کی کتاب جلد اول ص ۲۰۶)

مجزئیات ملکی کے انتظام کا بیان ہے وہ اوسوقت مین اوتری تھین جب محمد صاحب
مدینہ مین اپنی قوت کو استحکام دیتے تھے۔ اسلیئے قرآن پڑھنے کا نہایت عمدہ طریقہ یہ
ہے کہ اخیر سے شروع کرے۔
سورتون کو مناسب ترتیب پر رکھنے کی کوشش بہت مشکل ہے۔ اور فی الجملہ
ایسا ہو بھی تو فقط ترتیب درست ہو جاویگی۔
ایک بات کا بار بار کرنا۔ لنبے لنبے پیچدار اور الجھے ہوئے فقرے دہقانی اور
غیر موزون الفاظ کے ذکر مین کار رائل صاحب کہتے ہین کہ کوئی یورپین بجز اسکے کہ خدمت
سعینہ سمجھے اوسیطرح قرآن کا پڑھنا پسند نہین کریگا،، اگر از سر نو ترتیب دیجاوے تو
البتہ واضح ہو جاوے ایسی تجدید ترتیب کی خاص کسوٹی طرز عبارت او مضمون ہے۔
دونون اعتبار سے اگلی اور پچھلی سورتون مین بڑا فرق ہے۔ تاریخی واقعات کے حوالون
سے البتہ بعض جگہون مین پیچیدگیان آسان ہو جاتی ہین کوئی سورت ایسی نہین کہ اوسین
مختلف مضامین نہ ہون۔ (اکثر ایک ہی سورت مین مختلف مضامین ہوتے ہین)
لیکن جو کچھ ہین ابتدا سے ہین۔ خلیفہ عثمان کے عہد مین زید نے نظر ثانی کر کے جسطرح
ترتیب دیا تھا وہی ترتیب آبنتک بلا تصرف چلی آتی ہے اختلاف قرأت کے جو پائے جاتے
ہین وہ پہلے سے بتا دیئے گئے ہین اونکو سورتون کی ترتیب مین کچھ دخل نہین۔
(۵) سی پارہ۔ یعنی تیسوین حصہ کے۔ یہ فارسی لفظ ہے مرکب ہے۔ سی (تیس)
اور پارہ (ٹکڑہ حصہ) سے عرب ہر پارہ کو جزو کہتے ہین۔ اس تقسیم سے یہ فائدہ ہے
کہ قرآن پڑھنے والا اگر ہر روز ایک پارہ پڑھے تو کل قرآن ایک مہینہ مین ختم ہو جاتا ہے
مسلمان قرآن مین سورت اور آیت سے حوالہ نہین دیتے بلکہ سی پارہ اور رکوع
سے جسکی تفصیل مین ایک بیان کیا چاہتا ہون نشان دیتے ہین۔

۱۶۔ رکوع (جمع رکوعات) جب عبادت کرنے والا حالت نماز مین جھکتا ہے تو اُس جھکنے کو رکوع کہتے ہین۔ قرآن سے چند آیات پڑھنے اور خدا کی حمد بیان کرنے کو اور بعض حرکات سکنات کو جو نماز سے تعلق ہین۔ ایک رکعت کہتے ہین غرضکہ عبادت کرنیوالا چند آیات پڑھ کر رکوع مین جاتا ہے یعنی جھکتا ہے اوسوقت جسقدر پڑھ چکتا ہے اوسے رکوع کہتے ہین۔ روایت ہے کہ جب خلیفہ عثمان رمضان کے مہینہ مین راتکو قرآن سناتے تھے تو بیس رکعتین کیا کرتے تھے ہر رکعت مین دس آیتین پڑھتے تھے پہلے سورہ سے شروع کے برابر پڑھتے چلے جاتے تھے۔ اِس طریق سے ہر شب کو قریب دوسو آیات کے پڑھ لیتے تھے یعنی ہر رکعت مین دس آیتین پڑھتے تھے۔ تب سے یہ معمول ہوگیا ہے کہ کہ اوسی طریق سے ہر رمضان مین قرآن سُنایا جاتا ہے اور حوالہ بھی اوسیطرح دیتے ہین کہ فلان آیت فلانے سی پارہ اور فلان رکوع مین ہے بیان ذیل سے رکعت کا مطلب کھل جاویگا۔

جب مومن مسجد مین جمع ہوتے ہین تو امام اونکے آگے قبلہ کیطرف مُنہ کرکے اسطرح نماز شروع کرتا ہے۔ ہر نمازی کھڑے ہوکر نیت باندھتا ہے (نیت کیواسطے چند الفاظ معینی ہین جنسے ارادہ نماز کا معلوم ہوتا ہے) پھر اللہ اکبر (خدا سب سے بڑا ہے) کہتا ہے اسکے پیچھے کو مُنہ کرکے پڑھتا ہے۔ اے خدا تو پاک ہے اور تجھی کو تعریف سزاوار ہے تیرا نام بڑا ہے اور تیری عظمت بڑی ہے اور سواے تیرے کوئی معبود نہین۔ پھر اسکے بعد کہتے ہین۔ خدا کی پناہ مانگتا ہون مین شیطان راندے ہوئے سے" پھر بسم اللہ پڑھتے ہین یعنے شروع کرتا ہون مین ساتھ نام خداے رحمان و رحیم کے پھر سورۂ فاتحہ جو قرآن کے شروع مین چھوٹی سی سورۃ ہے پڑھی جاتی ہے۔ اوسے پڑھ کر رمضان کی پہلی شب کو امام دوسری سورۃ سے شروع کرتا ہے۔

(۱) اور چند آیتین پڑھکر رکوع کرتا ہے یعنی سر اور دھڑ کو خم کرتا ہے اور دونون ہاتھ دونون
زانوؤن پر رکھ لیتا ہے اس موقع پر اللہ اکبر (خدا سب سے بڑا ہے) کہکے تین بار یہ
الفاظ کہتا ہے پاک ہے رب میرا۔ پھر کھڑے ہوکر کہتا ہے خدا اوسکی سنتا ہے جو اوسکی
تعریف کرتا ہے ،، اسکے جواب مین لوگ کہتے ہین۔ اے رب سب تعریف تجھی کو ہے پھر
سجدہ مین جاتے وقت نمازی اللہ اکبر خدا بڑا ہے کہتا ہے اور پہلے ناک پھر پیشانی
زمین پر ٹیک کر تین مرتبہ کہتا ہے پاک ہے میرا رب جو سب سے بڑا ہے پھر سر اوٹھاکر
دوزانو بیٹھے ہوئے اللہ اکبر خدا سب سے بڑا ہے کہتا ہے پھر دوبارہ سجدہ مین جاکر
پہلے کیطرح پڑہتا ہے پاک ہے میرا رب الخ اور پھر اوٹھکر اللہ اکبر خدا سب سے بڑا
ہے کہتا ہے اسوقت ایک رکعت پوری ہوجاتی ہے۔ رمضان کے مہینہ مین ہر شب
کو بیس دفعہ ایسا ہی کیا جاتا ہے صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ فاتحہ کے بعد اور رکوع
سے پہلے ہر رکعت مین نئی آیتین پڑھی جاتی ہین[۱]

نمازی چاہے جس ملک کا ہو کل نماز عربی مین پڑھی جاتی ہے۔ رکوع کا نام
(نماز سے) منتقل ہوکر قرآن کے اوسقدر مجموعہ آیات کا نام جسقدر رکوع کرنے سے
پہلے پڑہتے تھے ہوگیا ہے کل قرآن مین ۵۵۷۰ رکوع ہین۔

(۷) سواے تقسیم مذکورہ بالا کے اور قسمین ہین مگر وہ بہت ضروری نہین مثلاً
ثمن ربع نصف ثلث۔ آٹھوان حصہ۔ پاؤ۔ آدھا۔ تین پاؤ۔ نمازی کوئی دفعہ
نماز مین اللہ اکبر خدا بڑا ہے کہنا پڑتا ہے ایکدفعہ ۹۳ سورۃ یعنی والضحیٰ پڑہنے کے بعد
تکبیر کہتے ہین۔ یہ دستور اسطرح پیدا ہوا کہ ایک دفعہ منافقون نے آکر نبی سے اصحاب کہف
کا حصہ پوچھا آپ نے کہا کل بیان کرونگا۔ لیکن انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ خداے تعالے

---

[۱] سواے تراویح کے اور نمازون مین بعد سورۃ فاتحہ کے اختیار ہے جو آیت چاہے پڑھے لیکن اکثر سورۂ اخلاص پڑہنے کا دستور ہے

سے لعہ تہبیہ کے کئی روز وحی نہین بھیجی اسپر منافق ہنستے اور کہتے کہ خدانے اونہین چھوڑدیا
لیکن چونکہ خداکو اپنے نبی کا ٹھٹھا کرانا منظور نہ تھا جبرئیل جو ہمیشہ مستعد رہتے تھے فی الفور
والضحی ۹۳ سورت لائے ۱-۳ اسکا شروع یہ ہے کہ قسم دن چڑھے کی اور قسم ہے رات کی جب
تاریک ہو۔ تجھے تیرے رب نے نہین چھوڑا اور نہ ناخوش رکھا۔ نبی خدا کی صریح حجت
اپنے حال پر دیکھکر اس سورہ کے پڑھنے کے بعد ہمیشہ اللہ اکبر کہا کرتے۔ اسطرح اسکا پڑھنا
سنت ہوگیا ہے یعنی اس سبب سے کہ نبی نے ایسا کہا اوسکا کہنا لازم ہوگیا۔ قرآن کے
مطالب پر مطلع ہونے کے واسطے یہ جاننا ضرور ہے کہ نسخ کسے کہتے ہین جن آیات
مین نسخ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہین کہ جو آیتین ہم منسوخ کرتے یا بھلا دیتے ہین تو ہم
اوس سے بہتر یا اوسکی مانند لاتے ہین (سورہ بقر ۲- آیت ۱۰۶) بعض جو نبی کے عہد
مین منسوخ ہوئی تھین اب متروک التلاوہ ہین عبد اللہ ابن مسعود کا بیان ہے کہ ایک روز
نبی نے ایک آیت پڑھی مینے اوسے فوراً لکھ لیا۔ دوسری صبح کو مینے دیکھا کہ جس چیز پر
مینے اوسے لکھا تھا اوس سے اوڑ گئی تھی۔ اس ماجرے سے متحیر ہوکر محمد صاحب
کو خبر دی اونہون نے کہا کہ وہ آیت منسوخ ہوگئی ہے۔ اب بھی بعض آیات قرآن مین
ایسی موجود ہین جو منسوخ ہوگئی ہین۔ یہ مسئلہ نہایت مناسب ہے اور جو تغیر تصرف کہ محمد صاحب
نے وقتاً فوقتاً کیا ہے اوسکا سبب سمجھانے کے واسطے ایسے مسئلہ کی ضرورت تھی چند
قواعد بھی اس باب مین وضع کئے گئے ہین جو آیت منسوخ کرتی ہے اوسے ناسخ کہتے ہین
اور جسمین نسخ واقع ہوا ہے۔ اوسے منسوخ کہتے ہین۔ آیات منسوخ تین طرح کی ہین اول
وہ آیات کہ اونکے الفاظ احکام دونون منسوخ ہین دوسرے وہ کہ الفاظ منسوخ ہین
لیکن احکام باقی ہین تیسرے وہ کہ اونکے احکام منسوخ ہون لیکن احکام باقی ہون۔
امام مالک نے منسوخ قسم اول کی ایک مثال دی ہے کہ اگر آدم کے بیٹے کے پاس

ہونے کے دو دریا ہوتے تب بھی تیسرے کی طمع کرتا اور اگر تین ہوتے تو چوتھے کی طمع کرتا بجز خاک کے اور کسی چیز سے ابن آدم کا پیٹ نہین بھرے گا جو توبہ کریگا خدا اوسپر متوجہ ہوگا۔ امام سیوطی کہتے ہین کہ یہ آیت دراصل نوین سورت یعنی توبہ مین تھی ایک آیت جسے آیت جار کہتے ہین دوسری قسم منسوخ کی مثال ہے ۔ وہ یہ ہے کہ اپنے مان باپ سے نفرت مت کرو کیونکہ یہ تمھاری ناشکری ہے اگر کوئی عزت دار مرد یا عورت زنا کی مرتکب ہو تو ادن دونون کو سنگسار کرو یہ سزا خدا کیطرف سے مقرر ہوئی ہے کیونکہ خدا قادر اور حکیم ہے۔ خلیفہ عمر کہتے ہین کہ یہ آیت حضرت کے عہد زندگی مین متن مین تھی لیکن اب منسوخ التلاوۃ ہے علم اصول مین علمدرآمد کے لحاظ سے تیسری قسم مین داخل ہے آیات منسوخ کے باب مین علماء کا اختلاف ہے سیل صاحب کہتے ہین کہ ایسی آیات ۲۲۵ ہین وہ منسوخ وہ آیات جنکے منسوخ ہونے پر سب کا اتفاق ہے بہت تھوڑی ہین۔ اونکی چند مثالین یہ ہین یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس قسم کی اکثر آیات اون سورتون مین ہین جو مدینے مین نازل ہوئی تھین۔ چونکہ اول محمد صاحب کو یہ گمان تھا کہ یہودی اور عیسائی میرے طرفدار ہونگے اس سبب سے رعایت کرتے تھے لیکن جب دیکھا کہ یہ لوگ ہمارا کہنا نہین مانتے ہین تو نسخ کا مسئلہ نکال لیا۔ ذیل کی صورت سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ مکہ مین محمد صاحب اور اونکے پیرو نماز مین کسی خاص سمت کو رخ کرکے نہین کھڑے ہوتے تھے چنانچہ نیچے کی آیت مین اس بات کا اشارہ ہے۔ پورب اور پچھم سب خدا کا ہے پس جدھر کو تم منہ کرو نماز مین اودھر ہی خدا کا منہ ہے (سورہ بقر ۱۲-۱۰۹) جب محمد صاحب مدینے پہونچے تو اونھون نے چاہا کہ یہودیون کو اپنا دوست اور طرفدار بنا دین اسواسطے سب نمازیون کا قبلہ وہ جگہ جسطرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے) یروشلم مقرر کیا۔ چند مدت تک وہی قبلہ رہا لیکن جب محمد صاحب نے عرب کے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ کہا کہ مین خاتم النبیین اور رب

نبیون سے بڑا ہون اور یہ کہ موسیٰ نے میرے آمد کی خبر دی تھی اور یہ کہ میری مکاشفات ایسی ہی ہین جیسی کہ توریت اور انجیل کی ہین تو اونھون نے محمد صاحب کی متابعت سے انکار کیا۔ دوسرے سن ہجری کے نصف اوائل مین اونکے درمیان کامل تفرقہ ہوگیا تھا۔ اور مکہ کی قریش سردارون سے اتفاق کرنے کا وقت تھا۔ اسواسطے آیت مذکور الصدر اس آیت سے منسوخ ہوگئی "دیکھتے ہین پھیر پھیر تیرے منھ کا پھرنا آسمان کیطرف پس ہم البتہ تجھی اوس قبلہ کو پھیر دینگے جسے تو پسند کرے پس پھیرا اپنے منھ کو مکہ کی یعنے مسجد حرام کیطرف اور جہان کہین کہ تم ہو پس اپنے منھ اوسکی طرف پھیرلو۔ سورۂ بقر ۲ و آیت ۳۹۔ مومنون کو اس بات سے تسکین تھی ہر چند کہ ہمنے اتبک ایسا نہین کیا تھا لیکن خدا ہمارے ایمان کو رائگان نہین کریگا کیونکہ خدا انسان پر رحم و تفضل کرتا ہے (سورۂ ۵ و ۱۳۸) نسخ کی تعلیم ذیل کی صورت مین خاص ذاتی مطلب کے واسطے ہوئی۔ اسکے بعد تیرے واسطے عورتین حلال نہین اور نہ یہ کہ بدل ڈالے اونسے اور بی بیان اگرچہ اونکا حسن تجھے خوش لگے بجز اون باندیون کے جنکی مالک ہوگئی ہین تیرے دہنے ہاتھ (سورۂ احزاب ۳۳ و ۵۲ بیضاوی اور معتبر علماء اسلام کا قول ہے کہ یہ آیت دوسرے سے جو اگرچہ ترتیب مین پہلے واقع ہوئی ہے لیکن دراصل اسکے بعد اوتری تھی منسوخ ہوگئی ہے۔ وہ آیت یہ ہے کہ اے نبی ہمنے تیرے واسطے وہ بی بیان حلال کین جنکا تونے مہر دیا ہے اور جنکا مالک تیرا داہنا ہاتھ ہوا ہے۔ کفار کے اوس مال سے جو خدا تیرے اوپر پھیر لایا ہے اور چچاؤن کی بیٹیان اور تیری خالاؤن کی بیٹیان وہ جنھون نے تیرے ساتھ وطن چھوڑا ہے اور حلال کی عورت ایمان والی اگر نبی کے واسطے اپنی جان بخش دیوے اپنے بغیر مہر کے اگر نبی یہ ارادہ کرے کہ اوسکو خالص اپنے واسطے نکاح کرے سوا اور مسلمانون کے (سورۂ ۳۳ و ۴۹ شہنشاہ محمد اکبر نے جو علماء کی باتون کو تعین نہین کرنا چاہتا تھا ایکدفعہ عالمون کی جماعت مین جو بدفعات

اوسکے عہد مین مذہبی معاملات پر بحث کرنے کے واسطے مقرر ہوئے تھے یہ مسئلہ پیش کیا کہ
ایک مرد کتنی عورتین نکاح مین لا سکتا ہے مفتیون نے جواب دیا کہ نبی نے چار کی تعداد مقرر
کردی ہے نکاح کرو تم جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار (سورۃ النساء ۴
۳- بادشاہ نے کہا کہ مین نے آپ کو چار پر محدود نہین رکھا ہے اور شیخ عبد النبی نے
مجھسے کہا کہ ایک مجتہد کی ۹ جورو ان تھین مجتہد موصوف یعنے ابن ابی لیلا اوس تعداد
کو جسکا جواز قرآن سے ثابت ہوتا ہے اسطرح شمار کرتا تھا ۲ + ۳ + ۴ = ۹ بعض علماء
اس طریق سے گنتے تھے - ۲ + ۲ و ۳ + ۳ و ۴ + ۴ = ۱۸ بادشاہ یہ چاہتا تھا کہ جماعت
اس معاملہ کا تصفیہ کرے پھر ۲) یعنی مزمل کی ۲ آیت کا یہ مضمون ہے "کھڑا رہا کر رات کو
مگر تھوڑا ایک حدیث سے جو عائشہ سے پہونچی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سورہ کی اخیر
آیت ایک برس بعد نازل ہوئی تھی جس سے نماز مین بہت آسانی ہوگئی تھی"
"اور اللہ چاہتا ہے رات کو اور دن کو اون نے جانا کہ تم اوسکو پورا نہ سکو گے تو
معاف بھیجی تمپر سو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن سے" - (۵ و ۲۰) مثال ایسی آیت کے جو
منسوخ ہے مگر کوئی دوسری آیت اوسکی ناسخ موجود نہین صرف اجماع اوسکے نسخ پر متفق
ہے یہ ہے زکوۃ جو ہے سو حق ہے مفلسون کا اور محتاجون کا اور اس کام پر جانے والونکا اور
سب کے دل اسلام کی الفت رکھتے ہین" (سورۂ توبہ ۹ و ۶۰) اخیر فقرہ یعنے جنکے دل
اسلام کی تفسیر رکھتے ہین اب منسوخ ہے (تفسیر حسینی صفحہ ۲۱۶) جو لوگ اول دشمن تھے اور
بعد کو وہ دوست ہوگئے تھے اونکے تالیف قلوب اور ایمان کی پختگی کے واسطے محمد صاحب
مال غنیمت سے بہت کچھ دیا کرتے تھے - لیکن جب اسلام پھیل کر خوب قوی ہوگیا تو
عالمون نے یہ اتفاق کیا کہ ایسی کارروائی کی ضرورت نہین ہے اور کہا کہ یہ حکم
منسوخ ہوگیا ہے - اور آیات جو منسوخ ہین اون مین رمضان کے روزے

اِس قرآن مین فرق سمجھنا سراسر خطا ہے اور مخالفون کا یہ اعتراض کہ قرآن اگر غیر مخلوق ہے تو دو ازلی ذات کا وجود لازم آویگا فضول ہے کیونکہ اسکا جواب اسطرح دیا جاتا ہے کہ یہ وہ بزرگ قرآن ہے جو لوح محفوظ پر لکھا ہے (سورہ ۵۶-۷۶) اسکے ثبوت مین ایک حدیث بھی پیش کیجاتی ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ خدا نے اپنے ہاتھ سے توریت لکھی اور اپنے ہاتھ سے آدم کو بنایا اور قرآن مین بھی الواح توریت کی نسبت جو موسے کو ملی تھین یہ فرمایا کہ ہمنے اوسے ہر معاملہ کے باب مین الواح توریت پر نصیحت لکھدی اِس سے یہ دلیل لاتے ہین کہ خدا نے اگلے نبیون کے ساتھ ایسا کیا تو ہمارے نبی جو آخر الزمان اور خاتم النبیین تھے اوسکے ساتھ اور قرآن شریف کے ساتھ کیا کچھ نکریگا اِس عبارت کی کہ قرآن غیر مخلوق ہے صحیح تعریف سمجھنی آسان نہین لیکن اوسکی تعریف اسطرح پر ہے کہ کلام اِس حیثیت سے کہ خدا کی ذات مین ہے کلام نفسی ہے یعنے ایسا کلام ہے کہ غیر مکتوب و ازلی ہے اجماع اُمت سے اور احادیث سے اور اوزہیون سے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ خدا کلام کرتا ہے پس کلام نفسی ازل سے ہے لیکن مجرد الفاظ اور طرز عبارت اور فصاحت خدا نے پیدا کی ہے یعنے مخلوق ہے علی ہذا القیاس ترتیب اور معجزہ ہونے کی حیثیت سے ہے یہ بیان ذرہی معقول معلوم ہوتا ہے اگرچہ بعض علماء کے عقیدہ مین الفاظ بھی ازلی ہین ہر مسئلہ نسخ اس خیال کے مناقض ہے لیکن یہ بھی تقدیر الٰہی مین ازل سے تھا حالات کے اقتضاد سے نسخ کی ضرورت ہوئی لیکن وہ حالات اور نیز آیات منسوخہ ازل سے اوسکی مشیّت مین تھین قرآن جو ایک ایسی کتاب ہے جسکا پڑھنا غیر مسلمان کو ناگوار ہے اوسکی تفسیر پر لحاظ کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے لیکن باانیہمہ کروڑون آدمیون کے خیالات اُسکے پڑھنے پر بدل مصروف تھا اور ہین قاہرہ اور استنبول اور وسط الشیاء اور ہندوستان کے مدارس مین ہزارون سر گرم

لبا و اسی مضمون پر جسکا مین بیان کر رہا ہون سعی کر رہے ہین اور بہت قریب ہے کہ جب
کتاب کی وہ اسقدر تعظیم کرتے ہین اوسی کی تعلیم دینگے لیکن اوس کتاب کے سخت احکام
و خارجی اوصاف سے ظاہر ہے کہ اسکی تعلیم سے چاہین کہ عقلمند ہو جاوین تو محض عبث ہے
بلکہ مغرور اور متکبر ہو جاتے ہین اور اور مذہبون سے نفرت کرنے لگتے ہین تسپر بھی اوسکے
عجیب ہونے مین شک نہین کیونکہ بارہ سو برس سے زیادہ ہو چلے کرورون کو خواہ وہ
وسط ایشیاء کے میدانون کے رہنے والے ہون یا ہندوستان مین یا بحیرہ روم کے
کنارون مین رہتے ہون اسلام پر قائم رکھتی ہے ہمتونکو تازہ کرتی ہے مصیبت و بلا وہی
مین تسکین دیتی ہے نورانی اور ایرانی عربی اور حبشی سب اوسکے پڑہنے اور جملونکو سیکھنے مین
و واضح فقرون کو روزمرہ پڑہتے ہین اور جیسا اونکے بزرگون نے اوسکے پہلے کیا تھا
ویسا ہی وہ بھی اونھین الفاظ مین دعا مانگتے ہین اور عبادت کرتے ہین —
اول خدا کی وحدانیت دوسرے قرآن ۔ عام اس سے کہ مسلمان کسی نسل یا قوم کا ہو اور
کوئی زبان کیون نہ بولتا ہو لیکن عربی سیکھنے اور نماز مین قرآن سے پڑہنا ضرور ہے —
دوسرا مضمون قابل لحاظ احادیث ہین جنھین علم اصول کی دوسری شاخ سمجھنا چاہیے
محمد صاحب نے جو کچھ کیا اور کہا یعنی سب قول و فعل احادیث مین منضبط ہین ۔ ہر مسلمان
چاہے جس فرقہ کا ہو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کا ہر قول و فعل خدا کی ہدایت سے تھا ۔ حدیث
کے الہام کا طریق وحی قرآنی سے مختلف ہے ۔ وحی قرآن لفظاً لفظاً نازل ہوتی تھی آپ
اوسمین کچھ تصرف نہین کر سکتے تھے اور آپ کے قول جو مجموعہ احادیث مین مندرج ہین
وہ لفظ بلفظ نہین نازل ہوتے تھے بلکہ الہام سے اوسکے مطالب آپ پر منکشف ہو جاتے
تھے اور آپ اونھین اپنی زبان و محاورہ مین لوگونکو سنا دیتے تھے باینہمہ اس الہام
کی حقیقت مین بھی کچھ شک نہین ہے اس اعتقاد سے قرآن کے بعد احادیث کا مرتبہ ہے

اور احادیث دراصل اوسکا ضمیمہ مین ہین اونسے نہ صرف قرآن کے مطالب معلوم
ہوتے مین بلکہ بجاسے خود ایسی اصل ہے جس سے استخراج مسائل کیا جاتا ہے اورجبتک
اس حد کو نہ پہونچے ہر حدیث کو بجاے خود معتبر تسلیم کرنا ایسا امر ہے کہ اوسکی نسبت صاف
یہی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ احادیث کو بعینہٖ سہے اور بہلے ایسی راے قائم کرنی درست نہین
یعنے احادیث کو پڑھکر تحقیق کے قواعد معینہ سے جب تک اوسکی صحت کا یقین نہوے
تسلیم کرنا معتبر نہین ہے مسلمانون کے علوم دینیہ مین احادیث کی تحصیل ایسی ضرورہے
کہ علم الصول یعنے علم تفسیر مین اوسے بھی داخل کیا ہے اسواسطے اوسکا کچھ بیان لکھنا
اس باب مین ضرورہے پہلے چار خلیفون کو خلفاء راشدین کہتے مین یعنی وہ لوگ جو اورونکو
حق کی ہدایت کرین وہ نبی کے دوست اور اصحاب تھے اورجب کبھی کسی مسئلہ مین شک
پڑتا تو مومن اونھین سے رجوع کرتے تھے نبی نے صاف کہدیا تھا کہ لوگ اپنے دلون
پر اسلام کو منقش کرلین اسی سبب سے آپ کی باتون کو لکھنا نہین چاہتے تھے۔
چونکہ کسی بحث مین آپ کے قول سے زیادہ کوئی دلیل موثر نہین ہوسکتی تھی ایسا دروازہ
کشادہ تھا جس سے جعلی حدیثین مضمون پر وضع ہوسکتی تھین اسکی انسداد کو بہت سے
سخت قاعدے وضع ہوئے جسکے عنوان پرنبی کا قول جو خود ایک حدیث ہے لکھا گیا۔
جب تک کہ خوب یقین نہ جانو کہ یہ میری بات ہے تب تک اوسے اورون کو مت
سناؤ اور جو کوئی قصداً میرے نام سے کوئی بات بناتا ہے اوسکا ٹھکانا سواے آگ
کے اورکہین نہین ہے۔ اس قاعدہ کے مزید استحکام کے واسطے یہ بھی مقرر کیا ہے
کہ حدیث کا راوی اوس حدیث کی سند یعنی سلسلہ روایات نبی تک پہونچا دے یعنی اسطرح
کہ مین نے اس حدیث کو فلان سے سنا اور اوس نے فلان سے اور اونسے اوس سے
تاآنکہ یہ سلسلہ نبی تک پہونچے اسنا دکیواسطے یہ ضرور ہے کہ اوسکا ہر راوی نیک چلنی اور حافظہ

ہین مشہور ہو مگر اس سے بھی بندش کافی نہو سکی اور بقیہ ہی جعلی حدیثین علانیہ، رواج پا گئین۔ اسواسطے چند اشخاص نے آپ کو اس کام پر مسلط کیا کہ ان جعلی حدیثون کو جنھون نے دوسری صدی ہجری مین سخت خرابی اسلام مین ڈال دی تھی چھانٹ کر خارج کردین جن شخصون نے یہ کام کیا تھا انھین محدثین یا حدیث کے جمع کرنے والے کہتے ہین سُنّی اور وہابی اونکو مانتے ہین اور اونکے مجموعہ کو صحاح ستہ یعنی چھہ صحیح کتابین کہتے ہین جنکی تفصیل اسطرح ہے ۔

(۱) صحیح بخاری۔ ابوعبد اللہ محمد ابن اسمٰعیل متوطن بخارا کے نام سے مشہور ہے ۱۹۴ھ مین پیدا ہوئے تھے میانہ قد اور کمزور جسم کے آدمی تھے اور عہد طفولیت مین محض نابینا تھے باپ کو اونکے نابینا ہونے کا اثر صدمہ رہتا تھا ایک روز اونھون نے خواب مین دیکھا کہ ابراہیم آئے ہین اور کہتے ہین کہ خدا نے تیرے بیٹے کو بینائی بخشی ہے ۔ اسطرح سے بینائی پاکر دس برس کی عمر مین داخل مدرسہ ہوئے اور احادیث حفظ یاد کرنی شروع کین جب انکی تحصیل تمام ہوچکی تھی ایک نامی محدث داخلی نامی اتفاقاً وارد بخارا ہوئے ایک روز اس نوجوان بخاری ابوعبد اللہ نے محدث موصوف پر کچھ جرح کیا ہر چند بڑے کے سامنے وہ جرح داخل بے ادبی تھا لیکن اوسی کا کہنا صحیح نکلا اور اوسیوقت سے بخاری موصوف احادیث کی تحقیق اور فراہمی پر مستعد ہوگئے سولہ برس کی عمر مین ۱۵ ہزار احادیث یاد کرلین رفتہ رفتہ ۶ لاکھ حدیثین جمع کرلین اور نتیجہ تحقیق و تدقیق کا یہ ہوا کہ ۷ ہزار ۲ سو ۷۵ حدیثین صحیح معلوم ہوئین صحیح بخاری مین جو اونکی تالیف سے بہت بڑی کتاب ہے یہ سب حدیثین مندرج ہین کہتے ہین کہ اول وضو کرکے ۲ رکعت نماز پڑھتے تھے پھر حدیث کی تحقیق کرنے بیٹھتے پھر اور پھر یہ کہتے تھے ای میرے رب عادل سے محفوظ رکھو سولہ برس کامل ایک مسجد مین رہے اور کمال عزت و توقیر سے ۶۲ برس کی عمر مین قضا کی ۔

(۲) صحیح مسلم - مسلم ابن حجاج خراسان کے ایک شہر نیشاپور مین پیدا ہوئے تھے انھون نے ۳ لاکھ حدیث جمع کی - کہتے ہین کہ یہ بڑے راستباز آدمی تھے اور جو کوئی اون سے کچھ پوچھتا تو خوشی سے بتاتے تھے درحقیقت یہی عادت اونکی موت کا موجب ہوئی چنانچہ ایک روز حسب معمول مسجد مین بیٹھے تھے کہ چند آدمی کوئی حدیث پوچھنے آئے اونھون نے اوسے اپنی کتابون مین ڈھونڈھا لیکن جب نہ ملی تو اپنے گھر اوسکی تلاش مین گئے وہان پر وہی لوگ چھوارہ کی ٹوکری اونکے پاس لیگئے شیخ موصوف چھوارے کھاتے جاتے تھے اور حدیث ڈھونڈھتے جاتے تھے لیکن بدقسمتی سے اسقدر کھا گئے کہ اوسی سے قضا کی (۲۶۱ھ ہجری

(۳) سنن ابوداود - ابوداود سجستانی متوطن سیستان ۲۰۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے یہ شخص بڑا سیاح تھا اور جہان جہان مسلمانون کے دار التعلیم تھے وہان گیا تھا علم احادیث ور دینداری اور اتقا مین بے نظیر تھا اسنے ۵ لاکھ حدیثین جمع کین جنمین سے ۴ ہزار ۸ سو اپنی کتاب مین درج کین -

(۴) جامع ترمذی - ابوعیسیٰ محمد ترمذی ترمذ مین ۲۰۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے یہ بخاری کے شاگرد تھے ابن خلقان کہتا ہے کہ یہ کتاب بڑے ذی علم کی تصنیف ہے اور سنت مین ضرب المثل ہے (لغات الرجل جلد ۲ صر ۶۷۹)

(۵) سنن نسائی - ابوعبدالرحمٰن نسائی شہر نسار واقع خراسان مین ۲۱۴ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۳۰۳ھ ہجری مین وفات پائی بڑی خوبی اونمین یہ تھی کہ ہمیشہ ایک دن کی فصل سے روزہ رکھتے تھے اور اونکی چار جوروان اور بہت سے غلام تھے انکی کتاب بڑی معتبر سمجھی جاتی ہے اونکی موت کا حال قابل افسوس ہے - انھون نے علی کے اوصاف مین آیات کتاب تالیف کی تھی چونکہ دمشق کے لوگ اوس زمانہ مین خارجیون کی بیدینی کی طرف مائل تھے عبدالرحمٰن نے چاہا کہ وہان کی مسجد مین اپنی کتاب سناؤن تھوڑاہی پڑھنے پائے تھے

کہ ایک آدمی نے اوٹھکر پوچھا کہ علی کے جانی دشمن معاویہ کی تعریف مین کچھ جانتے ہوا ونھون نے کہا نہین اِس جواب سے لوگ بہت غصہ ہوئے اور اسقدر زدوکوب کی کہ تھوڑی دیر کے بعد دم نکل گیا۔

(۶) سنن ماجہ۔ ابن ماجہ عراق مین ۲۰۹ہجری مین پیدا ہوئے اونکی کتاب مین ۴ ہزار احادیث ہین۔

شیعہ اِن کتابون کو نہین مانتے اور بجاے اسکے پانچ کتابین اپنے مفید قائم کرتے ہین(۲) اونکی کتابین بہت مدت بعد کی ہین اور اسمین شک نہین کہ اونکی اخیر کتاب ۵۰۰ہجری کے بعد تالیف ہوئی وہ عقیدہ جس سے احادیث کی وقعت کا حال بھی معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ خدا کے تخت کے سامنے ایک لوح محفوظ رکھی ہے جسپر سب ہونے والی باتین اور جو کچھ انسان کے دل مین آتا ہے اور آوے گا وہ سب صاف تحریر مین لکھا ہوا موجود ہے جبرئیل کی وساطت سے نبی کو لوح محفوظ کی باتین معلوم ہوتی رہتی تھین اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نبی کا کلام خدا کا کلام تھا اسلام کے چار بڑے فقیہون مین احمد بن حنبل احادیث کے نہایت مشہور جامع تھے کہتے ہین کہ اونھین دس لاکھ احادیث سے کم یاد نہین تھین جنمین تیس ہزار حدیث سے اپنے اجتہاد مین کام لیا ابو حنیفہ جو صرف ۱۸ حدیثون کو معتبر جانتے تھے اونھون نے ایسا مسلک قائم کیا جو آجتک تمام مسلمانون مین نہایت قوی

---

(۱) یہ شخص بڑا معتبر محدث گذرا ہے اور تمام عالم مین جو احادیث کے تعلق مین کامل مہارت رکھتا تھا ابن خلقان جلد ۲ ص ۲۸۰

(۲) شیعون کی پانچ معتبر کتابین یہ ہین کافی جسے ابو جعفر محمد نے ۳۲۹ہجری مین جمع کیا من لا یحضرہ شیخ علی نے ۳۸۱ ہجری مین تہذیب اور استبصار شیخ ابو جعفر محمد نے ۴۶۶ ہجری مین نہج البلاغت سید رضی نے ۴۰۶ ہجری مین۔

ہے مگر سب حنفی اور نیز اور مسلمان احادیث کے چھوٹی مجموعون کو منجانب اللہ اور الہامی جانتے ہین اونسے بہت سے مطالب نکلتے ہین اور قرآن کی تفسیر ونھین سے ہوتی ہے نبی کا حلیہ اور اونکے عقلی اور دینی اوصاف اونکے افعال اور ارادے سب حدیثون مین جا بجا مذکور ہین مذہبی اعتقاد کی باتین بہت سی احادیث پر مبنی ہین اور مسلمانون کی بہت سی رسوم دینی اونھین سے معلوم ہوتی ہین - جو شخص مدت تک مسلمانون سے ربط و ارتباط اور راہ و رسم نہ رکھے اوسے یہ تحقیق بہت دشوار ہے کہ اونکے چلن رویہ اور ارادے کسقدر احادیث پر مبنی ہین یعنی بغیر مدت کے راہ و رسم کے یہ جاننا دشوار ہے کہ کونسی باتون مین مسلمانونکا عمل حدیث پر ہے حدیثون کا فائدہ بیان کرنے کے بعد تھوڑی سی تفصیل اون قواعد کی لیجاتی ہے جو حدیثون کے واسطے وضع ہوئے ہین - مصنفون کی تحقیق مین جزوی فرق ہے کوئی کسیطرح تقسیم کرتا اور کوئی کسیطرح لیکن بیان مندرجہ ذیل محمدیون کی معتبر کتاب سے لیکے اخذ کیا ہے - جو کچھ نبی نے فرمایا ہو اوسے حدیث قولی اور جو کچھ کیا ہو اوسے فعلی کہتے ہین اور جو کام لوگون نے نبی کے سامنے کیا ہو اور آپ نے اوسے منع نہ کیا ہو وہ حدیث تقریری ہے پس کل احادیث اول دو قسم پر منقسم ہو سکتی ہین

اول حدیث متواتر وہ ہے جسکی صحت مین کچھ کلام نہ ہو اور اوسکی اسناد یعنی راویون کا سلسلہ متواتر اور مکمل ہو اور جو اوصاف محدث کو ضرور ہین وہ سب اون راویون مین پائے جاتے ہون علما کہتے ہین کہ اس قسم کی احادیث بہت تھوڑی رہ گئی ہین مگر اکثر کا اتفاق ہے کہ حدیث مندرجہ ذیل اسی قسم مین سے ہے - الاعمال بالنیات - کامون کا مدار نیت پر ہے

سلہ اگر اسناد صحیح ہو تو نقص معنوی حدیث کی صحت پر چندان اثر نہین رکھتا چنانچہ ایک قول اسی بات مین یہ ہے مثلاً شافعی نے بسند مالک کے روایت کی ہو اور مالک نے نفع سے اور نفع نے ابن عمر سے تو اسناد کامل ہو گی -

مثلاً کوئی آدمی روزہ رکھے لیکن نیت نہ ہو تو اس روزہ کا کچھ ثواب نہ ہوگا

دوسری حدیث احاد۔ عقلاً متواتر کے بعد اسکا مرتبہ ہے لیکن از روے عمل دونون برابر ہین

حدیث احاد بھی دو قسمون پر منقسم ہے۔

(۱) صحیح وہ ہے کہ اوسکے راوی پرہیزگار و نفس کشی کرنے والے اور اچھے حافظہ والے اور عیب سے محفوظ اور اپنے ہمسایون سے صلح رکھنے والے ہون۔ مدارسہ میںکہ وہ حدیث صحیح ہین جنکی تفصیل نیچے ہوگی اگرچہ اونکے اعتبار مین اونکے روایات مین فرق ہے۔

مین اونھین اونکی وقعت کے لحاظ سے ترتیب دیتا ہون صحیح حدیثین وہ ہین جو بخاری اور مسلم کے مجموعہ مین ہون یا دونون مین سے کسی ایک کے مجموعہ مین ہون یا اگر ان دونون مشہور محدثون مین سے کسی کی کتاب مین وہ حدیث مذکور نہ ہو تو چاہئے کہ قاعدے کے موافق کسی دوسری حدیث کے مخالف یا سوئد ہو یا کسی معتبر جامع کے قاعدون کے موافق نقصان سے محفوظ ہو ہر قسم کی حدیث کا جداگانہ نام ہے۔

(۲) حدیث حسن۔ اس قسم کے راوی وہ ایک اوصاف مین اول الذکر کی برابر وقعت نہین رکھتے ہین لیکن از روے عمل یہ بھی اوسکی برابر سمجھنی چاہیے (نور الہدایہ صرف ۵) فقط قسم کے لحاظ سے اسکا مرتبہ دوسرا ہے ان نامون کے ساتھ کچھ الفاظ اصطلاحی ہین جو راویون کے اوصاف ذاتی سے مثل اسناد وغیرہا کے متعلق ہین اونمین سے بعض کا بیان اس جگہ ہے

(۱) حدیث ضعیف۔ وہ ہے کہ اوسکے راویون کے اوصاف عیب سے خالی نہون اور اور حافظہ خراب ہو یا اس سے بھی بدتر ہون یعنی بدعت کے عادی ہون کہ یہ ایک ایسا امر ہے جو اس زمانہ کی طرح اوسوقت بھی ہر سچے مسلمان کی نگاہ مین سخت گناہ تصور کیا جاتا تھا اسپر سب متفق ہین کہ حدیث ضعیف چندان وقعت نہین رکھتی ہے لیکن حدیثون کے ضعف اور عدم ضعف مین سب کا اتفاق نہین ہے۔ ایسی حدیث کو بعض ضعیف کہتے ہین اور بعض نہین کہتے ہین

(۲) حدیث معلق وہ ہے جسکا اسناد کہین ٹوٹ گیا ہو - جو اسناد تابع سے شروع ہو (اصحاب کے بعد جو لوگ ہون وہ تابع کہلاتے ہین) اوسے مرسل کہتے ہین - حدیث مرسل مین ایک سلسلہ کی کمی ہوتی ہے اور اگر پہلا سلسلہ کسی حدیث کا تابع کے بعد شروع ہو تو اوسکا ادنیٰ نام ہے (۳) وہ حدیثین ہین جنکے متفرق نام ہین یا تو اس سبب سے کہ اوسکے راوی نے اپنے امام کے نام کو پوشیدہ رکھا ہے یا جہانتک راویون کا اتفاق نہین یا کسی حدیث مین راوی نے اپنی طرف سے کچھ الفاظ ملا دیے ہون یا یہ ثابت ہو کہ وہ راوی دروغگو یا خاطی یا سہو کرنے والا ہے لیکن مین ہر ایک کی مزید تفصیل اور تعریف کو غیر ضروری سمجھکر قلم انداز کرتا ہون کیونکہ اس قسم کی کوئی حدیث اتنی وقعت نہین رکھتی ہے کہ اوسپر کوئی مسئلہ قائم کیا جاوے - عام قاعدہ جو سب کے نزدیک مسلم ہے یہ ہے کہ کوئی صحیح حدیث مخالف قرآن نہین ہو سکتی - حدیث کی وقعت کا حال باب سبق مین مذکور ہے اس حدیث کی وقعت پر قرآن کی تفسیر کا محتاط انتظام موقوف ہے سنیون کے نزدیک قرآن و سنت یعنے خدا کا کلام جو بلا واسطے کسیکے پہونچا اور وہ کلام جو نبی کے واسطے سے پہونچا ہو دونون اسلام کی بنیاد بلکہ عین اسلام ہین زمانۂ حال کے جو لوگ اس طریق کی بڑی تعریف کرتے ہین وہ اس بات پر لحاظ نہین رکھتے ہین -

---

ف ۱ نور الہدایہ جو شرح وقایہ کا ترجمہ ہے اوسمین ان سب باتون کا مفصل بیان موجود ہے ۱۲ -

تیسرا باب

فریق اسلام

عموماً یہ گمان ہے اگرچہ اوسکے نادرست ہونے مین شک نہین کہ محمدیون کے مذہب مین وضعی باتین نہین ہین اور علماء مین کمال اتفاق ہے۔ اس باب مین بتانا چاہتا ہون کہ بعض باتون مین جو اصول ایمان سے ہین بڑے بڑے فرقون مین کس قدر اختلاف ہے اور اوسی اختلاف کے سبب سے اونکی عبادت وغیرہ کے طریقے مخصوص اور جدا ہین البتہ بہت سی باتین متفق علیہ بھی ہین جنھین سے بعض کا بیان باب اول اصول اسلام مین ہوچکا ہے۔

اوسی باب مین یہ ذکر ہوچکا ہے کہ مسلمانون کے سب فرقے ایمان کے ضروری اصول پر متفق نہین ہین۔ سُنی اور وہابی دونون ایمان کے چار اصول مقرر کرتے ہین اور شیعہ اون سب حدیثون سے جنھین سُنی اور وہابی معتبر کہتے ہین منکر ہین۔ سُنیون کے عقائد و مسائل کا مفصل بیان باب مابعد مین ہوگا۔ اسی سبب سے باب ہذا مین سُنی فرقہ کا ذکر بالکل قلم انداز کیا ہے۔

پہلا تفرقہ اسلام مین ایک خانہ جنگی کے سبب سے ہوا تھا۔ اوس لڑائی کا حال اسقدر مشہور ہے کہ اس جگہ اوسکی تفصیل کی ذری ضرورت نہین ہے۔ محمد صاحب کے داماد حضرت علی شیعون کے چوتھے خلیفہ تھے۔ کہتے ہین کہ ابتدائی مسلمانون مین آخری اور سب سے لائق یہی تھے۔ جنھین مذہبی سرگرمی سے حضرت کی صحبت نے معمور کردیا تھا اور جو مرتے دم تک سیدھے سادے طور پر حضرت کی متابعت پر کمربستہ رہے اونھون نے

اپنے نبی کے کمال اتباع اور جبلی خوبیون سے پچھلے لوگون کو تعجب مین ڈال دیا ہے۔ باہم
سخت مخالفت پیدا ہوئی اور علی کوفہ کی مسجد مین مقتول ہوئے۔ مورخین فریقین کے مخالف
بیانات سے کل واقعات کی نفس حقیقت دریافت کرنی آسان نہین لیکن علی العموم یہ گمان
کیا جاتا ہے کہ علی کے قتل کے بعد اونکے بیٹے حسن نے اپنے باپ کے ہمسر یعنی معاویہ کی خاطر
سے دعوے خلافت چھوڑ دیا تھا حسن کو آخرکار اونکی جورو نے زہر دیدیا تھا کہتے ہین کہ
اوسے معاویہ نے بہکایا تھا کہ اگر تو زہر دیدے تو تیرا عقد اپنے بیٹے یزید کے ساتھ کردونگا
مگر اس سے بھی زیادہ خوفناک واقعہ ہنوز پیش آنے والا تھا۔ یزید جو اپنے باپ کے بعد
اوسکے تخت پر بیٹھا تھا نہایت عیاش اور بد دین آدمی تھا کوفہ کے لوگون نے اوسکی حرکات
سے ناراض ہوکر علی کے بیٹے حسین کے پاس اپنے ایلچی اس غرض سے روانہ کئے کہ خلافت
اختیار کرین حسین کے ہواخواہون نے کوفہ کے لوگون کو سرکشی پر آمادہ کرکے اور اپنی
حرکات سے اپنے ارادون کا اظہار کرکے حسین کو بے سود خلافت کی رغبت دلائی۔ بری گھڑی
مین حسین چھوٹا سا گروہ ۳۲ سوار اور ایک سو پیادون کا ہمراہ لیکر جانب کوفہ روانہ ہوئے
جب کربلا کے میدان مین پہونچے تو دیکھا کہ تین ہزار سپاہی راستہ گھیرے پڑے ہین تو
حسین نے کہا کہ ہم چند آدمی ہین اور دشمن قوی ہے مین موت پر آمادہ ہون مگر مین تمھین عہد رفاقت
سے بری کرتا ہون اور اجازت دیتا ہون کہ جو لوگ چاہین مجھے چھوڑ کر چلے جاوین لوگون نے
یہ جواب دیا کہ اے بیٹے رسول اللہ کے کہ اگر ہم آج تجھے تیرے دشمنون کے ہاتھون مین
چھوڑ دین تو محشر کے روز تیرے نانا کو کیا جواب دینگے غرضکہ یہ جوانمرد ایک ایک کرکے دشمن
کے ہاتھ سے تہ تیغ ہوئے صرف حسین اور اونکا ایک کم عمر لڑکا باقی رہگیا۔ درماندگی اور تشنگی سے عاجز ہو
حسین زمین پر بیٹھ گئے دشمن پاس آگئے لیکن کسیکی جرات نہ پڑی کہ نبی کے نواسہ کو قتل
کرے۔ بچہ کے کان مین ایک تیر ایسا آکے لگا کہ جان نکل گئی حسین نے غمگین دل

ست جب اپنے بچہ کی نعش کو بتہ پر رکھا تو صبر کرکے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور پھر جب فرات سے پانی پینے کو جھکے تو دشمن نے موقع پاکر تیر برسائے تاآنکہ ایک تیر دہن مین لگا۔ کچھ عرصہ تک جوانمردی سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آخرکار جب زخمون سے بدن چور ہوگیا تو زمین پہ گر پڑے۔ سنی اور شیعون مین اب کامل تفرقہ ہوگیا محرم مین جو رسوم ہوتے ہین وہ انھین واقعات پر دلالت کرتے ہین اور عناد باہمی قائم رہتا ہے۔ اور یہ سمجھنا سراسر غلطی ہے کہ شیعو سنیون مین فرق صرف خلافت کی بحث ہے ملکی تنازعہ قطع نظر کرکے اگر دیکھا جائے تو دین کی باتون مین سنیون سے سراسر مختلف ہین شیعون کا اصل اعتقاد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے علی مرتضی اور اونکی اولاد مستحق خلافت تھی۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ امام کا اتباع خاص مذہبی فرض ہے۔ اس سے بعض عجیب مسائل نکلتے ہین امامت کی بحث بہت بڑی ہے امام عربی لفظ ہے جسکے معنی پیشوا بنانے کے ہین اب امام کا لفظ بمعنی ہادی اور پیشوا کے ہے اسی معنی سے محمد صاحب کو اور نیز اونکے خلفا کو تمام امور دینی و دنیاوی مین امام سمجھتے ہین۔ چار بڑے فقیہون کو صرف امور دینی مین پیشوا اور امام کہتے ہین لیکن ہماری بحث اس جگہ اول معنی سے ہے اور اوسی معنی مین اوسکا استعمال قرآن مین بھی ہوا ہے جسوقت ابراہیم کو اوسکے رب نے کئی باتون سے آزمایا تو وے اوسمین پورا کیا تو خدا نے کہا کہ مین تجھے لوگون کے واسطے امام کرنے والا ہون۔ بولا۔ اور میری اولاد سے تو خدا نے کہا کہ میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچیگا۔ (سورہ بقر آیت ۲۴) اس آیت سے دو مسائل ثابت ہوتے ہین اول یہ کہ امام خدا کی طرف سے مقرر ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ تھا تو ابراہیم نے یون کہا اور اولاد میری سے۔ دوسرے امام معصوم یعنے گناہ سے پاک ہوتا ہے کیونکہ خدا نے صاف کہدیا ہے کہ میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچیگا۔

امامت کی اول بحث اون ۱۲ ہزار آدمیون سے شروع ہوئی تھی جنھون نے صفین کی لڑائی

(۷۵۷) کے علی سے بغاوت اختیار کی تھی - علی نے اوس بحث کو جو اون کے اور معاویہ کے درمیان ہوئی تھی جماعت کے تصفیہ پر چھوڑ دیا تھا چند سال کے بعد علی نے اون سب آدمیون کو برباد کر دیا تھا - بعض اون مین سے جو بچ رہے وہ اطراف وجوانب کو بھاگ گئے اور آخر کار اون مین سے عمان مین آباد ہوئے - جہان اونھون نے اپنے عقائد کی تعلیم کی - رفتہ رفتہ مدت کے بعد عمان کے لوگون کا یہ مذہب ہو گیا کہ امامت کوئی موروثی چیز نہین ہے بلکہ پسند پر موقوف ہے اور بعد تقرر کے بھی اگر امام سے کوئی بدچلنی سرزد ہو تو خارج ہو سکتا ہے - عبد اللہ ابن عباد شیعہ مین بڑا زبردست واعظ گذرا ہے اوسی سے فرقۂ عبادیہ کی ابتدا ہے نتیجہ اس تعلیم کا یہ ہوا کہ امام عمان کی حکومت اور قوت مستقل ہو گئی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبادیہ فرقہ والے بغداد کے سنی خلیفون سے ہمیشہ علٰحدہ اور خود مختار رہے اور اسی سبب سے سلطان ترک کی متابعت سے آپ کو آزاد سمجھتے ہین شیعون سے علی کی اور اونکی اولاد کی خلافت کے باب مین مختلف الرائے ہین جو شخص ان معاملات کو بغور دیکھنا چاہتا ہے وہ ڈاکٹر بڈگر صاحب کی کتاب سادات عمان مین کل مضمون کی تفصیل پاویگا - اوسی زمانہ سے اون سب فرقون کو خارجی کہتے ہین جو امام کی ضرورت کے معترف ہین اگرچہ اوس مسئلہ کے کل جزئیات مین مختلف ہین - خارجیون کی اس بیدینی کے نقیض ہین شیعون کا وہ مسئلہ ہے جسے وہ عین شرع کا مسئلہ کہتے ہین شیعون کا یہ عقیدہ ہے کہ امامت صرف علی کے خاندان مین قائم رہنی چاہیے - اور امام کی اطاعت دین مین لازم ہے - علی کے اور اونکے بیٹون کے درد انگیز واقعہ نے اونھین عجیب ثمرہ دیا - جب شیعہ اپنے امامون کی موت کی تکلیفین یاد کر کے رنجیدہ ہوتے تھے تو اونھین اس مسئلہ نے جو بہت جلد وضع ہو گیا تھا تسکین بخشی یعنے امامت علی کے خاندان مین رہنی چاہیے اسیطرح ایک حدیث کا مضمون ہے کہ نبی نے فرمایا "جسکا مین مالک ہون

اسکا علی بھی ہے" ابن عباس ایک صحابی سے روایت ہے کہ مینے نبی کو کہتے سُنا ہے
جو میرے نام سے مُنکر ہے وہ خدا سے مُنکر ہے اور جو علی کے نام سے مُنکر ہے وہ میرے
نام سے مُنکر ہے،، فارسی مین ایک گیت بہت مشہور ہے اوس سے پایا جاتا ہے کہ عقیدہ
کس افراط کو پہونچگیا ہے -

اے ذات نہان تیری اوصاف کو کون بیان کرسکتا ہے
تیری ذات کو کون پہچان سکتا ہے
تیرے ہی سامنے ہر آدمی کو سر بسجدہ ہونا چاہئیے
کیونکہ یہ تیرے ہی سبب سے ہے کہ انسان نے احکام الٰہی کو پہچانا

عموماً مسلمانون کا یہ خیال ہے کہ آدم کی پیدائش سے پہلے خدانے اپنے نور سے ایک
شعاع لیکر محمد صاحب کا بدن بنایا اور پھر اوس سے یہ خطاب کیا کہ تو مقبول اور برگزیدہ
ہے مین تیرے گھرانے کے لوگون کو طریق نجات کا ہادی مقرر کرونگا،، محمد صاحب نے
کہا کہ خدانے سب سے اول تیرا نور اور میری روح پیدا کی (الاول اخلق اللہ نوری)
شرح عقائد جامی صہ ۱۴۳) نبی کا جسم کسی مخفی طور پر مدت تک پوشیدہ رہا وقت مناسب پر
خدانے دنیا کو پیدا کیا لیکن وہ نور جس سے خدانے محمد صاحب کو بنایا تھا اوسوقت ظاہر ہوا
جب آپ دنیا مین آئے مسلمانون مین نور محمدی مشہور بات ہے -
کہتے ہین کہ یہ نور چار قسم کا تھا - قسم اول سے خدانے اپنا تخت بنایا - دوسری سے
لوح و قلم بنائے - ایک روایت جو علی سے منقول ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ محمد صاحب
نے فرمایا کہ خدانے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے باقی اور مخلوق کو نور محمدی سے بنایا
ہے (قصص الانبیاء) یہ نور علی پر منتقل ہوا اونسے پھر اور اماموں کہ جو برحق ہین اور فقط وہی
مستحق خلافت نبی ہین پہونچا اونسے روگردانی گناہ ہے اور اونکی متابعت عین دینداری

سے امامت یہ مسئلہ بڑی بحثین اور نہایت تفرقہ پڑ گیا ہے چنانچہ شیعہ کے بے شمار فریق سے ظاہر ہوگا۔ شیعون کے عقائد امامت کی نسبت اونکی الہیات کی درسی کتاب حیات النفس سے یہ ثابت ہوتے ہین۔ امام نبی کا خلیفہ اور آپ کے کل اوصاف سے متصف ہوتا ہے۔ اپنے زمانے کے بڑے عقیلون سے زیادہ عقیل اور عالم اور بڑے پرہیزگارون سے پاکباز اولاد آدم مین عمدہ تر اور سب گناہون سے پاک ہوتا ہے اس سبب سے اوسے معصوم کہتے ہین۔ خدا تعالےٰ دانائی سے دنیا پر حکومت کرتا ہے اسواسطے انبیا کا بھیجنا ضرور ہوا اور امامت کا تقرر بھی اوسیقدر ضرور تھا اسواسطے امام کا مرتبہ نبی کے برابر ہوتا ہے علی نے کہا جو ہی گذرے ہین اون سب کا جلال مجھ مین ہے امام کا حکم خدا کا حکم ہے (حیات النفس) سے نقل کرتا ہون)) امام کا کلام خدا و نبی کا کلام ہے اور اوسکے حکم کی بجا آوری لازم ہے،، امام کی ذات نبی کی ذات کی مثل ہے کیونکہ علی نے کہا کہ "مین محمد ہون اور محمد میرے لئے" غالباً اوس نور محمدی کی طرف اشارہ ہے جو ہر امام مین ہوا کرتا ہے اماموں کے بدلنے سے

ملا شیعون کا دعوی نسبت معصومیت امامون کے رومن کیتھولک سے زیادہ معقول ہے اور وہ یہ ہے۔ اگر کسی شخص یا شخصون کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ وہ خطا و غلطی سے پاک ہے کیونکہ ایک حقیقت کی حفاظت کے واسطے بے شک ایسا عقیدہ ضرور ہے اور سب باتون مین بھی جو اوس مطلب حصول کیلئے واسطے ضرور ہین ایسا ہی عقیدہ رکھنا چاہیئے پس چونکہ حفاظت معارف وحقائق الٰہی کی محض عقل و ذہن سے نہین ہوسکتی اسواسطے خطا و غلطی سے محفوظ ہونا ایک امر لازمی ہے۔ یعنی یہ ضرور ہے کہ خطا کو دخل نہو۔ اور وہ شخص یا اشخاص جن سے خطا و غلطی کو دخل نہو ضرور ہے کہ معصوم ہون پس ضرور ہے کہ امام معصوم کی نگاہ باطن سے گناہ کی قدرت بالکل مسدود ہو +

پاک و لطیف ہوتے کہ اونکا سایہ نہین ہوتا ہے - تمام چیزون کی مبدا و منتہا بھی ہین اماموں کو
پہچاننا عین معرفت الہی ہے - خداے پاک اماموں کو اپنا کلام اور اپنے ہاتھ اور اپنی
نشانیان اور کنز مخفی بتاتا ہے - اور اونکی اوامر اور نواہی کو بلکہ اونکے افعال کو عین اپنے
افعال فرماتا ہے چونکہ امام خدا اور انسان کے درمیان وسیلہ ہوتا ہے اس سبب سے
اوسکا اثر انبیا سے بھی زیادہ ہے کیونکہ خدا کا فضل بغیر اونکی وساطت کے کسیکو نہین
پہونچتا ہے غرضکہ ان فضول دعوون کا ماحصل یہ ہے کہ اماموں کے واسطے آسمان و
زمین کے درمیان نور کا ایک ستون کھڑا ہے جس سے مومنون کے افعال اونھین معلوم
ہوجاتے ہین امام ہمارا پیشوا اور اس دنیا مین خدا کا نائب ہے صرف قرآن ہدایت
کو مکتفی نہین ہے ایک ایسا ہادی جو خطا و سہو سے محفوظ ہو ضرور ہے لیکن ایسی حکمت
و دانائی جو امام کو لازم ہے صرف نبی کی اولاد مین ہوسکتی ہے پس کچھ تعجب نہین ہے جو
بعض صورتون مین علی کی اور اونکی اولاد کی تعظیم خدا کی مانند کیجاتی ہے شیعون کے اصول
مذہبی پانچ ہین اول خدا کی وحدانیت کا یقین جاننا (۲) یہ تسلیم کرنا کہ خدا عادل ہے
(۳) ایمان لانا اسپر کہ سب انبیا خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور محمد صاحب اون
سب مین خاص ہین (۴) یہ سمجھنا کہ محمد صاحب کے بعد علی خلیفہ ہین (۵) علی کی ولاد
مین از حسن تا مہدی دوازدہ امام جو ہین اونھین علی کا خلفا برحق جاننا اور کل صفات
اور مراتب مین سب مسلمانون سے برتر شمار کرنا یہی امامت کا مسئلہ ہے شیعون کے
خاص دو فرقے ہین اسمعیلہ اور امامیہ آخر الذکر دوازدہ امام کے معتقد ہین علی کو پہلا امام
بتاتے ہین آخری امام ابو القاسم کو سمجھتے ہین کہ ہنوز زندہ ہین اور کسی پوشیدہ جگہ مین
رہتے ہین اونکا نام مہدی ہے (مہدی کے معنی ہین ہدایت کیا گیا) مسیح کی مد ثانی پر اونکا
ظہور ہوگا کہتے ہین کہ ۲۵۹ھ ہجری مین بغداد مین پیدا ہوئے تھے اوسکے بعد غائب ہوگئے

جب پیدا ہوئے تھے تو اونکے داہنے بازو پر یہ آیت لوگون نے لکھی پائی قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ تو کہدے کہ اب حق ظاہر ہوا اور باطل غائب ہوگیا تحقیق باطل ایسی چیز تھی کہ ناپید ہو جاوے (سورۂ مزمل ۷، ۱ و ۸۳) جب وہ ظاہر ہوئے تھے تو اونکلیون سے آسمان کی طرف اشارہ کرکے چھینک لی اور یہ کہا کہ الحمد اللہ رب العالمین سب تعریف خدا کو ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ ایک روز کوئی شخص امام حسن عسکری (گیارہوین امام) کے پاس آئے پوچھنے لگا کہ اے نبی کے بیٹے تیرے بعد کون خلیفہ اور امام ہوگا یہ سنکر امام ایک لڑکے کو لے آئے کہ اے شخص اگر تجھپر خدا کی رحمت نہ ہوتی تو وہ یہ لڑکا تجھے ہرگز نہین دکھاتا اسکا نام وہی ہے جو نبی کا ہے اسواسطے وہ اونکا ہمنام یعنے ابو القاسم ہے۔ جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ مہدی ہنوز زندہ ہین وہ کہتے ہین کہ انتہاء عرب کے شہرون مین حکمرانی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اونکی اولاد بھی ہے واللہ اعلم بالصواب نفس حقیقت کو خدا ہی خوب جانتا ہے (روضۃ الائمہ سید عزت علی) دوسرا بڑا گروہ اسمعیلیون کا سواے امامت کے اور سب جزئیات مین امامیہ سے متفق ہے اونکے نزدیک چھٹے امام یعنے صادق کے بعد پوشیدہ اماموں کی خلافت شروع ہوئی اونکا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی زمانہ امام سے خالی نہین ہے مگر وہ ظاہر نہین ہوتے پوشیدہ رہتے ہین یہ عقیدہ بہت سی پوشیدہ جماعتون کا موجب ہے اور تقیہ کی راہ اسی سے نکلتی ہے جس سے اوس فرقے کے بہتیرے لوگ وجود باری سے بھی منکر ہوگئے ہین اس امر کا ذکر آسبرن صاحب کی کتاب اسلام درعہود عرب صفحہ ۱۲۸-۱۸۴ مین خوب ہے اوسے دیکھو غیر مہدی ایک چھوٹاسا فرقہ ہے جنکا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی کا ظہور پھر نہین ہوگا وہ کہتے ہین کہ سید محمد جونپوری اصل مہدی یعنے بارہوین امام تھے جو پھر کبھی نہین ظاہر ہونگے اور اونکی تعظیم نبی کے برابر کرتے ہین اور ایسا سمجھتے ہین کہ اور سب مسلمان منکر اور کافر ہین ماہ

رمضان مین شب قدر کو وہ لوگ جمع ہوکر دو رکعت نماز پڑہتے ہین اور جب نماز ختم ہوجاتی ہے تو کہتے ہین کہ خدا قادر ہے اور محمد نبی ہین اور قرآن و مہدی درست و برحق ہے مہدی آمد و رفت مہدی آکر چلے گئے - جوکوئی اوسپر ایمان نہین لاتا ہے وہ کافر ہے - اس فرقہ کے لوگ جوش مذہبی بہت رکھتے ہین - غیر مہدی کی ایک اور چھوٹی سی جماعت ہے جسے دائرے کہتے ہین یہ لوگ صوبہ میسور مین بستے ہین اور اونکی رائین مہدی کے باب مین عجیب ہین چارسو برس کا عرصہ گذرا کہ ایک شخص سید احمد نامے نے کچھ لوگ نظام حیدرآباد کے ملک سے جمع کرلئے اور اپنے آپ کو مہدی اور سب نبیون سے بڑا ظاہر کیا - سُنّی مسلمانون نے اوسے اور اوسکے مریدون کو یہانتک ستایا کہ میسور کے ضلع مین جو نظام کی عملداری سے ملحق ہے ایک گانون کو بھاگ گئے اب اونکی اولاد قریب پندرہ سو کے وہان رہتی ہے کہتے ہین کہ وہ لوگ سواے اپنے گروہ کے اور مسلمانون سے شادی نہین کرتے ہین جمعہ کی معمولی عبادت امام کے اس قول پر ختم ہوتی ہے کہ مہدی آمد و رفت اسکے جواب مین اور لوگ کہتے ہین جو کوئی اسپر ایمان نہ لاوے کافر ہے -

چند حدیثین ایسی بھی ہین جنمین آخری زمانہ کی طرف اشارہ ہے جب زمانہ کا ایکدن رہجاویگا تو خدا میری اولاد سے ایسا ایک آدمی اوٹھاویگا جو دنیا کو عدالت سے ایسی بھر دیگا جیسے اوس سے پہلے ظلم سے بھری تھی" دوسرے یہ کہ دنیا کا خاتمہ نہوگا جب تک زمین کا مالک ظاہر نہو جو میرے خاندان سے ایک شخص ہے اور اوسکا نام وہی ہے جو میرا ہے جب اسلام کو دسوین صدی شروع ہوئی تو تمام فارس او ہندوستان مین فرقہ ملی نیرین کی سی تحریک ہوئی (عیسائیون مین اس نام کا ایک فرقہ ہے جنکے عقیدہ مین حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی پر سب بھرے ناپید ہوجاوینگے اور نیک لوگ آسایش سے ایک ہزار برس تک حکومت کرینگے -) لوگون نے یہ کہا کہ آخر زمانہ

آپہونچا اور بہتیرے لوگون نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ دو شخصون کا اس سے پہلے ذکر کر چکا ہون باقی اور دان مین ایک شخص اعلائی آگرہ کا رہنے والا ہے (۹۵۶ ہجری) شہنشاہ اکبر کے نامی وزیر ابوالفضل کا باپ شیخ مبارک اعلائی کا شاگرد تھا جس سے خیالات مہدویہ قائم رہے۔ تمام علما اس سے سخت ناراض تھے مگر ازادمنش اور بیدین شہنشاہ اور اوسکے وزیر سے مجبور تھے۔ ہندوستان مین اکبر سے بہتر کوئی حاکم نہین ہوا اور باعتبار اسلامی دینداری کے اوس سے بڑھکر کوئی بیدین بھی نہین ہوا۔ شہنشاہ اپنے زمانہ کے مباحثون سے خوش ہوتا تھا دربار مین صوفیون اور مہدویون کی رعایت ہوتی تھی دیندار علماء کے ساتھ تحقیر کا سلوک کیا جاتا تھا اکبر کو کامل یقین تھا کہ آخری زمانہ آپہونچا چنانچہ اوسنے نیا سن جاری کیا اور ایک جدید مذہب جسے دین الٰہی کہتے تھے نکالا۔ اوسکے عہد مین سوائے متعصب مسلمانون کے اور کسیکو مذہبی مزاحمت نہ تھی ابوالفضل اوسکے مثل اور لوگ جو اکبر کی مذہبی راؤن کے تابع تھے اونکا یہ خیال تھا کہ سچائی سب مذہبون مین ہے۔

اے خدا ہر دہر مین لوگون کو تیری تلاش کرتے دیکھتا ہون
اور ہر زبان مین لوگون کو بولتے سنتا ہون کہ تیری حمد کرتے ہین
بُت پرستی اور اسلام سب تجھی کو بتاتے ہین
ہر مذہب لکھتا ہے کہ تو واحد ہے جسکا کوئی ہمسر نہین
اگر مسجد ہے تو وہان بھی لوگ تیری پاک عبادت مین مصروف ہین
اگر کلیسا ہو تو وہان بھی تیری محبت سے گھنٹہ بجاتے ہین
کبھی مین خانقاہون اور کبھی مسجد مین جاتا ہون
لیکن تو ہی ہے جسکی معبد بہ معبد تلاش کرتا ہون

اس عہد مین ایک شخص میر شریف ہزاری کے منصب پر بنگالہ مین مامور ہوا تھا اکبر کی نگاہ مین اوسکی خاص لیاقت یہ تھی کہ تناسخ ارواح اور زمانہ آخری کے قرب کی تعلیم دیتا تھا یہ شخص محمود بسنجوانی بانی فرقہ نقطویہ کا شاگرد تھا چونکہ یہ بھی شیعون کا ایک جدا فرقہ ہے اسواسطے مختصر احوال اس جگہ لکھا جاتا ہے محمود تیمور کے عہد مین تھا اسنے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا اور آپ کو شخص واحد بھی کہا کرتا تھا اور یہ آیت نقل کیا کرتا تھا عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا قریب ہے کہ تجھے تیرا پروردگار مقام محمود مین بھیجے (سورہ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۸۱) جس سے وہ یہ استدلال لاتا تھا کہ آدمی کا بدن ابتدا پیدایش سے پاکیزگی کی ترقی پاتا رہتا ہے اور جب وہ جسم خاص مقام پر پہونچیگا تو ایک شخص محمود پیدا ہوگا اور اوسوقت محمد صاحب کا زمانہ ختم ہوجاویگا اوسنے خود محمود ہونے کا دعوی کیا مسئلہ تناسخ کی تعلیم دیا تھا اور یہ کہتا تھا کہ سرشت کی ابتدا نقطہ خاک ہے اس سبب سے اوس فرقہ والون کو نقطویہ کہتے ہین انکو محمودیہ اور واحدیہ بھی کہتے ہین —

شاہ عباس فارس نے اونھین اپنے ملک سے نکال دیا تھا - اکبر نے اون مفرورون کو مہربانی سے جگہ دی اور بعضون کو اعلے منصب عطا کیے پس مہدویت کا دعوی جسکی ابتدا شیعون کے مسئلہ امامت سے ہے ایک عجیب واقعہ ہے اور اگر ایسے لوگ پیدا ہون جو مہدویت کا جھوٹا دعوی کرین تو کچھ تعجب نہین لیکن یہ امر کہ بہت سے لوگ اونکے مرید ہوجاتے ہین ایسا امر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمیون کے دل مضطر رہتے ہین جب تک کہ اونکو کامل ہادی نہ ملے اور یہ کہ اونھین ایک پیشوا اور مرشد کی کسقدر ضرورت ہے —

شیعون کی کل تعلیم جو اس باب مین ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی جبلت مین یہ بات ہے کہ وہ کوئی شافع یا کوئی ایسا کلمہ خدا باپ کا چاہتا ہے جو خدا کو اوسکی

فرزندون پر ظاہر کرے ابتدا و نظر مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ امامت شاید دانشمند
شیعون کو مسیحیون کے اس مسئلہ سے متفق کردے کہ یسوع مسیح مجسم ہوا ہے اور خدا و انسان
کے درمیان ایک واسطہ ہے اور اوسکا کام یہ ہے کہ خدا کی مرضی کو ہمپر بخوبی ظاہر کرے
اور ہمارا مرشد و ہادی ہو۔ یعنی مسئلہ امامت مین اور یسوع کے کامون مین ایسی مناسبت
ہے جس سے اُمید ہوتی ہے کہ بہت جلد عیسائی ہو جاوے لیکن افسوس کہ در اصل
ایسا نہین ہے شیعون کے مذہب مین بعض باتین ایسی بھی ہین جنھون نے اخلاق کو
جڑ سے بگاڑ دیا ہے غیرون سے پرہیز اور علیحدگی اس مذہب کا جزو اعظم ہے روزمرہ
کے کاروبار مین تقیہ اونکے یہان جائز ہے شیعہ پر کسی بات کا اعتماد نہین ہو سکتا ہے درحالیکہ
غیرون کے خوف سے اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھنا مذہب سے درست ہے۔

جب وہ تقیہ کرتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ خدا کی طرف سے اپنی رسمون اور دین کی
باتون کے اظہار کا حکم نہین ہے اور جیسے اپنے دین کی باتون کے ترک کو گناہ جانتا
ہے ویسے ہی تقیہ کے انکار کو بھی برا سمجھتا ہے جب مہدی آوینگے تو البتہ ایسا اچھا زمانہ
ہوگا کہ سب بندشین جاتی رہینگی اور کامل آزادی حاصل ہوگی بہتیری صورتون مین
اونکے اخلاق ایسے مردہ اور تہذیب ایسی خراب ہے کہ جو لوگ ایسے موقع پر نہین ہین
کہ روزمرہ اونکے حالات کو دیکھ سکین اونھین باور نہوگا تقیہ پر عمل کرنے اور متعہ (یعنے
میعادی نکاح) کے جائز رکھنے سے شیعون کی جماعت پر بڑا داغ لگ گیا ہے اور اونکی
تہذیب بالکل بگڑ گئی ہے

اس زمانہ کے ایک مصنف نے شیعون کے طریق کی نسبت یہ لکھا ہے اگرچہ
ہر شخص پر وہ اوصاف نہین صادق آتے ہین۔

معتزلہ بھی ایک فرقہ ہے۔ ایک زمانہ مین انکا بہت زور ہوگیا تھا لیکن اب

یہ کوئی جدا فرقہ نہیں - باب مابعد مین اونکا کچھ حال لکھا جاویگا - امامت کے مسئلہ مین
جیسے شیعہ کے کل فرقے مانتے ہین شیعہ اور سُنی کے درمیان اتنا بڑا فرق ہے کہ اسلام کے
ان دو بڑے فریق سے ملکی اتفاق کا بھی کچھ اندیشہ نہین ہے - مین بھی قبل ازین بیان
کر چکا ہون کہ شیعون کو سُنت سے کسقدر انکار ہے اگرچہ حدیث سے انکار نہین ہے
محرم کی سالانہ رسوم سے علی کی اور اونکے بیٹون کی مصیبتین اور پرانی عداوت کی یاد
ہنوز باقی ہے - سنیون پر اونکے بزرگون کی بے ایمانی کا الزام ہے - اور خلیفہ ابوبکر اور عمر اور
عثمان غاصب حق خلافت تصور کئے جاتے ہین نور محمدی کی شعاع اونمین نہین ملی تھی جو محمد کے
نور سے بنا ہو وہی امام اور مومنون کا مرشد ہونے کا دعوی کرسکتا ہے - آغاز اسلام
کی خوفناک بے ترتیبیان اس سے سمجھ سکتے ہین کہ اون لوگون کو روحانی ہادی یا اپنے
امام کی سخت آرزو اور احتیاج تھی - یہ غیر ممکن تصور کیا گیا تھا کہ محمد صاحب جو آخرالزمان
اور خاتم النبین تھے مومنون کو بغیر ایسے ہادی کے جو خدا کی مرضی ظاہر کرے چھوڑ دیتے -
یہان پر اصل بیان کو چھوڑ کر یہ بتانا چاہتے ہین کہ یہ بات سواے شیعون کے اور
فرقون مین بھی ہے - اور مسئلہ شرقی سے کسقدر تعلق بھی رکھتی ہے جو دنوی امام کی نسبت
انسان کی حیثیت سے زیادہ کئے جاتے ہین اونسے قطع نظر کرکے اگر دیکھا جاوے تو جو
تعلق شیعہ کو امام سے ہے وہی تعلق سُنی کو خلیفہ سے ہے دینی اور دنیاوی سردار
اور نبی کا جانشین اور محافظ دین (جیسا کہ قرآن مین آیا ہے) اور سُنت اور اجماع متقدمین
مجتہدین - جانتے ہین - شریعت کے احکام وہی جاری کرسکتا ہے جسے خدا نے
اوس لائق کیا ہو - مثلاً جب سلطنت عثمان کے سلطان سلیم اول نے مصر کو ۱۵۱۶ء
مین فتح کیا تو اُسنے خلفاء بغداد کے قدیم اولاد سے درخواست کرکے خلیفہ کا لقب اپنے
واسطے منتقل کرلیا اسطرح سلاطین ترکی خلیفہ اسلام ہوگئے - یہ امر کہ متوکل باللہ اخیر

خلیفہ خاندان عباسیہ کا یہ فعل یعنی انتقال لقب خلافت کا درست تھا یا نا درست بالفعل میرے بحث سے خارج ہے۔ مین صرف یہ بتانا چاہتا ہون کہ ان لوگونکو سقدر احتیاج ایسے حاکم کی ہے جو خدا کی طرف سے مقرر ہو۔ محمدیون کی شرع کے بموجب سلاطین ترکی خلیفہ نہین ہین کیونکہ احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ یا امام قریش کی قوم مین ہونا چاہئے جسمین خود نبی تھے۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا کہ خلیفہ قریش کے خاندان سے اوسوقت تک ہوگا جبتک کہ دو شخص بھی ایک حکومت اور دوسرا خدمت کرنے کو اونمین باقی ہین (مشکوۃ المصابیح) یہ ضروری شرط ہے کہ خلیفہ قوم قریش سے ہونا چاہئیے۔ (حجت اللہ البالغہ) بہتیرے اور ثبوت اسی قسم کے ہین اور اون سب کا ماحصل یہ ہے کہ بجز ترکون کے اونسنیونکو سلطان ترک کا خلیفہ جاننا لازم نہین ہے۔ رہے شیعہ سو اونکے نزدیک سلطان یزید بن کافر سے کچھ ہی بہتر ہے۔ اور جو شخص خلیفہ کی جگہ پر ہوگا یقیناً شیعہ اوسے اپنا امام ہرگز نہین گردانینگے۔ جو ملک ترکون کی عملداری مین نہین ہین وہان جمعہ کے دن مسجدون مین اوس عہد کے حاکم یا امیر کے نام پر جو کچھ اوس ملک کے حاکم کا لقب ہو اوسی لقب سے خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ ہندوستان مین آجکل سلطان کے نام پر خطبہ پڑہنے کا زیادہ رواج ہوگیا ہے۔ اگر صحیح طور سے کہا جاوے تو یہ بات محمدی شریعت کے مطابق نہین ہے۔ شرع مین صاف لکھا ہے کہ خطبہ صرف حاکم کی اجازت سے ہوسکتا ہے اور چونکہ ہندوستان مین برٹش گورنمنٹ کی حکومت ہے۔ اسواسطے ملکہ قیصرہ ہند کے نام سے پڑہنا چاہئے تھا بجز اون ملکون کے جہان خلیفون کا کہنا سننا چاہتا تھا اور کہین کے مسلمانون مین اس قاعدے کی پابندی نہین ہوئی۔

سلاطین ترک کے جواز دعویٰ خلافت پر شبہہ وارد کرنے سے میری غرض یہ نہین ہے

کہ شرع اسلام مین خلیفہ ہونا نہین چاہیے - سو قسمتی سے اسلام مین خلافت اور
سلطنت دین و حکومت کے درمیان ہمیشہ تنازع رہا ہے تاریخ اسلامی مین اور
کوئی فساد اسکے برابر نہین ہوا - جو تنازعات اور مقابلے ایک کا دوسرے کو روکنا
اور ایک کا دوسرے سے مسلوک ہونا جو کچھ ان دو زبردست خود مختار فریق کے درمیان
واقع ہوا ہے وہ مسیحیون کی اعلے کارگزاری اور اصلاح حال کے واسطے بیحد مفید
ہوئی ہین - اسلام مین خلیفہ پوپ اور شہنشاہ دونون ہوتا ہے (یعنی دینی اور
دنیاوی دونون امور مین وہی مختار ہوتا ہے) ابن خلدون کا بیان ہے کہ خلیفہ کے اور
اور حاکم کے درمیان یہی فرق کہ اول الذکر قانون الہی کے مطابق اور آخر الذکر انسانی
قانون کے موافق حکمرانی کرتا ہے جب نبی نے اپنی پاک قدرت اور خلفاء ر
جانشین کو عطا کی تو آپ کے کل اختیارات اونھین پہونچے - خلیفہ کا خفیہ یا علانیہ
مقتول یا جلاوطن ہونا ممکن ہے لیکن جب تک اونکی حکومت کسی چیز پر مثل وضعی
آزادی کے ہے تب تک غیر ممکن ہے یورپ کے مدبرون مین یہ بڑی غلطی اور صریح
برائی ہے کہ سلطان ترک کو خلیفہ اسلام جانتے ہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو ترکی کوئی
جدید امر مصلحت ملکی کے مناسب نہین نکال سکتے اور قدیم پابندی سے ایک
قدم بھی نہین بڑھا سکتا - مگر یہ بحث اس بات کے مضمون سے جدا ہے -
آغاز اسلام سے ایک قسم کی تحریک آجتک چلی آتی ہے جسے من قبیل اسرار تصور
کرنا چاہیے اوسکا نام تصوف ہے - فارسیون مین اوسکا رواج علے الخصوص بہت
ہے شرع کے سخت احکام اور تکلیف دینے والی رسوم کا بار دور کرنے کے
واسطے یہ وضع ہوا ہے - اکثر رسالے اوسکا رواج ہے اگر ادس مین ترقی کا
کوئی معجزہ ہے اور اوسے اسلام سے ایسی نسبت ہے جیسی نمک کو پانی سے ہے تو

دیکھنا چاہیئے کہ کیا ثمرہ اوس سے مترتب ہوا۔ اول یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اوسکا ماخذ کیا ہے صوفی غالباً عربی لفظ صوف سے نکلا ہے۔ صوف کے معنی اون اور پشمینہ کے ہین مشرقی درویش عموماً اونی لباس پہنا کرتے تھے۔ بعض لوگون کے نزدیک یہ کلمہ فارسی لفظ صوف سے جسکے معنی صاف اور نایاب کے ہین یا یونانی لفظ صوفیا جسکے معنے دانائی کے ہین نکلا ہے۔ تصوف مجرد اسم ہے صوفی اسم صفت ہے اور مطابق راے سر ولیم جونیز و دیگر علماے زمانے شرقی کے کمال ذوق و شوق عبادت کے اظہار کا مجازی طریق ہے جو بہت کچھ ویدانت مذہب سے متعار لیا ہے۔ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ انسان کی روحین خدا کی روح سے مختلف فی المراتب ہین اور مختلف فی الاقسام نہین سب روحین اوسی سے نکلی ہین اور آخر کار اوسکی طرف پھر لوٹ جائینگی جو کچھ اوسنے بنایا ہے سب مین اوسکی روح ہے اور وہی اوسمین ہے۔ اوسی کی ذات واحد کامل محبت اور سراسر جمال ہے پس اوسیکا عشق اصل چیز ہے اور سب ہیچ۔ سعدی کہتا ہے **شعر**

بحقش کہ تا حق جمالم نمود ٭ دگر انچہ دیدم خیالم نمود

اوسی حق کی قسم ہے جب سے اوسنے مجکو جمال دکھایا پھر جو کچھ مین نے دیکھا ہیچ معلوم ہوا۔

دنیا کی زندگی معشوق کی جدائی کا زمانہ ہے۔ قدرت کی خوبیان گانا اور بجانا۔ اور طرح طرح کی صنائع خدا کی یاد دلاتی ہین اور عشق عاشق کو اور طرف سے پھیر کر اوسکی طرف رجوع کرتی ہین۔ انسان کو ان چیزون سے شوق رکھنا اور خلوت مین اپنے خیالات کو خدا کی جانب رجوع کرنا اور اسیطرح اوسکی ذات سے قربت پیدا کرکے آخر کار اعلےٰ مقام راحت مین پہونچنا یعنے فنا فی اللہ ہو جانا چاہیئے۔ اصل مقصد اور انجام انسان کی زندگی کا یہ ہے کہ اپنی ہستی کو بحر معرفت الٰہی مین غرق کردے جیسے

پانی کا بگولہ کہ دریا کے کنارہ پر اوٹھتا ہے اور دم بھر مین غائب ہو جاتا ہے تمام صوفی
جنکا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب اسلام خدا کی طرف سے مقرر ہوا ہے ۔ یہ سمجھتے ہین کہ دنیا کے
پیدا کرنے سے قبل جب سب روحین جو روح آلہی کے اجزا ہین عالم ارواح
مین جمع تھین تو خدا نے اونسے ایک عہد باندھا تھا ہر روح سے جدا جدا یہ خطاب کیا
الستُ بربکم ۔ کیا مین تمھارا رب نہین ہون ۔ یعنے مین تمھارے ساتھ یہ عہد باندھتا
ہون ۔ اُسپر اون سب نے متفق ہوکر یہ جواب دیا کہ ہان البتہ ایک روایت یہ بھی ہے
کہ آدم کے وقت مین تخم معرفت بو یا گیا تھا اوس سے ایک درخت نوح کے زمانہ مین
پیدا ہوا ۔ اور عہد ابراہیم مین اوس مین پھول آیا اور موسے کے گذرنے سے
پہلے بارور ہوا اس عمدہ درخت کے انگور عیسے کے عہد مین پختہ ہوئے لیکن جبتک
کہ محمد صاحب کا زمانہ آیا کسینے اون انگورون سے شراب نہین بنائی پس جو لوگ اوس
شراب سے مست ہین ۔ معرفت الٰہی کے اعلے مقام پر پہونچکر اپنی ہستی کو بھولجاتے
ہین اور یہ کہتے ہین کہ مجھی کو سب تعریف ہے کیا کوئی مجھسے بھی بڑا ہے مین ہی حق ہون
صوفی اپنے مرغوب عقائد کی تائید مین کہ مراد اوس سے حصول معرفت الٰہی ہے اس
آیت کو پیش کرتے ہین ۔ وا جب خدا نے ملائکہ سے کہا کہ مین زمین پر ایک نائب بنانیوالا
ہون ۔ تو اونھون نے کہا کیا تو ایسے شخص کو اوسمین رکھے گا جو فساد کرے اور خون
بہاوے حالانکہ ہم تیری تعریف اور پاکی بیان کرتے ہین (البقر ۲) کہتے ہین کہ اس
آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ بہت سے لوگ زمین پر فساد کرینگے بعضون کو
نور الٰہی سے خدا کی معرفت بھی ملے گی ۔ ایک حدیث کا مضمون ہے کہ داؤد نے پوچھا
اے رب تو نے آدمیون کو کسواسطے بنایا اوسنے فرمایا کہ مین کنز مخفی تھا اور مین آپ کو
ظاہر کیا چاہتا تھا ۔ صوفی کا اصل مقصود اوس خزانہ کو پایا اور نور آلہی سے خدا کی اصل

معرفت کو حاصل کرنا ہے - آغاز اسلام مین صوفیون نے شریعت کے سخت احکام کی پابندی سے آزاد ہونے کو یہ طریقہ اختیار کیا تھا اور ہمہ اوست کا تخم اول ہے اونکے طریق مین ڈال دیا تھا لیکن وہ یہی اقرار کرتے رہے کہ ہم سچے مسلمان ہین - الجنید کہتے ہین کہ ہمارا طریق ایمان کے اصول اور قرآن و حدیث سے خوب وابستہ ہے اس طریق کے ہیشروؤن کے دل مین دینی شوق اور عشق الٰہی تھا جسنے ناجائز قدرت کے بازو کو اکثر روکا ہے اور اونکے مقولے جو خوبی سے بھرے ہین یہ دلالت کرتے ہین کہ وہ لوگ روحانیت کے غذا پانے کی قدرت اور باطن سے سروکار رکھتے تھے اونکی بعض باتین ہر زمانے کے لائق ہین ایک صوفی کہتا ہے جیسے مردہ کو کھانا پینا کچھ نفع نہین پہونچاتا ایسی اوس دل پر کوئی نصیحت اثر نہین کرتی جو دنیا کی محبت سے بھرا ہو پاک آدمی کو دنیا سے کچھ سروکار نہین اوسکی غرض معرفت الٰہی اور رضا جوئی سے ہے جبتک تیرا دل دنیا کی آفت سے خالی نہو تب تک تو اس لائق نہین کہ عالم مین تیرا نام لیا جاوے اپنے نیک کامون کو اسیطرح چھپاؤ جیسے اپنے گناہون کو چھپایا نا چاہتا ہے ایک مشہور صوفی کو خلیفہ ہارون الرشید کی خدمت مین لائے تو اونھون نے پوچھا کہ تجھے کسقدر استغناء ہے اوسنے جواب دیا تیرا استغناء مجھسے زیادہ ہے کیونکہ مین تو فقط اس جہان سے مستغنی اور تو اوس جہان سے،، اسی صوفی نے یہ بھی کہا کہ عبادت کا اظہار آدمیون کے خوش کرنے کو ریا مین داخل ہے اور بندگی کے افعال لوگون کے خوش کرنے کو داخل شرک ہین - اخیر دوسری صدی ہجری مین ان مخفی عقائد نے تصوف کی صورت اختیار کی اوسوقت مین الحلاج نے بغداد مین یہ تعلیم دی کہ مین حق ہون - بہشت مین ہون - سواے خدا کے اور کچھ نہین ہے مین وہی ہون جسسے مین محبت کرتا ہون اور جس سے مین محبت کرتا ہون مین ہی ہون ہم دو

روحین ایک ہی جسم مین رہتی ہین جب تو ادسے دیکھتا ہے تو مجھے دیکھتا ہے اور جب تو مجھے دیکھتا ہے تو اوسی کو دیکھتا ہے ان باتون سے عام مسلمان زیادہ مخالف ہوئے اور حکم دیا کہ حلاج واجب القتل ہے تب خلیفہ کے حکم سے دُرّے کاٹے گیے اور آخر کار سخت تکلیفون کے بعد مقتول ہوا غرضکہ اہل تصوف کے پہلے شہیدون مین سے ایک نے اسطرح قضا کی لیکن باوجود سخت ایذاؤن کے اسطریق کو ترقی ہوتی رہی۔

اشعار تصوف کے پوشیدہ مطالب سمجھنے کو اس بات کا یاد رکھنا ضرور ہے کہ صوفی سالک ہے اور منزل مقصود معرفت الہی اور اس مشرب کے مسائل کو طریقت یا راہ کہتے ہین اس راہ مین چلنے سے اوّل اپنی ذات کو نیست سمجھنا ضرور ہے ایک صوفی شاعر لکھتا ہے

ایک قدم اپنی گردن پر اور دوسرا اپنے دوست کے ملک مین گاڑ پھر ہر شے مین اوسکا جلوہ دیکھ + کیونکہ اور جو کچھ دیکھتا ہے بے اصل ہے شیخ سعدی بوستان مین لکھتے ہین اگر تو خدا کا دوست ہے تو اپنا نام مت لے کیونکہ خدا کے نام کے ساتھ اپنا ذکر شرک ہے شیخ ابو الفیض نامی شاعر او شہنشاہ اکبر کا دوست جس سے اوسنے ملک الشعرا کا معزز خطاب پایا تھا لکھتا ہے کہ جنھون نے ہستی اور سستی پر دروازہ کو مسدود نہین کیا ہے وہ دنیا اور عقبے کے سکون سے متمتع نہین ہوسکتے ،، ایک مشہور شاعر یعنے خواجہ خسرو کہتا ہے کہ مین تو ہے اور تو مین ہون تو جسم ہے اور مین روح ہون اسلئے اب کوئی نہ کہے کہ مین تجھسے اور تو مجھسے جدا ہے۔

اصل حال یہ ہے کہ نظم فارسی مین اکثر تصوف بھرا ہے ناواقف کو ایسے مضامین کے پوشیدہ مطالب تک پہونچنا دشوار ہے اور جو شخص اس راہ مین نہین داخل ہوا اسے اور ستا ایسے مضامین کے پوشیدہ معانی تک پہونچنا دشوار ہے ۔ کیونکہ اپنے اپنے طریق

کی باتون کو جو اکثر شرع ظاہر کے خلاف ہین بدیون سے چھپانا ہمیشہ سے ان ملکون کے لوگون کی خاص صفت ہے طریق ہمہ اوست کی باتین صوفیون مین خوب سکھائی جاتی ہین مثلاً۔

اس سے پہلے کہ زمین پر کسی کا نام رکھا جاتا۔

اوس سے پہلے کہ کوئی چیز جواب موجود ہے اوسکا نشان پایا جاتا۔

اوس سے پہلے کہ محبوب کی زلفون نے جلوہ دکھانے کو حرکت کی۔ اور بجز جلوہ ایزدی کے کوئی وجود موجود نہ تھا۔ مین موجود تھا۔ اسم اور مسمی سب مجھسے ظاہر ہوئے ہین

موجودہ سے پہلے مین یعنے ہم موجود تھے۔

وہی شاعر اسکے بعد یہ بیان کرتا ہے کہ مینے مسیحی اور ہندو اور پارسی مذہب مین راحت کی فضول جستجو کی۔ اسلام نے بھی اوسے تسکین نہین دی۔ نہ آسمان مین نہ زمین مین محبوب نظر آیا۔

بے سراغ اور اکیلی چوٹی اور میدان + زمین کے گھیرنے والے قاف کے سب چھان مارے لیکن عنقا کا نشان نہ پایا + ساتون آسمان کو چھو آیا اور ساتوین بہشت کو ڈھونڈھ نکالا + لیکن مالک کا تخت کہین نظر نہ آیا۔

مینے قلم سے اور لوح تقدیر سے پوچھا۔

لیکن انھون نے سرگوشی بھی نہین کی کہ اوسکے ڈیرے اور اوسکا مالک کہان ہے میرے خیال نے بہت جستجو کی لیکن طلب کی آنکھ نے + الوہیت کا کچھ پتہ دیکھ نہین پایا۔

پھر مینے اپنے باطن پر نگاہ کی اور دیکھا اپنے ہی سینہ کے اندر + اوسے

پایا جسے مین اِدھر اُدھر فضول ڈھونڈھتا تھا۔
یہ کلام صوفیون کے نہایت معتبر اور مشہور شخص مولانا جلال الدین رومی کا ہے جو مولاوی درویشون کے فرقہ کے بانی گذرے ہین۔ اونھون نے یہ حکایت بھی بیان کی ہے،، ایک عاشق نے محبوب کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کون ہے تو اُسنے جواب دیا کہ مین ہون۔ اسپر پھر آواز آئی کہ اس گھر مین مین اور تو دونون نہین سما سکتے (یعنے یہان دوئی کی گنجائش نہین) چنانچہ وہ دروازہ بند رہا۔ عاشق جنگل کو لوٹ گیا ایک مدت تنہائی روزہ اور نماز مین کاٹی جب ایک سال گذرا تو پھر آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون ہے عاشق نے جواب دیا تو ہی ہے۔ تو دروازہ کھل گیا،،
پس طالب کی اصل غرض اس زندگی سے یہ ہے کہ خالص عشق اور خدا کی ذات کی طرف توجہ کرنے کو دنیا کی مکروہات سے بچکر کسی مُرشد یعنے پیر کا مرید ہووے۔ اگر صوفیون کے طریق کے موافق کوئی طالب معلومات حاصل کرنے چاہتا ہے تو درویشون کے متعدد مسالک مین ایک کو اختیار کرتا ہے اور مرشد سے مُناسب ہدایات پانے کے بعد طریقت مین داخل ہوتا ہے۔ پھر اوسے سالک یعنے اوس راہ پر چلنے والے کہتے ہین سالک کا کام سُلوک ہے یعنی صرف ایک خیال مین معرفت الٰہی کے محو ہو جاوے۔
اِس راہ مین آٹھ منزلین قطع کرنی پڑتی ہین۔
(۱) خدمت ہے اِن سب مین خدا کی بندگی اور احکام شرع کی پابندی لازم ہے کیونکہ ابھی شریعت کی قید سے آزاد نہین ہوتا ہے۔
(۲) عشق ہے۔ کہتے ہین کہ سالک جب مقام عشق مین پہونچتا ہے تو تاثیر الٰہی سے اوسکی روح اسقدر متاثر ہو جاتی ہے کہ دلسے خدا کا عشق رکھتا ہے۔

(۳) قناعت۔ جب عشق سے دنیا کی تمام خواہشات دور ہوجاتی ہین تو اس مقام پر پہونچتا ہے اور تصوف کے جو کچھ دقیق تر مسائل ذات الہی کی نسبت ہین اونکے سوچنے مین وقت صرف کرتا۔ دینے اس مقام پر پہونچکر تصوف کے معین قاعدون کے موافق خدا کا تصور باندھتا ہے۔

(۴) معرفت۔ مقام سابق کا تصور اور ذہنی فکرون سے خدا کی ذات وصفات وغیرہ کی تحقیق اوسی عارف کے مرتبہ پر پہونچا دیتی ہے۔ عارف کے لفظی معنے ہین پہچاننے والا۔

(۵) مقام وجد ہے دقیق مضامین پر متواتر تصور ذہنی رغبت کا موجب ہوکر ایسا ولولہ خوشی کا پیدا کرتا ہے جو خدا کی طرف دل کے منور ہونے کی علامت تصور کیجاتی ہے۔ اس کیفیت کو حال اور وجد کہتے ہین۔ اس منزل کی رسائی بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ دوسرے مقام کا یقینی داخلہ ہے۔

(۶) حقیقت۔ اسوقت مین سالک پر خدا کی حقیقت کھلجاتی ہے اور اب وہ اوس چیز کی حقیقت سیکھتا ہے جسکی جستجو مین اتنی مدت سے مصروف ہے۔ یہ سلوک کا اعلی مقام ہے۔

(۷) وصل ہے۔ خدا سے ایک دروازہ تھا جسکی کنجی مینے نہین پائی تھی ایک حجاب حائل تھا کہ مین دیکھ نہین سکتا تھا۔

تھوڑی سی بات چیت میرے اور تیرے درمیان مین ہوئی کہ پھر میرا اور تیرا سب دور ہوا (یعنے بعد وصل کے دوئی جاتی رہی) یہ حد ہے۔ سالک اس منزل سے آگے نہین رہ سکتا اور بہت تھوڑے ایسے اعلے مقام پر پہونچتے ہین۔ غرضکہ طریق ہمہ اوست نے اسیطرح رواج پایا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ راحت ورنج خیر وشر اور خوشی اور ناخوشی سب اوسی ذات قدیم کے ظہور ہین۔

مذہب جو کشف ظاہر سے معلوم ہوا تھا اس منزل کو چند پہونچنے والون کے نزدیک
گذری ہوئی چیز کی مثل ہے۔ شریعت کے حدود کی کچھ حاجت نہین رہتی۔ جبکا وصل خدا
سے کامل ہو جاتا ہے پھر اوس سے بدی نہین ہو سکتی۔ عمر و شاعر کا مقولہ ہے کہ عبادت
سے مقصود خدا کی محبت اور عشق ہے پھر مجھے اسلام کی کیا حاجت ہے۔ اخیر منزل
بعد وت سے حاصل ہوتی ہے۔

(۸) اوسے مقام فنا کہتے ہین۔ طالب تمام جستجو کے بعد اور سالک تمام دشوار گذار
راہون کو طے کرنے کے بعد جب پردہ اوٹھا کر دیکھتا ہے تو کچھ نہین پاتا (افسوس کا
مقام ہے) جب سالک منزل بمنزل بتدریج بڑہتا ہے تو مذہب کے قیود اور شرع
احکام ظاہر کی پروا کم ہوتی جاتی ہے۔ صوفی کے مذہب مین عین خدا سے موافقت
چاہئے اور جب یہ بات حاصل ہو جاتی ہے تو شرعی احکام اور دینی رسوم اور اخبار
کے اعتبار مین اوسکے نزدیک فرق آجاتا ہے۔ کون قانون کسیکو خدا کے وصل سے
روک سکتا ہے اور کون ظاہری طریقے اوس شخص کے حق مین مخل ہو سکتے ہین جسنے حالت
وجد مین حق تعالے سے اوسی کی بزرگ حقیقت کا کشف حاصل کیا ہو۔ احکام دینی اور
رسوم کی پابندی محض مجازی معنی رکھتی ہے۔ عقائد نری بیڑیان ہین جو عیاری سے
اسلئے بنائی گئی ہین کہ روح کی پرواز کو محدود رکھین۔ مذہب کے کل ظاہری احکام
طالب کے نزدیک بڑی قید ہے پس اہل تصوف جو عقائد مین ہمہ اوست والون
کے مناسب اور عمل مین اکثر شرع کے مخالف ہین ایسی قدرت نہین رکھتے کہ
اسلام کو جان تازہ بخشین۔ یہ کوئی مستقل مذہب نہین ہے جو گروہون اور
قومون کی اصلاح حال کرے بلکہ بمنزلہ خیال اور راے کے ہے مسلمانون کا
کوئی ملک ایسا نہین جہان ساری قوم صوفی ہو۔

باوجود تمام معنی باتون کے اور باوصفیکہ یہ وصف عمدہ ہے کہ نور معرفت اور حقیقت کی جستجو کیجاتی ہے تصوف کی علتہ غائی ماسوے اللہ سے سراسر انکار ہے۔ پس صوفیون کا طریق ہمہ اوست یعنے اسلام کی یہ پوشیدہ تعلیم جو بمنزلہ دینی تعلیم کے تصور کیجاتی ہے اسکا نتیجہ وہی ہے جو لقاء روح کے قائل نہین انکا ہے یعنے انسان کی آزادی سے انکار اور تمام دنیاوی راحت کی محرکات اور موجبات سے استغناء النتیجہ تصوف کا یہ ہوا کہ درویشون کی سالک بکثرت مقرر ہوئی۔ ان درویشون کو باشرع مسلمان حقارت سے دیکھتے ہین۔ پھر بھی اونکی کثرت ہے ترکی مین آجتک انکا بڑا لحاظ کیا جاتا ہے فقط ایک شہر قسطنطنیہ مین فقیرون کے دوسو تکئے ہین۔ ان درویشون کا انتظام ایسا درست نہین نہ وہ پابند ایسے سخت قاعدون کے ہین جیسے سیحی فقرا ہین لیکن شمار مین اونسے بہت زیادہ ہین۔ ہر مسلک کے اذکار اور اشتغال وغیرہ مخصوص ہین جس سے وہ سمجھتے ہین کہ عقبے کے اسرار کھلجاتے ہین۔ اونھین بھی فقیر یعنے محتاج کہتے ہین لیکن محتاج کا لفظ ہمیشہ اس معنی سے نہین کہتے ہین کہ وہ دنیا کے فقیر ہین بلکہ اس معنے سے کہ وہ محتاج اور طالب خدا

---

(۲) ۹۴ درویش فارسی زبان کا لفظ مرکب ہے۔ در اور ویز سے در کے معنی دروازہ کے ہین اور ویز مادہ ہے مصدر آویختن کا جسکے معنی لٹکنے لٹکانے کے ہین۔ چونکہ فقیر اکثر دربدر مانگتے پھرتے ہین اسواسطے یہ نام رکھا گیا۔ بعضے مسلمان بزرگ درویشون کی نسبت بھیک مانگنے کو معیوب جانکر دوسری طرح تاویل کرتے ہین یعنے یہ کہتے ہین کہ درویش مرکب ہے در بضم دال معجمہ سے جسکے معنے موتی کے ہین اور ویش جسکے معنے مانند کے ہین اور ویش امالہ واش کا ہے میرے نزدیک پہلی وجہ اولا ہے۔ مگر غیاث اللغات مین جو فارسی مین اچھی کتاب ہے دونون وجہین لکھی ہین۔ ۱۲

ہین بہت سے سالک کے درویش سوال نہین کرتے اور اونکے تکیون مین ہرطرح کا سامان موجود رہتا ہے۔ فقیر دوطرح کے ہین باشرع اور بے شرع۔ باشرع درویش شریعت کے موافق اپنے چلن طریق اختیار کرتے ہین اونھین سالک یعنے شریعت کی راہ مین چلنے والے کہتے ہین۔ بے شرع اگرچہ آپ کو سلمان کہتے ہین لیکن شرع کے احکام پر نہین چلتے اونھین آزاد یا مجذوب کہتے ہین مجذوب اور آزاد اس سبب سے کہتے ہین کہ دنیا کی افکار اور کاروبار سے آزاد اور بے تعلق ہوتے ہین۔ سالک درویش وہ ہین جو ذکر اور شغل رکھتے ہین۔ اون دینداری کے مدعیون سے اصلاح اسلام کی کیا اُمید ہے جنکی تعلیمات اس نہج کی ہو جیسے بیان مندرجۂ ذیل سے معلوم ہوتی ہے۔

(۱) صرف خدا موجود ہے۔ وہ ہر شئے مین ہے اور ہر شئے اوسمین ہے۔ بہ تحقیق ہم خدا سے ہین اور اوسیکی طرف لوٹنے والے ہین۔ (سورہ بقر ۱۵۱)

(۲) کل محسوسات اور غیر محسوسات سب اوسی سے نکلتی ہین اور درحقیقت اوس سے جدا نہین پیدا کرنا اوسکا ایک تماشا ہے۔

(۳) بہشت اور دوزخ اور کل احکام مذاہب مجازی ہین جسکا مطلب صرف صوفی جانتا ہے۔

(۴) مذہب کی پروا نہ کرنی چاہیئے۔ مگر حقیقت تک پہونچنے کی سیڑھی ہے۔ اس غرض سے بعض مذاہب بہ نسبت بعض کے بہتر ہین۔ مسلمانون کا مذہب اسی قسم کا ہے اور تصوف اس مذہب کا فلسفہ ہے۔

---

(۱) ۹۵ ہیوصاحب نے اس مضمون پر عمدہ بحث کی ہے (دیکھو ہیو صاحب کی نوٹس دربارہ محمدیان باب ۴۰)

(۵) خیر و شر مین کچھ اصلی فرق نہین - کیونکہ سب ایک ہوجاتے ہین اور انسان کے افعال کا اصل خالق خدا ہے -

(۶) خدا کی مشیت نے آدمی کے افعال مقرر کردیئے ہین اسواسطے انسان اپنے افعال مختار نہین ہے -

(۷) روح جسم سے پہلے موجود تھی اور اب جسم کے قفس عنصری مین مقید ہے مرنے کے بعد جہان سے نکلی تھی وہین کو لوٹ جاتی ہے یعنی خدا کے پاس -

(۸) صوفی کا اصل مقصود یہ ہے وحدت کا تصور باندھنا اور اوس سے تزکیہ باطنی اور کمال روحی حاصل کرے خدا سے وصل پاوے -

(۹) بغیر خدا کے فضل کے یہ وصل میسر نہین ہوتا ہے لیکن جو لوگ سیدھی راہ پر ہین خدا اونھین مدد دینے سے انکار نہین کرتا ہے شیخ مرشد کو بڑی قدرت ہوتی ہے اِس مقام پر ایک مبتدی کا حال لکھا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ کسطرح فقیر دل کے فرقہ مین داخل ہوا اور کس قسم کی مجاہدی اور اشغال کرنے پڑے وس شخص کا فقیری نام توکل بیگ تھا اوسکا بیان ہے ،، جب اخوند ملا محمد کی وساطت سے شیخ مولانا سے میری ملاقات ہوئی تو بار بار کی آمدورفت سے آتش شوق ایسی دل مین مشتعل ہوئی اور تصوف کا اصل حال دریافت کرنے پر اسقدر طبیعت کا رجحان ہوا کہ نہ رات کو نیند آتی نہ دن کو چین پڑتا تھا جب اِس فرقہ مین داخل ہوا تو اول تمام رات جاگا اور سورہ اخلاص متواتر پڑھتا رہا -

کہ اللہ ایک ہے - اللہ پاک ہے - نہ اوسنے کسیکو جنا ہے نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور کوئی اوسکی مثل نہین ہے (سورہ ۱۲۱)

جو کوئی اسکو ۲ مرتبہ پڑھے اوسکی مرادین پوری ہوتی ہین - مینے چاہا کہ

شیخ میرے حال پر توجہ کرے۔ جب ہی مین اپنا شغل ختم کرچکا شیخ کے دل مین میری
طرف سے جگہ ہوئی اور مجھپر رحم آیا۔ دوسری شب کو مجھے لوگ اوسکی خدمت مین
لے گئے۔ تمام رات اونے اپنے خیالات کو میری جانب مصروف کیا ہونے مجھ پر
توجہ ڈالے اور مین بھی مراقبہ مین ہمہ تن محو تھا تین راتین اسیطرح گذرین۔ چوتھی
شب کو شیخ نے فرمایا کہ اب ملا سنگن اور صالح بیگ جو مراقبہ کرنا خوب جانتے ہین ا
توکل بیگ پر توجہ ڈالین۔ چنانچہ اونھون نے شیخ کے حکم کی تعمیل کی اور مین بھی
تمام رات قبلہ رو ہوکر مراقبہ مین مصروف رہا جب صبح قریب ہوئی ظلمات کے اندر
کچھ روشنی سی معلوم ہوئی مگر یہ تمیز نہین ہوسکا کہ اوسکی شکل یا اوسکا رنگ کیا
ہے۔ فجر کی نماز کے بعد مجھے شیخ کے پاس لیئے گئے اونھون نے مجھسے دل کا
حال پوچھا۔ مینے عرض کیا کہ نگاہ باطنی سے کچھ نور نظر آیا شیخ یہ سنکر راضی ہوا
اور کہا کہ تیرا دل سیاہ ہے لیکن وہ وقت قریب ہے کہ میرا دیدار تجھے صاف
نظر آویگا پھر اونھون نے یہ فرمایا کہ روبرو بیٹھ کر میری صورت کا تصور باندھ اور پھر میری
آنکھین بندکر کے حکم دیا کہ اپنے کل خیالات کو مجھپر رجوع کر دیتے ۔ ویسا ہی کیا اور ایک
لحہ مین شیخ کے فیض باطن سے میرا دل کھل گیا پھر اونھون نے مجھسے پوچھا کہ بتاؤ تو نے
کیا دیکھا۔ مینے عرض کیا کہ مجھے یہ نظر آیا کہ کوئی دوسرا توکل بیگ اور دوسرا
ملا شاہ بیٹھا ہے۔ پھر میری آنکھون سے پٹی کھولدی اور مینے شیخ کو اپنے روبرو دیکھا
تب پھر میرا اوڑھانک دیا تب بھی نگاہ باطنی سے وہی شیخ ویسی نظر آیا۔ تب
مینے متحیر ہوکر یہ نعرہ مارا کہ اے آقا خواہ نگاہ جسمانی سے دیکھون خواہ روحانی سے
ہمیشہ تجھی کو دیکھتا ہون۔ اتنے مین ایک پیکر نورانی ظاہر ہوئی شیخ نے مجھسے فرمایا کہ
جانے پوچھ کہ تیرا نام کیا ہے مینے اپنے دل مین یہ سوال کیا اور پیکر نے بھی میرے دلکو

جواب دیا کہ مین عبدالقادر جیلانی ہون اور مین ہی نے مدد کی کہ تیرا دل کھل گیا یہ سنکر مین نہایت متحیر ہوا اور عہد کیا کہ مین ہر جمعہ کی شب کو سارا قرآن شیخ کے نام پر ختم کیا کرونگا۔ پھر ملاشاہ نے کہا کہ ابتو عالم ارواح کی سیر تجھے خوب دکھا دی مین بھی پھر شیخ کا نہایت ممنون اور مطیع ہو گیا۔ دوسرے روز مینے نبی کو اور اونکے اصحاب کو اور اولیا اور ملائکہ کو دیکھا۔ تین مہینے کے بعد مین ایسے تاریک مقام مین پہونچا جہان وہ ہمو تین پھر نظر نہین آئین۔ اس عرصہ مین شیخ نے وحدت اور معرفت کے اسرار مجھے سمجھائے لیکن ہنوز مجرد حقیقت نہین بتائی جب ایکسال گذر گیا تب میرا تصور اصل وحدت تک پہونچا پھر مینے شیخ سے اپنی اس کشف کا حال باین الفاظ بیان کیا۔ کہ مین اپنا بدن محض بمنزلہ پانی اور مٹی کے تصور کرتا ہون۔ اب مجھے نہ اپنے دل کی نہ جان کی کچھ پرواہ ہے۔

افسوس میری اتنی عمر تیری جدائی مین کٹی حالانکہ مجھ مین اور تجھ مین دوئی نہ تھی۔ مگر مین نہین جانا۔ شیخ خوش ہوا اور کہا کہ اب وصل کے مقام پر پہونچگیا۔ پھر اون لوگون سے جو اوسوقت موجود تھے مخاطب ہوکر فرمایا۔ توکل بیگ نے مجھسے تعلیم پائی باطن کی آنکھ کھل گئی اور الوان اور اشکال کے مقامات اوسے دکھا دیئے۔

اب وہ مجاز کی سیڑھی سے گذر کر ایسے مقام پر پہونچا جہانکہ کچھ رنگ نہین ہے۔ وحدت کی حقیقت اوسے معلوم ہو چکی ہے سلوک اور توہمات اوسپر قابو نہین پاوینگے کوئی شخص وحدت کو ظاہری آنکھ سے نہین دیکھ سکتا ہے جب تک نگاہ باطن قوی اور قادر نہو۔ مین اس مضمون کو بغیر عمر خیام کا تھوڑا سا حال لکھنے کے ختم نہین کر سکتا عمر خیام فارس کا نامور نجومی شاعر تھا۔ بعض لوگ اوسے صوفیون مین گنا تے ہین کیونکہ اوسکے اشعار کا طرز اہل تصوف کا سا ہے۔ لیکن دراصل وہ بد مذہب سا تھا۔ اوسنے بہت تھوڑا لکھا ہے لیکن جو کچھ لکھا ہے ہمیشہ یادگار رہیگا۔ نجومی ہونے کی حیثیت سے

لائق لحاظ ہے ۱۱۲۳ھ ہجری مین اوسنے قضا کی - اوسکے عقائد مین دو وجہ سے فرق آگیا اول اوس جیسے زیرک آدمی کو اسلام کا سخت اور تنگ طریق نہایت ناگوار ہوتا تھا دوسرے اوسکی عالمانہ طبیعت کو تصوف سے جسمین ریا کو بڑا دخل ہے اور بڑے بڑے سرگرم صوفی اکثر ریاکار اور فریبی ہوتے ہین - چندان مناسبت نہ تھی - یہ صحیح ہے کہ بعض عمدہ صوفیون مین بہتیری باتین ایسی بھی ہین جنسے پایا جاتا ہے کہ اونھین محض دنیاوی نیکی سے عقبی کا خیال زیادہ ہے یعنے فی الجملہ خدا کو پہچانتے ہین - لیکن ان سب باتون کے ساتھ ایک غرور روحانیت کا ایسا لگ گیا ہے کہ دنیا داری اوسکے سب احکام اونکے نزدیک داخل شر ہین - اور دین و دنیا کو ایسا متروک کیا ہے کہ دونون برباد ہو گئے ہین - ہمہ اوست نے تصوف مین ایسا گھر بنایا ہے کہ پھر آدمی کو اپنی مرضی پر چلنے اور اپنے نفس کو سمجھانے کی گنجائش نہین رہتی - اخلاقی شریعت تقویم پارینہ ہو گئی ہے - بیدینون نے شریعت کی غلامی اور قیود سے آزاد ہونے کو دینداری اختیار کی پس جو تحریک کہ اول کسی اعلے اور عمدہ مقصد سے پیدا ہوئی تھی - آخر کو بدی کی شمر ہوئی اور نتیجہ خراب نکلا - جو دریا کہ پھیل کر سیراب کرنے والا دریا ہونا چاہیے تھا وہ اب وسیع دلدل ہو گئی ہے جنسے وبا و موت سے بھرے ہوئے بخار نکلتے ہین - عمر خیام کو یہ کل کیفیت معلوم ہو گئی ہوگی اور جھوٹی خوشی کے اظہار سے اپنے دل کا حزن و ملال فضول چھپایا چاہتا ہے - اس خیال سے کہ اگر ظاہر پر پردہ پڑ جاتا ہے تو اوسکو کون سمجھے گا -

فنا کے میدان مین ایک لمحہ رہنا ہے -

پل بھر زندگی کا مزہ چکھنا ہے -

ستارے ڈوب رہے اور قافلہ عدم کو روانہ ہوتا ہے اے چلنے والو جلدی کرو

اے ساقی جام کو لبریز کر بار بار اس کہنے سے کیا فائدہ کہ زمانہ ہمارے پیرون تلے نکلا جاتا ہے -

کل کی موت کا کیا غم ہے۔
اگر آج لطف سے گذرتی ہے
عمر خیام یہ سمجھتا تھا کہ دنیا ہی مین جو کچھ ہے سو ہے عقبی اوسکے نزدیک کوئی چیز نہ تھی آدمیون کے سب معاملات کو امور اتفاقی سے جانتا تھا ہر آدمی کو بیکسی و لاچاری کی راہ اختیار کرنی ضرور ہے رات اور دن ایک بساط ہے۔
جسپر تقدیر آدمیون کی مہرون سے بازی کھیلتی ہے۔
ادھر اودھر حرکت اوسکو ہے کبھی برابر رہتی ہے اور کبھی مہرہ مار لیتی ہے لیکن ایک ایک کر کے سب کو آخرش جیت لیگی۔
چلتی ہوئی اونگلی لکھتی ہے اور لکھکر چلی جاتی ہے پھر تیرا سارا اتقا اور ہوشیاری چاہے کہ اوسے (یعنے اونگلی کو) آدھی سطر میٹنے کو لوٹا لا دے۔
یا اپنے تمام آنسوؤن سے ایک لفظ بھی دھو ڈالے تو نہین ہے)
نہ آسمان سے نہ زمین سے کہین سے اوسنے اپنی اس فریاد کا جواب نہین پایا۔
دانشمندون اور بزرگون سے بحث کی اور بڑی بڑی دلیلین سنین لیکن ہمیشہ جس دروازہ مین گھسا تھا اوس سے نکل آیا۔ حق حق اور بق بق دانشمندون پر چھوڑی کیونکہ اوسکے نزدیک صرف ایک بات حق تھی اور سب جھوٹ تھا۔
یعنے جو پھول ایک مرتبہ کھلتا ہے وہ ہمیشہ کو مرجھا جاتا ہے۔ آدمیون کو چھوڑ کر نیچر (قدرت) پر مائل ہوا لیکن اوسمین بھی وہی بات پائی۔
زمین کے مرکز سے ساتوین آسمان تک گیا۔
اور زحل کے تخت پر بیٹھا۔
بہتیری دقتین راہ کی آسان کین۔

پر ایک عقدہ انسان کی موت اور تقدیر کا حل نہ کر پایا۔

اور وہ اندوہا پیالہ جسے ہم آسمان کہتے ہین۔

جسکے اندر پڑے ہوئے جیتے ہن اور مرجاتے ہین

اپنے ہاتھ مدد کے واسطے مت اوٹھا کیونکہ۔

وہ بے اختیاری سے میرے اور تیرے مانند گھومتا ہے۔

عمر کا عقیدہ لکرٹیس کا سا ہے دونون اس بات کے قائل تھے کہ روح ذاتیات مین جسم سے جُدا نہین ہے۔

عقبے کے حیات کا کسی کو یقین نہین تھا۔

لکرٹیس نے اپنے واسطے ایک مذہب بنایا۔ اوسکے اشعار کی غرض اس تعلیم سے ہے کہ دنیا ایک کل ہے جو خود بخود حرکت کرتی ہے یہ تعلیم ہو بتاتی ہے کہ لذت معبود ہے اور یہ کہ آخرت کوئی چیز نہین لیکن عمر نے کوئی مذہب نہین بنایا وہ اپنے شکوک و پیچیدگیون کو ظاہر کرتا ہے اوسے یہی پسند ہے کہ اپنے مخالف دعوون کا اندازہ کرتے شک کے مقام مین پڑا رہے یہ امر کہ اسی دنیا مین خاتمہ ہے۔ اور کوئی دوسرا عالم نہین ۔لکرٹیس کو گران نہ تھا۔

لیکن عمر جسکو عقل اگر اجازت دیتی تو فوراً عقبے کا اعتراف کرنا کمال رنج و افسوس سے سخت مایوسی کے کلمات لکھتا ہے۔

اس بات سے کچھ خوش نہین کہ کہین کچھ سہارا[1] نہین۔ اور ہرچند جام مے طلب کرکے سیرگاہ سے یہ شور اوٹھتے ہوئے سُنتا ہے کہ ای بچو اوٹھو اور جام بھرلو

اگرچہ عمر نے بظاہر بدبینی کو اختیار کیا لیکن یقین کامل نہین کہ درحقیقت ایسا بدعقیدہ تھا اور اگر اوسکے زمانہ

قبل از انکہ زندگی کا پیالہ لبریز ہو۔
با این ہمہ اوسوقت پر بھی اوسکی نگاہ ہے جسوقت مین کہ دانش کے اقرار کرنیوالون
کے ساتھہ یہ کہ سکتا تھا کہ
حکمت کا تخم اونکے ساتھ مینے بویا۔
اور میرے ہی ہاتھہ کی محنت سے اوگا۔
فرقہ وہابیہ کا بانی محمد ابن عبد الوہاب تھا جو نجد کے ایک فرقہ مین ۱۶۹۱ء مین پیدا ہوا
تھا۔ وہابی آپ کو موحد (یعنے توحید کے ماننے والے اور شرک سے بچنے والے)
کہتے ہین لیکن اونکے مخالفون نے محمد کے باپ کے نام پر اس فرقہ کا نام رکھدیا یعنے
وہابی کہتے ہین۔
محمد بڑے دانشمند اور زبردست جوان مزاج کے شخص تھے۔ عربی کی تحصیل سے فارغ

اکے حالات پر لحاظ کرین تو عمر خیام کی غلطیون پر کچھ ہو سکتا ہے۔ اوسکی صاف اور پختہ عقل
نے اس مروج تقیہ سے جو اوس زمانہ کی سرگرم طبیعتون کا مامن تھا۔ انحراف کیا اور اون
عیارون سے جنکی ساری دینداری اور سرگرمی محض ریا کے پیرایہ مین تھی گھبراتا تھا کیونکہ اوکی بیباک
طبیعت کو ایسی باتین بڑی گران تھین۔ اور اوس باریک زمانہ مین اگر کوئی فکرمند مسلمان اپنے
حال کی اصلاح کرنا چاہتا تو اسلام سے باہر کدھر جاتا کوئی پادری ایسا نہ تھا جو فارس کے
پہاڑون پر خوشخبری پہونچاتا۔ مسیحی جو اوس سرزمین مین رہتے تھے وہ اوسے بت پرست معلوم
ہوتے ہونگے۔ سعدی کے احوال مین ایک مصنف لکھتا ہے۔ مذہب عیسوی سے جو کچھ تعلق اونھین
ہوا تھا وہ صرف اسیقدر رہا کہ طرابلس مین عیسائی مجاہدون نے گرفتار کر کے غلام بنایا تھا یہی
ابتدائی فارسی علم ادب کے زمانہ عروج مین رہی ۱۲ (کلکتہ ریویو نمبر ۴۹)

ہو کر حنفی مذہب کے مسائل سیکھے - پھر اپنے باپ کے ساتھ حج کو گیا اور مدینہ مین رہکر شریعت
کی مزید تعلیم پائی پھر چند مدت تک اصفہان مین علماء کی صحبت مین رہا - وہانسے عالم ہو کر اپنے
مولد یعنے قریہ عینیہ کو مراجعت کی جہان کہ ایک مدت تک دین کی تعلیم دیتا رہا - اوسکو یہ حالت
دیکھکر بڑا صدمہ ہوا کہ عرب نے پیغمبر کے طریقونکو جنمین کسیطرح تغیر نہین ممکن تھا بدل ڈالا ہے اور
عیش وعشرت مین پڑگئے ہین عمدہ پوشتین رکھتے اور لباس ریشمی پہنتے ہین -
زیارتگاہون اور متبرک مقامات کے سفر مین نحس وسعد کو مانتے ہین جس سے رسول اللہ کے
دین مین خلل آگیا ہے - اوسنے دیکھا یا ایسا سمجھا کہ بزرگون اور ولیونکی تعظیم لوگ اسقدر کرتے
ہین کہ توحید مین نقصان (یعنے شرک لازم آتا ہے - اسکا سبب نہایت ظاہر تھا قرآن و
سنت کو بھول گئے تھے - بزرگون کے اقوال اور چارون امامون کے اجتہاد کی پیروی
کرتے تھے - اسواسطے اوسے بڑا کام کرنا تھا - جماعت اسلام کی اصلاح اور لوگونکو کتاب
وسنت کی پیروی پر جیسا کہ صحابہ نے فرمایا تھا لانا ضرور تھا یہ سچ ہے کہ سنی مقابلہ کو اوٹھے
اس سبب سے کہ اونکے امامونکی وقعت اور تقلید مین فرق آتا تھا لیکن اس سے کیا ہوتا محمد اول
خود حنفی تھا اب وہ ابو حنیفہ کے ترک تقلید پر آمادہ ہوگیا کیونکہ سنت کے باب مین بجز اصحاب
نبی کے اور کسی کا قول معتبر نہ تھا - اسواسطے اُسنے بزرگ امام کی تقلید چھوڑی اور اپنا مسلک
الگ جاری کیا - اوسنے کہا کہ مسلمان حجاج نبی کی قبر اور علی کی زیارتکو اور ولیونکو پوجتے ہین اور
اونکے مزارون پر سعی کرتے ہین (یعنے گھومتے ہین - اور یہ سمجھتے ہین کہ اس سے دین و دنیا
کی مرادین برآتی ہین - کس چیز سے مرادین مانگتے ہین - کیا مٹی اور پتھر کی دیوارونسے -
کیا مردہ نعشون سے جو قبرون مین دفن ہین - اگر تم اونسے پوچھو تو جواب یہ دینگے کہ ہم
ان چیزونکو معبود نہین کہتے بلکہ اونسے یہ عرض کرتے ہین کہ خدا سے ہمارے واسطے
سفارش کرین لیکن نجات کی اصل راہ یہ ہے کہ آپکو اوسیکے سامنے جھکا دے جو ہمیشہ

موجود ہے اور اوسیکی تعظیم و پرستش کرے جسکا کوئی ساجھی یا برابر نہین،، ان باتون سے مخالفت پیدا ہوگئی اور محمدؐ نے ایک سردار محمد ابن سعد سے پناہ چاہی۔ اوسنے وہابیون کے معاملہ مین بڑی مدد پہونچائی۔ یہ شخص بڑا جری اور الوالعزم تھا،، اسنے اپنے سپاہیونکو حکم دیا کہ جس مقام پر قبضہ کرو وہان کے جوانون کو تہ تیغ کرو اور جسقدر چاہو لوٹ مار کرو لیکن عورتون کو مت مارو اور اونکی عصمت مین رخنہ نہ ڈالو۔ لڑائی کے دن ہر سپاہی کو ایک خط دیا کرتا تھا کہ اس سے عقبے مین کچھ حساب نہ لیا جاوے یہ خط بہشت کے داروغہ کے نام ہوتا تھا ایک تھیلی مین اسے بند کردیتے تھے جسے سپاہی اپنے گلے مین ڈال لیتے تھے۔ سپاہیونکو یہ ترغیب دیجاتی تھی کہ جو لوگ لڑائی مین جان دینگے وہ سیدھے بہشت مین جاوینگے منکر نکیر قبر مین اونسے کچھ حساب نہ لینگے۔ جو لوگ لڑائی مین مارے جاتے تھے اونکی بیواؤن اور یتیمون کو زندہ آدمی مخارج مایحتاج سے خبرگیری رکھتے تھے پس ایسے لوگون کو جنکے دلون مین شوق کی آگ اوس چیز کی جانب بھڑک رہی تھی جسکو وہ حق جانتے تھے اور جو در صورت فتحیابی کے غنیمت پاتے تھے اور در صورت مقتول ہونے کے سیدھے بہشت کو جاتے تھے کونسی چیز جنگ سے روک سکتی تھی۔ ایک مدت کے بعد محمد ابن سعد نے ابن عبدالوہاب کی بیٹی سے شادی کرکے وہابیون کے خاندان کی بنیاد ڈالی جو آجتک ریاض(۱) پر حکومت کرتا ہے۔ الغرض آغاز اس فرقہ کا اسطرح ہوا جو رفتہ رفتہ

---

(۱) وہابی سردارون کے نام اور اونکی تاریخ وفات بہ تفصیل ذیل ہے۔ محمد ابن سعد نے ۱۷۶۵ء مین قضا کی عبدالعزیز ۱۸۰۳ء مین مقتول ہوئے۔ سعد ابن عبدالعزیز نے ۱۸۱۴ء مین وفات پائی عبداللہ ابن ۱۸۱۸ء مین مقتول ہوا۔ سید ترکی ۱۸۳۴ء مین مقتول ہوا شیخ فیصل نے ۱۸۶۶ء مین انتقال کیا عبداللہ اب تک زندہ ہے ہیو صاحب کی نوٹ ص (۲۲)

تمام وسطی اور شرقی عرب مین پھیل گیا اور اس صدی کے آغاز مین ہندوستان مین بھی رواج پایا۔ ۱۸۰۳ء مین مکہ و مدینہ دونون وہابیون کے قبضہ مین آگئے۔ اور تمام چیزین جنکا استعمال وہابیون کے عقائد کے خلاف تھا دُور کردی گئین تسبیحین اور تعویذ اور ریشمی لباس اور حقے سب آگ مین جلا دئیے۔ کیونکہ حقہ پینا گناہ کبیرہ ہے۔ پالگریو صاحب نے اس مقام پر ایک عمدہ حکایت لکھی ہے۔

عبدالکریم نے کہا کہ خدا کی تعظیم مین مخلوق کو شریک کرنا شرک ہے (شرک کا مرتبہ گناہ کبیرہ سے زیادہ ہے) مینے کہا کہ البتہ یہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن اسکے بعد کونسا گناہ ہے؟ تو دوستنے فوراً جوابدیا کہ اسکے بعد حقہ پینا ہے۔ پھر مینے پوچھا کہ قتل اور زنا اور جھوٹی گواہی کیسے گناہ ہین؟ تو اوس دوست نے کہا کہ خدا غفور الرحیم ہے یعنے یہ گناہ صغائر مین سے ہین۔

مکہ اور مدینہ ۹ برس وہابیون کا قبضہ رہا اوسکے بعد ٹرکی فوج نے اونھین وہانسے نکالدیا۔ اور وہابیون کے چوتھے سردار عبداللہ کو ابراہیم بادشاہ نے مقید کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا جہانکہ ۱۸۱۸ء نومبر کے میدان مین مقتول ہوا۔ تب سے وہابیون کی ملکی قوت صرف عرب کے ملکون پر محدود رہی لیکن اونکا مذہب جابجا پھیل گیا ہے۔

ہندوستان مین وہابیون کے سردار ایک تربیت یافتہ قزاق یعنے سید احمد تھے یہ شخص رائے بریلی واقع ملک اودہ مین ۱۷۸۶ء مین پیدا ہوئے تھے۔ ۳۰ سال کی عمر کو پہونچکر لوٹ مار چھوڑدی اور دہلی مین رہکر شریعت اسلام کی تعلیم پائی۔ چند مدت کے بعد حج کیواسطے مکہ کو چلے گئے چونکہ اونکے عقائد محمد ابن عبدالوہاب سے ملتے تھے مکہ کے عالمون نے ناراض ہوکر نکلوا دیا۔ ایذا پانے سے عقائد اور بھی پختہ ہوگئے اور وہابی مشہور ہوکر ہندوستان کو واپس آئے۔

چندہی مدت مین لوگ بکثرت اونکے مرید ہوگئے اور ۱۸۲۶ء مین سکھو نپر جہاد کا حکم دیا

اِس جنگ کا انجام اچھا نہوا ۱۸۳۱ء مین سکھون نے بعہد شیر جنگ وہابیون پر حملہ یکایک کیا اور سید احمد کو قتل کر ڈالا مگر اس سے بھی اشاعت عقائد وہابیہ کے بند نہوئے کیونکہ سید احمد نے خوش قسمتی سے اپنے بعد ایک شاگرد نہایت مستعد اور سرگرم چھوڑ دیا تھا۔ اِس شخص کا نام محمد اسمٰعیل تھا جو ۱۷۸۱ء مین قریب دہلی پیدا ہوئے تھے ذکی الطبع جوان اور جوہر قابلیت سے متصف تھے۔ مسلمانون کے تمام علوم سے جلد فراغت پائی۔ اور سب سے پہلے دہلی کی مسجد مین توحید کی تعریف اور شرک کی مذمت پر وعظ کہا۔ پھر سید احمد سے بیعت کی اونھون نے بہت جلد اِس نئے مرید کو بڑا مطیع کر لیا۔ اسمٰعیل نے ایک شب سید احمد سے کہا کہ مین حضور قلب سے نماز نہین پڑھ سکتا۔ یہ سُنکر سید موصوف اونھین اپنے حجرہ مین لے گئے اور فرمایا کہ چند رکعت میرے پیچھے پڑھو اور باقی نماز اکیلے مین ختم کرو۔ اونھون نے ویسا ہی کیا۔ اور خدا کے سوچ مین ایسے محو ہوگئے کہ صبح تک مشغول رہے۔ پھر تو وہ اپنے مرشد پر نہایت گرویدہ ہوگئے۔ بڑے بڑے مباحثون مین جو اکثر ہوا کرتے تھے کوئی اسمٰعیل کی ہمسری نہین کر سکتا تھا۔

توہب کے اِس سرگرم واعظ کا نام خاصکر تقویتہ الایمان کے سبب سے ابتک یادگار زمانہ ہے۔ مینے اِس باب مین عقائد وہابیہ کا بیان اوسی کتاب سے اخذ کیا ہے۔ اگر مضامین منقولہ کے ساتھ مصنف کا حوالہ نہو تو یہی سمجھنا چاہیے کہ سید احمد کے نہایت نامور مرید محمد اسمٰعیل سے اون مضامین کو نقل کیا ہے۔

تقویتہ الایمان کے بعد دوسری کتاب صراط المستقیم ہے جسے اسمٰعیل کے ایک مرید کی تصنیف بتاتے ہین۔ وہابیون کے عقائد اب تمام ہندوستان مین پھیل گئے ہین۔ دکن مین حالانکہ دینداری کا شوق اور مذہب کی تحقیق کم ہے تسپر بھی بہتیرے وہابی ہوگئے

پچھلی مردم شماری کی رپورٹ سے ثابت ہوتا ہے کہ چار ہزار وہابی احاطہ مدراس مین اور کل تعداد

ہین۔ یہ تحریک بھی عجیب تھی اور اب بھی ہے۔ ایک معنی سے یہ ایسی سعی ہے جسے پچھلے محدثون کے خلاف سمجھنا چاہیئے لیکن یہ کسیطرح نہین کہہ سکتے کہ وہابیون کو حدیث سے انکار ہے۔ وہابی اسکو تسلیم کرتے ہین کہ ایمان کا پہلا رکن قرآن ہے اور دوسرا وہ احادیث ہین جو بسند اصحاب قلمبند ہوئین اور اجماع صحابہ کے بھی قائل ہین یعنے جن امور مین قولاً یا فعلاً اصحاب متفق تھے اونکو بھی مانتے ہین پس سُنیون کی طرح وہابیون کے نزدیک بھی محمد صاحب کے کل افعال اور اقوال بجنسہٖ ہدایت ہے۔

پس وہابیون کے مذہب سے ترقی کی اُمید اسلیئے کہ اونکا رجوع اسلام کے اصلی عقائد کی طرف ہے نہایت بعید ہے کیونکہ یہ فرقہ اسلام کی پُرانی بیڑیون کو اور بھی مستحکم کرتا ہے۔

اوس سے کوئی نئی بات نہین نکلتی ہے۔ نہ ایسے مذہب سے آزاد ہونے کی اوسمین کچھ تدبیر ہے۔ جو قرآن اور احادیث کو تہذیب اور اخلاق اور حسن معاشرت اور دینداری کی بجنسہٖ اور مکمل شریعت بناتا ہے۔

وہابی توحید کے مسئلہ پر بڑا زور دیتے ہین۔ یہ سچ ہو کہ کل مسلمان فرقے توحید کو اوّل مرتبہ پر رکھتے ہین۔ لیکن وہابی اون فعلون سے بھی منحرف ہین جنمین شرک پایا جاتا ہے حالانکہ اور فرقون مین اونکا رواج ہے۔ اِس سبب سے اِنمین اور اور مسلمانون مین فساد رہتا ہے۔ انکے نزدیک بڑا گناہ شرک ہے (خدا کے ساتھ کسیطرح پر دوسرونکو شریک کرنا) مشرک وہ ہے جو مرتکب شرک کا ہو۔ سب مسلمان عیسائیون کو مشرک کہتے ہین اور وہابی سوائے اپنے اور سب مسلمانونکو مشرک جانتے ہین کیونکہ

مسلمانون کی اِس ملک مین ہیں لاکھ ہے۔

وہ نبی سے شفاعت کی امید رکھتے ہین ولیون سے مرادین مانگتے ہین۔ زیارتون کو جاتے
ہین علے ہذالقیاس اور ناجائز کام کرتے ہین۔ تقویۃ الایمان مین لکھا ہے کہ دین مین
دو باتین لازمی ہین۔ خدا کو خدا اور نبی کو نبی جاننا۔ اور بنیاد ایمان کی دو چیزین ہین توحید
اور سنت کی پیروی۔ دو بڑی غلطیان جنسے بچنا چاہیئے شرک و بدعت ہے۔
چونکہ یہ لوگ بدعت کو (یعنے نئی بات نکالنے کو) بڑا عیب جانتے ہین۔
اسواسطے اونسے ترقی کی امید دشوار معلوم ہوتی ہے۔ شرک چار قسم کا ہوتا ہے
شرک العلم۔ یعنے خدا کے علم مین غیرون کو شریک کرنا۔ شرک التصرف۔ خدا کی
قدرت مین غیرون کو شریک کرنا۔ شرک العبادت۔ غیر خدا کی بندگی کرنے یا خدا کی بندگی
مین اونکو شریک کرنا۔ شرک العادت ایسی رسمین کرنی جنسے سواے خدا کے
دوسرون پر بھروسہ ہوئے۔ دیکھو تقویۃ الایمان اول قسم یعنے شرک العلم کی اسطرح
شرح کی ہے کہ انبیا و اولیا غیب کی باتین جب تک کہ خدا اونپر ظاہر نہ کرے نہین جانتے
ہین چنانچہ بعض اشرار نے (ایک دفعہ) بی بی عایشہ پر تہمت لگائی۔ نبی علیہ السلام بہت
رنجیدہ ہوئے اور جبتک کہ خدا نے خبر نہ دی معاملہ کی حقیقت پر مطلع نہ ہوئے۔ اسواسطے
یہ جاننا کہ نجومیون اور رمالون اور ولیون مین غیب دانی کی قدرت ہے سراسر شرک ہے۔
اور جو لوگ ایسا کہتے ہین کہ ہم غیب کی باتین جانتے ہین مثلاً تقدیر کی باتین بتانے والے
اور فال نکالنے والے اور خوابون کی تعبیر بیان کرنے والے اور نیز وہ جو الہام پانے کا
اقرار کرتے ہین سب جھوٹے ہین۔ پھر اگر کوئی بجاے خدا کے کسی ولی کا نام لے یا
مصیبت کے وقت اوسے پکارے۔ یا دشمن پر حملہ کرتے وقت اوسکا نام لے یا نام
لیکر پکارے یا اوسکا خیال باندھے۔ یہ شرک العلم ہے۔
دوسری قسم شرک التصرف ہے کہ خدا کی قدرت مین دوسرے کو شریک سمجھے جو کوئی

خدا کے ساتھ کسی دوسرے کی شفاعت کی امید رکھے وہ شرک ہے۔ جن لوگون نے سواے اوسکے دوست پکڑے ہین یہ کہکر کہ ہم اونھین عبادت نہین کرتے مگر اسلئے کہ ہمین خدا سے نزدیک کرین اللہ اونکے (اور مومنون کے) درمیان اوس چیز کی بابت جسمین کہ وہ مختلف فیہ ہین انصاف کرے گا۔

(سورۂ زمر آیت ۴۳) شفاعت تین طرح پر ہوسکتی ہے مثلاً بادشاہ کے سامنے کوئی مجرم کھڑا ہو اور وزیر اوسکی شفاعت کرے بادشاہ اوسکے رتبہ کا لحاظ کرکے مجرم کو چھوڑ دے اسی شفاعت الوجاہت (رعایتی بخشش) کہتے ہین۔ لیکن خدا کی نسبت یہ گمان کرنا کہ اوسکے کوئی ایسا رتبہ والا ہے جسکے کہنے سے گنہگار کو معاف کردے شرک ہے۔

دوسرے ملکہ یا شاہزادے مجرم کی شفاعت کرین۔ بادشاہ اونکی محبت کے سبب سے اوسے معاف کردے اوسے شفاعت المحبت کہتے ہین۔ لیکن خدا کی نسبت یہ سمجھنا کہ اوسے کسی سے یہ محبت ہے کہ اوسنے اوسکے سبب سے گنہگار کو چھوڑ دیا محبوب کو اوسکی قدرت مین شریک کرتا ہے اور یہ شرک ہے۔ کیونکہ خدا کی عدالت مین ایسی قدرت غیر ممکن ہے۔ چاہے خدا اپنے فضل سے مقبول بندونکو حبیب (یعنی محبوب) اور خلیل (دوست) وغیرہ خطاب دے لیکن بندہ آخر بندہ ہے۔ غلامی کی حدود سے قدم باہر نہین لیجا سکتا۔ نہ بندگی کے مقام سے تجاوز کرسکتا ہے۔ تیسرے بادشاہ خود مجرم کو بخشنا چاہتا ہے لیکن اوسے یہ اندیشہ ہے کہ اگر مینے بخشدیا تو میرے قانون مین فرق آجاوے گا۔

وزیر بادشاہ کی نیت پاکر شفاعت کرنے لگتا ہے۔ اس قسم کی شفاعت جائز ہے۔ اسے شفاعت باالاذن (اجازت پاکر شفاعت کرنے) کہتے ہین۔ اور اسی قسم کی شفاعت کی قدرت حساب کے روز محمدؐ صاحب کو ہوگی۔ وہابیون سے

نزدیک محمد صاحب کو بالفعل یہ قدرت نہین ہے ۔ اگرچہ اور مسلمانون کا عقیدہ بالفعل یہی ہے
وہابی اِس سبب سے اور مسلمانون کو شرک بہ شرک تصرف کہتے ہین اور اپنے عقائد کی تائید
مین ان آیات کو دستاویز گردانتے ہین اوسکے سامنے بجز اوسکے اذن کے اور کون شفاعت
کرسکتا ہے ۔ (سورہ بقرہ ۲۵۶ ۲ کہہ دی کہ جمیع شفاعت خدا کی ہے اور آسمان اور زمین سب
اوسیکا ملک ہے) سورہ زمر ۳۹-۴۶) وہابی یہ کہتے ہین کہ جہان کہین قرآن یا احادیث مین کسی نبی یا رسول
کی نسبت شفاعت کا کچھ ذکر آیا ہے وہ اسی قسم کی شفاعت مراد ہے ۔

تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ سوا ے خدا کے دوسرے کی بندگی کے ارادہ سے سجدہ
کرنا ۔ اسمین اولیاء کے مزارون کا طواف بھی داخل ہے ۔ سجدہ کرنا ۔ سر جھکانا ۔ ہاتھ
باندھکر کھڑا ہونا ۔ کسی کے نام پر روپیہ صرف کرنا ۔ یا کسی ولی کی تعظیم کے واسطے روزہ رکھنا
یا حاجی بنکر کسی ولی کی زیارت کو جانا ۔ اور راستہ مین اوسکا نام لیکر پکارنا شرک
العبادت ہے ۔

قبرون پہ غلاف چڑھانا ۔ یا دعا مانگنا ۔ یا کسی پتھر کو بوسہ دینا کسی مزار کی دیوار سے
مُنھ یا سینہ رگڑنا ۔ علیٰ ہذا القیاس جائز نہین ۔ ،، اسمین بزرگون کی قبرون پر جانے
کی جسکا عام رواج ہوگیا تھا اور بعض اور رسمون متعلق حج مکہ کے سخت مذمت ہے ۔
کل رسمین جنکی اِس جگہ مذمت ہے شرک فی العبادت مین داخل ہین ۔

چوتھا شرک رسوم توہمات کا جاری رکھنا جیسے استخارہ (تسبیح کے دانون پر
پڑھ کے ہدایت طلب کرنی) شگون نیک یا بد کو ماننا ۔ دنون کو سعد یا نحس جاننا ۔
اِس قسم کے نام رکھنا جیسے عبد النبی (نبی کا غلام) اور علیٰ ہذا القیاس ۔ فی الحقیقت
ایسے رسوم کی مذمت کرنے سے اور اونھین شرک گردانتے سے وہابیون کو اور
مسلمانون سے روزمرہ لڑنا پڑتا ہے کیونکہ دنیا مین مسلمانون سے زیادہ تعویذ اور

گنڈون اور نجومیون کی ماننے والی کوئی قوم نہین ہے۔ پہلی اور چوتھی قسم یعنے شرک العلم اور شرک العادت مین یہ فرق ہے کہ اول الذکر مین غیب دانی کا عقیدہ ہوتا ہے۔ اور دوسری مین عمل کرنے کی عادت ہوتی ہے۔

نبی کی یا علی کی یا اماموں کی قسم کھانا ایسی تعظیم ہے جو صرف خدا کو سزاوار ہے۔ اسواسطے یہ شرک فی الادب ہے۔

دوسرے عام عقیدہ جس سے وہابی انکار کرتے ہین یہ ہے کہ اور مسلمانون کے نزدیک حج کرنے اور نماز اور روزہ اور ورد اور فاتحہ اور قرآن پڑھنے کا اور مراقبہ کرنے کا اور خیرات دینے کا اور اور کار خیر کا ثواب مردون کو پہونچ سکتا ہے اور وہابیون کے نزدیک ان کامون کا ثواب مطلق نہین پہونچتا ہے۔

وہابیون کے عقائد مذکورۃ الصدر کی تفصیل سے ثابت ہے کہ وہ لوگ توحید کو سخت پکڑتے ہین۔ کلمہ لا الہ الا اللہ (سواے خدا کے کوئی معبود دوسرا نہین) نفس حقیقت ہے۔ بااینہمہ مسلمان خدا کی حقیقت سے بہت دُور پڑے ہین۔ خدا کی ابوّیت کے انکار کرنے سے اونھون نے ایک ایسا معبود قرار دے لیا ہے جو کرم و محبت مین کم اور قہر و غضب مین زیادہ ہے۔ سب کام اپنی خوشی سے کرنے والا اور کل طریقون مین بے پروا اور بے نیاز ہے۔ مسلمان خدا کا بیٹا ہونے سے غلام بننا پسند کرتا ہے۔ وہابی ان سب باتون پر جو مسلمان کے پہلے رکن ایمان سے نکلتے ہین بہت زور دیتے ہین۔ مین اس بارہ مین پالگیو صاحب کو ترجیح دیتا ہون۔ کیونکہ وہ وہابیون سے خوب واقف ہین۔ اور اونکی نسبت تعصب کا گمان بھی نہین ہوسکتا ہے۔ جو عبارت اونکے بیان کی ہے۔ وہ بھی ذرہ طویل ہے لیکن اوسکا دیکھنا فائدہ سے خالی نہوگا بلکہ درحقیقت اوس کل مضمون کو پڑھنا چاہیئے جسکو ہمنے

نقل کیا ہے - اور وہ عبارت یہ ہے -

سوا ے خدا کے کوئی خدا نہین ہے یعنے بجز خدا کے کوئی دوسرا معبود بندگی کے لائق نہین - عربی مین اس کے معنے بہ تحقیق اسی قدر ہین لیکن مسلمان اس سے اور باتین بھی مراد لیتے ہین - اون کا مقصود نہ صرف اس سے اِس امر کا انکار ہے کہ خدا تعالے کی ذات یا تشخیص مین کثرت اور جمعیت کو مطلق دخل نہین اور نہ صرف اِس بات کا استقرار ہے کہ وہ جو نہ والد ہے نہ مولود ہے اوسکی ذات پاک مجرد و مطلق وحدت ہے - بلکہ الفاظ مذکورہ سے عربی مین اور عربوان مین علاوہ معنی مسبوق الذکر کے یہ مراد بھی ہوتی ہے کہ خدا کی ذات بزرگ اور برتر سارے جہان کی خود مختار محض اور قادر محض اور فاعل محض ہے - باقی ممکنات عام اِس سے کہ وہ روح ہون یا جسم عقل حیوانی یا انسانی حکمت سے ہون یا اخلاق سے تمام حرکات و سکنات افعال و ارادہ اور قابلیت اور استعداد مین اوسکے قدرت کی محل ہے -

پس اِس چھوٹے سے جملہ مین اوس سارے مذہب کا خلاصہ ہے جسے اِس سبب سے کہ کوئی بہتر نام مجھے نہین ملتا ہے - اگر ہمہ اوست کہا جاوی تو غیر مناسب نہ ہوگا - ہر فعل مین جو اوسکے مطلق قدرت اور نشان حاضر و ناظر سے متعلق ہو محض اکیلا ہے - اوسکی قدرت کسی قاعدہ یا قانون یا حد کے محکوم نہین وہ اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے - اوسکی قدرت مین جا ہو کوئی شریک ہو تو نہین جو قدرت اور فعل بظاہر اوس سے معلوم ہوتا ہے وہ سب اوسیکا ہے اوسکی خوشی بھی ہے کہ اوسکی مخلوق ہمیشہ اوسکے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار

اور اوسکی الوہیت کا اور علویت کا اقرار کرتی رہے - اور اوسکی باندی اور عزت سے کچھ
[illegible] کو نہین پہونچتا ہے - اوسے سواے اپنی مرضی اور حکم کے کچھ سروکار نہین - نہ
[illegible] کوئی بیٹا ہے نہ مصاحب ہے نہ مشیر ہے - نہ اپنی ذات سے کسی چیز کا محتاج
ہے نہ اوسے اپنے مخلوقات کی کچھ پرواہ ہے - یہی سبب ہے کہ اپنی شان بے نیازی
سے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے - پالگیرو صاحب کی کتاب دربارہ عرب جلد اول
صفحہ ۳۶۹ -

پالگیرو صاحب کے نزدیک خدا کی معبودیت کی [illegible] ایسا خیال کروہ اور خلاف
[illegible] لیکن وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ قرآن کے مصنف کے ذہن و نیت کا صحیح آئینہ ہے
[illegible] صاحب کے عقائد در حقیقت ایسے ہی تھے اور صحیح معتبر احادیث و روایات اور عالم
[illegible] ون کی تفسیرون سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے - بہر نہج اسمین شک نہین کہ پالگیرو صاحب
[illegible] دو ضروری اوصاف اسلام کی باتین بیان کرنے کے واسطے موجود تھے ایک تو یہ
[illegible] عربی زبان سے خوب واقف تھے دوسرے اون اون لوگون سے راہ و رسم رکھتے تھے
[illegible] ان کہ میرا تجربہ پہونچتا ہے اوسکے - واسطے مین یہی کہتا ہون کہ پالگیرو صاحب کے
بیان سے مخالفت کرنے کی مجھے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے -

[illegible] ایسا ہوتا ہے کہ بعض آدمی اسقدر اچھے ہوتے ہین کہ اونکا اچھا اذکار دین نہین
ہوتا بلکہ خود نبی بھی ہمیشہ ایک حال پر نہین رہتے تھے - اسلام کی بعض باتین اچھی
بھی ہین لیکن کُل کا نفس مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا جس سے کوئی ایسی راہ
نہین نکل سکتی ہے جو زمانہ بزمانہ نیکی کی ترقی کا موجب ہو -

عربون مین ایک کہاوت ہے کہ جیسا معبود ویسا ہی عابد (پالگیرو صاحب کی کتاب
جلد اول صفحہ ۳۷۲)

پس پہلی عقائد کی طرف مسلمانون کی بازگشت جس سے بعضون کو ترکی کی اصلاح کی اُمید پڑتی تھی۔ صرف یہی ہے کہ اونکی ترقی کو روکنا اوسی حالت مین چھوڑ دینا کیونکہ اسلام کی ذات ایسی ہے کہ اوسمین ترقی ممکن نہین اور اسیواسطے وضع ہوا کہ ایک حال پر رہے اپنے خدا کی مانند بے ثمر اور اول رکن ایمان کے مانند بیجان اور وہ سب لوازم جو حقیقی زندگی ہین اونکے واسطے محض غیر مُکتفی۔ کیونکہ حقیقی زندگی درحقیقت محبت اور رفاقت اور ترقی کا نام ہے۔ اور ان سب سے قرآن کا خدا معرا ہے۔ کل ترقی اور ایجاد اور تغیر اوس سے ممنوع ہے“۔

محمد ابن عبدالوہاب ذہن کے رسا اور طبیعت کے ذکی تھے اونھون نے ہزار برس کی تاریکی بعد ایسی آنکھ سے جو عقاب کی مانند دوربین تھی۔ یہ دیکھا کہ مسلمانون نے دین مین بہت سی باتین بڑھا دی ہین۔ تعلیم کی بے بہا نعمت اوسے حاصل تھی اور یہ جان سکتا تھا کہ تغیر (یعنے بدعت) ترقی اسلام کے مخالف ہے۔

یہ تحقیق البتہ اوسکی لیاقت کی دلیل تھی لیکن اوسکی قابلیت اور علم کا نتیجہ کیا ہی افسوس کے لائق تھا یعنے اپنے دین وملت کا متبع ہوکر ترقی کی کل اُمید ون کو روکنا اور اسلام کے منشا کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ اسمین شک نہین کہ جو کچھ اچھے مسلمانونکو کرنا چاہیے تھا وہی اوسنے کیا لیکن اوسکے اس کام سے اسلام کی ترقی کی اُمید رکھنی ایسی بات ہے جیسے کوئی جو اوس مذہب سے خوب واقف ہے کبھی یقین نہین کرے گا۔

پس خلاصہ وہابیون کے عقائد کا یہ ہے کہ سوا اونکے اور سب مسلمان مشرک ہین اتباع سنت نبوی کی بڑی تاکید کرتے ہین۔ زیارات کو توڑتے ہین لیکن مکہ کی حجراسود کے واسطے سفر حج کے فرض ہونے پر اسرار کرتے ہین تسبیح کا استعمال

اونکے یہان گناہ ہے لیکن اونگلیون پر خدا کے ننانوے نام گنا بڑا ثواب ہے۔

وہابیت سے انسان کے طور و طریق مین سختی اور بے تہذیبی آجاتی ہے سوا سے معماری کے اور سب نقاشی سنگتراشی اور فن موسیقی کی تحصیل اونکے یہان ناجائز ہے۔

اسمٰعیل نے ایک حدیث معتبر اور اپنے مطلب کی موئد سمجھکر نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ مینے ایک شطرنج خریدی جسپر کچھ تصویرین بنی تھین نبی دروازہ مین آکر کھڑے ہورہے اور چہرے سے ملالت کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ امے اللہ کے رسول (توبہ کرتی ہون مین خدا کی اور اوسکے سامنے) مجھسے کیا قصور سرزد ہوا جو آپ اندر نہین داخل ہوتے تب آپ نے فرمایا کہ یہ شطرنج کیسا ہے۔ مینے جواب دیا کہ یہ بھی آپ کے بیٹھنے اور آرام کرنے کو خریدا ہے۔ اسپر رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن خدا تعالے تصویرون کے بنانے والے سے کہے گا کہ اسمین جان ڈال اور وہ نکر سکیگا پھر اوسے سزا دیگا جس گھر مین تصویرین ہوتی ہین اوسمین رحمت کا فرشتہ نہین آتا ہے۔ ایک حدیث ابن عباس سے منقول ہے اوسکا یہ مطلب ہے کہ نبی علیہ السلام صورون کو قاتلون کے مان اور باپ کا خون کرنے والون کے برابر بتلاتے تھے" وہابی ان سب باتونکو پسند کرتے ہین بس ایسے مفید اور مفرح فنون کے ممنوع قرار دینے سے وہابی آپکو باقاعدہ ریاکار بنانا چاہتے ہین۔ بجز متبعین ملت کے اور سبھون کے دلون مین اونکے ایسے عقائد کی تحقیر اور نفرت بڑھ جائیگی۔ اور جہان کہین اوسکا قابو ہوسکتا تلوار کے زور سے اپنے عقائد کو منواتا۔

وہابیون کا مذہب بھی درحقیقت ایک طرح کی اصلاح ہے اور اسلام کی حالت دریافت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اور طرقون مین اصلاح کی کوششین ہوئین اور

ہمیشہ ایسی کوششین ہوتی رہینگی لیکن جب تک قرآن وسنت سے اس دنیا کے معاملات کی اصلاح ہوا کرے گی۔ تب تک نئی روشنی اور تہذیب کی ترقی غیرممکن ہے۔ پس اسلام کی یہ تاثیر جو ترقی کی مانع ہے عیسائی کو اپنے دین کے پھیلانے مین اوس سے بڑی دقتین پیش آتی ہین۔ اسلام کا ایک حال پر رہنا ہی بہت سے ملکون کی بربادی کا موجب ہے اوس سے تعلق رکھنا ایسا ہے جیسے زندہ کا تعلق مردہ سے اور جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ اسلام دین عیسوی کی بہن ہے۔ وہ سراسر ایسی نادانی ہے جسکی نادانی مین کچھ عذر کی گنجائش نہین ہوسکتی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سب مسلمان یکدل اورمتفق المذہب نہین۔ دوسرے[1] اب مین یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ اسلام کوئی سیدھا مذہب نہین بلکہ اوسکے اصول نہایت دقیق اور پیچ در پیچ ہین۔

---

(۱) ایک کتاب دربار روم مین سلطنت کے ایک ہوشیار مصنف مسٹر فنلی نے جو طرفداری سے خالی نہ تھے بالعموم یہ دعوی کیا ہے کہ اس زیادہ اور کوئی بات دھوکہ کی نہین کہ مسیحی کلیسیا کو متفق سمجھین مسیحی کلیسیا کی نسبت یہ بات دھوکہ کی ہو یا نہو لیکن اسکا مین دعوی کرسکتا ہون کہ اسلام پر یہ بات بخوبی صادق آتی ہے۔ دنیا کے کسی حصہ مین ایسا پوشیدہ تفرقہ اور اختلاف اور بد اعتقادی نہین ہے جیسے کہ اون ملکون مین ہے جہان کہ سرسری طور پر دیکھنے والے کو نہایت اتفاق اور یکسان عقیدہ قرآن پر اور اوسکے مصنف پر معلوم ہوتا ہے۔ پالگیر لوصاحب کی کتاب دربارہ عرب جلد اول صفحہ ۱۰۔

ضمیمہ باب سوم

درباب توہب

ایشیاٹک سوسائٹی کی کتاب مین مرزا محمد علی خان کے سفر کا عجیب حال چھپا ہے مرزا موصوف ایران کی طرف سے کچھ عرصہ تک پارس (دار السلطنت فرانس مین) تعینات تھے۔ مرزا صاحب لکھتے ہین کہ جب مین فارس سے ہندوستان کو جاتا تھا وقتنا راہ مین ایک وہابی سے اتفاق ملاقات کا ہوا۔ جسکے پاس ایک رسالہ اوس فرقے بانی (مولانا محمد اسمعیل) کی تصنیف سے تھا۔ اوس شخص نے مرزا محمد کو رسالہ کے نقل کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ مین اوسکا خلاصہ اس ضمیمہ مین درج کرتا ہون۔ اوس کتاب مین اصل عبارت یعنے عربی بھی موجود تھی۔ مینے نفس مطلب اخذ کیا ہے عربی کی عبارت کو چھوڑ دیا ہے بت پرستی کے خلاف یہ وہ مضمون بہت دلچسپ ہے اور وہ اسطرح ہے مین جانتا ہون کہ خدا رحیم ہے اور ابو حنیفہ کا طریق ملت ابراہیمی ہے۔ جب تو نے یہ جان لیا کہ خدا نے اپنے بندون کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ اوسکی بندگی کرین تو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ بندگی و عبادت اکیلے خدا کو ہونی چاہیئے۔ اسی طرح نماز نماز نہین جبتک کہ طہارت اوسکے ساتھ نہ ہو۔ خدا تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ مشرکون کے واسطے نہین لائق ہے کہ اللہ کی مسجدون کو آباد کرین حالانکہ اپنی جانون کے ساتھ کفر کے گواہی دیتے ہین۔ یہ لوگ ناپید ہوئے عمل اون کے اور

آگ مین ہمیشہ رہنے والے ہین ___ سورہ ۹ و ۱۷)
جو لوگ کہ سواے خدا کے دوسرے کی بندگی اِس اُمید پر کرتے ہین کہ جو کچھ صرف خدا
کے اختیار مین ہے وہ اونسے حاصل ہو۔ وہ مشرک ہین اور اونکی عبادت رائگان
جائیگی اوس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہے جو خدا کے سواے اوس چیز کو پکارتا ہے جو
قیامت کے دن تلک اوسکو جواب نہ دیسکے"۔ سورہ احقاف ۴۶ و ۴ بلکہ جب
قیامت کا دن آویگا تو وہی لوگ اونکے دشمن ہوجاوینگے۔ اور اونھین کافر بناوینگے
اِس سبب سے کہ اونھون نے غیر خدا کی بندگی کی ہو"۔ اور جنکو تم پکارتے ہو سواے خدا
کے۔ وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہین ہین۔ اگر تم اونھین پکارو تو
وہ تمھارا پکارنا نہین سُنین گے اور اگر سُنین گے تو جواب تمھین نہین دینگے اور قیامت
کے دن تمھارے اِس شرک کو نہین مانینگے۔ (سورہ فاطرہ ۳۵ و ۱۴-۱۵)
جو کوئی یا نبیؐ اللہ یا اے ابن عباسؓ یا اے عبدالقادر جیلانی یا کسی اور بزرگ کا نام لیکر
پکارے اور یہ اُمید رکھے کہ اِن بزرگون کے کہنے سے خدا ہماری مشکلین آسان کردیگا
وہ شخص کافر ہے اور قتل کرنے کے قابل ہے۔ اوسکا مال جو چاہے لوٹ لے کچھ مواخذہ
نہوگا۔ مشرک چار طرح کے ہوتے ہین۔
اوّل وہ جنپر نبیؐ نے جہاد کیا تھا۔ یہ کافر خدا کو جہان کا پیدا کرنیوالا اور تمام جانداروں
کا رازق اور دانائی سے سب پر حکومت کرنے والا جانتے ہین۔ کہ کون تمھین آسمان اور
زمین سے رزق دیتا ہے اور وہ کون شخص سُننے اور دیکھنے کا مالک ہے اور کون شخص زندہ
کو مُردہ سے اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہی؟ اور کون کام کی تدبیر کرتا ہی پس البتہ کہینگے اللہ (سورہ یونس ۱۰ و ۳۲)
اِس قسم کے شرک کا دریافت کرنا مشکل ہے لیکن اونسے ظاہر مین بھی ضلالت
کے افعال سرزد ہوتے ہین کیونکہ وہ اپنی پسند کے معبودون سے رجوع کرتے ہین اور

اونھین کی بندگی کرتے ہین۔

دوسرے وہ مشرک ہین جو کہتے ہین کہ ہم اونھین اسواسطے پکارتے ہین کہ خدا سے ہماری سفارش کرین۔ یعنے جو کچھ ہمین مطلوب ہے وہ خدا سے طلب کرتے ہین لیکن بزرگون کو صرف وسیلہ گردانتے ہین۔ (سورۂ یونس ۱۰ و ۱۹)

تیسرے وہ مشرک جو صرف ایک بت کو اپنا معبود قرار دیتے ہین یا وہ لوگ ہین جو بہت سے بتون کو چھوڑکر صرف ایک بزرگ یا نبی جیسے عیسےٰ یا اونکی مان مریم ہے معتقد ہوتے ہین اور یہ جانتے ہین کہ ملائکہ ہماری حفاظت کرتے ہین۔ چنانچہ اس آیت مین اون کی نسبت ہے۔ (سورۂ ۱۷ و ۵۹)

اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی نے بت پرستون مین اور مشرکون مین کچھ فرق نہین کیا ہے بلکہ سب کو مشرک اور کافر بتایا ہے اور خدا کے دین کے مضبوط کرنیکو اونپر جہاد کیا ہے۔

چوتھے وہ ہین جو مصیبت کے وقت ولسے خدا کی بندگی کرتے ہین اور آسایش کے زمانہ مین غیرون سے رجوع کرتے ہین۔ یہ لوگ بھی مشرک ہین مثلاً (سورہ۔ ۲۹۔ و ۶۵)

ہمارے زمانہ کے مشرک اور کافرا گلون سے بھی بدتر ہین۔ ہمارے ہمعصر مشرک مصیبت کے وقت بھی غیرون کو پکارتے ہین اور اون سے امداد چاہتے ہین۔ نبی کے زمانہ مین مشرک ایسے ملزم نہین تھے جیسے اس زمانہ کے ہین وہ مصیبت کے وقت خدا سے رجوع کرتے تھے۔ یہ ایسے سخت ہین کہ مصیبت اور آسایش دونون حالتون مین سواے خدا کے اپنے ولیون سے مدد چاہتے ہین اور اونھین کی بندگی کرتے ہین۔

چوتھا باب

ایمان کے بیان مین

مسلمانون نے ایمان کی تعریف اسطرح پر کی ہے کہ زبان سے اقرار اور دلسے تصدیق کرنا۔ کہتے ہین کہ ایمان خوف و رجا کے درمیان رہتا ہے اور وہ دو طرح ہے۔ ایمان مجمل اور مفصل۔ ایمان مجمل یہ ہے۔ امنت باللہ کما ھو باسمایہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ ایمان لاتا ہون خدا پر جیسا کہ وہ ہے اور اوسکے نامون پر اور صفتون پر اور اوسکے سب احکام کو قبول کرتا ہون۔ ایمان مفصل یہ ہے۔ امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی والبعث بعد الموت ایمان لاتا ہون خدا پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر اور آخرت کے دن پر اور اس بات پر کہ ٹھہرانا نیکی و بدی کا سب خدا کی طرف سے ہے اور اس بات پر کہ موت کے بعد جی اوٹھنا برحق ہے۔ دو یہی ایمان مجمل اور مفصل ہین۔ ہر مسلمان کو اسپر ایمان لانا ضرور ہے۔ ایمان کے پختہ کرنے کو اور کام بہی ضرور ہے یعنی (۱) کلمہ طیب سوائے خدا کے کوئی دوسرا معبود بندگی کے لائق نہین اور محمد خدا کے رسول ہین۔ (۲) صلواۃ یعنی ہر روز پانچون وقت کی نماز (۳) روزہ تیس دن کے روزے رمضان کے (۴) زکواۃ۔ یعنے خیرات مین۔ (۵) حج مکہ کو جانا۔ اسباب مین اصول ایمان کا بیان ہے۔ احکام دین کا بیان دوسرے باب مین ہوگا

خدا۔ اصول ایمان سے ایک اصل یہہ ہے کہ خدا کی ہستی پر اور اوسکی وحدت پر اور اوسکی سب صفتون پر ایمان لانا چاہیئے اور اسی ایمان کے احکام ہین۔ اختلاف رائے واقع ہونے سے بعت سے فرق ہوگئے ہین - اس باب مین طرح طرح کی بحثین جو پیدا ہوئی ہین اونسے تھوڑی سی بھی وقفیت حاصل کرنی اسلام کا صحیح حال جاننے کے واسطے ضرور ہے۔ لہذا ایک سنی کی معتبر کتاب رسالہ برخیوی سے اس مضمون کی بحث کو شروع کرتا ہون۔ شرقی علوم کے عالم مسٹر گارسن دی تاسے نے اوسے ایسا معتبر سمجھا ہے کہ اپنی کتاب درباب قرآن مین اوس رسالہ کا ترجمہ بھی نقل کیا ہے محمد البرخیوی صفات کے ذکر مین فرماتے ہین۔

(۱) حیات یعنے زندگی ہے۔ آپ ہی خدا سے برتر پرستش کے لائق ہے۔ نہ اوسکا کوئی ساتھی ہے نہ شریک ہے اوسکی ذات اون عیبون و نقصون سے پاک ہے جو آدمی مین ہوتے ہین نہ اوسے کسینے جنا ہے نہ وہ کسیکو جنتا ہے۔ وہ کسیکو نظر نہین آتا ہے اوسکی کوئی شکل وصورت اور رنگ نہین اور نہ وہ کٹ سکتا ہے یا بٹ سکتا ہے اوسکی ہستی کی کچھ ابتدا اور انتہا نہین ہے۔

وہ غیر متغیر ہے چاہے تمام عالم کو ایک دم مین ناپید کردے اور خوشی ہو تو ایک لحظہ مین پھر پیدا کردے اوسے کچھ مشکل نہین ہے۔ مکھی کا پیدا کرنا ساتون آسمان کا بنانا اوسکے نزدیک سب برابر ہے۔ جو کچھ واقع ہوتا ہے اوس سے نہ اوسے کچھ فائدہ پہونچتا ہے نہ نقصان اگر تمام کافر ایمان لاوین اور پرہیزگار ہوجاوین تو اوسکا کچھ فائدہ نہین۔ اسیطرح اگر سب ایماندار کافر ہوجاوین تو اوسکا نقصان نہین ہو۔

(۲) علم ہے۔ وہ سب چیزون کو خواہ ظاہر ہون یا پوشیدہ آسمان کے اوپر ہون یا زمین کے اندر خوب جانتا ہے۔ درختون کی ایک ایک پتی کی اور گیہون کے ایک ایک دانہ

اور ریت کے ذرہ کی گنتی اوسے معلوم ہوتی ہے۔ جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ گذرنے کو ہے سب اوسکے علم مین ہے۔ جو کچھ آدمی کے دل مین ہے اور جو کچھ اوسکی زبان پر جاری ہوتا ہے سب اوسے معلوم ہے۔ وہی اکیلا سواے اون لوگون کے جنپر اوسنے ظاہر کی ہین غیب کی سب باتین جانتا ہے۔ سہو و نسیان اور خطا و غلطی سے پاک ہے اوسکا علم قدیم ہے۔ یعنے یہ علم اوسکی ذات کے بعد نہین حاصل ہوا ہے بلکہ ہمیشہ سے ہے

(۳) قدرت ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اگر چاہے مردون کو جلادے پتھرون کو گویائی دے اور درختون کو رفتار کی طاقت دے آسمانون اور زمینون کو ناپید کردے اور ویسی ہزارون آسمان اور زمین سونے اور چاندی کے بناکر کھڑے کردے۔ کسی شخص کو دم بھر مین پورب سے پچھم اور پچھم سے پورب یا ساتوین آسمان تک پہونچادے اوسکی قدرت قدیم یعنے ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی یعنے اوسکی ذات کے پیچھے اوسکی قدرت نہین ہی۔

(۴) ارادہ ہے جو چاہے کرسکتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے وہ کسی کام پر مجبور نہین ہے۔ ہر چیز بھلی یا بری اس دنیا مین اوسکی مرضی سے ہے۔ مومن کا ایمان اور دیندار کا اتقا رسب اوسیکی مرضی سے ہے۔ اگر وہ اپنے ارادہ کو بدل ڈالے تو کوئی مومن ایماندار اور کوئی دیندار پرہیز گار نرہے بے ایمانون کی بے ایمانی اور شریرون کی بدیئی سب اوسیکے ارادہ سے ہے۔ اگر اوسکا ارادہ نہو تو بے ایمانی اور بدیئی نہین رہ سکتی ہے۔ جو کچھ ہم کرتے ہین سب اوسیکے ارادہ سے ہوتا ہے جو کچھ اوسکے ارادہ مین نہین ہے وہ نہین ہوتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ خدا کیون نہین چاہتا کہ سب ایماندار ہوجاوین تو ہم یہ جواب دینگے کہ اوسکے ارادون اور فعلون مین ہمین دم مارنے کی مجال نہین۔ جو چاہے کرے خود مختار ہے۔ کافرون کے

پیدا کرنے اور اونکو اوسی حالت پر رہنی دیی سانپون اور بچھوؤن اور سورون کے بنانے مین خلاصہ یہ ہے کہ کل بڑے کامون مین خدا کی حکمت ہے جسکو وہی جانتا ہے ہمپر اوسکا جاننا لازم نہین ہمین اوسکا یقین لانا ضرور ہے کہ خدا کا ارادہ قدیم ہے اوسکی ذات کے لیے نہین ہے۔

(۵) سمع ہے۔ وہ سب آوازین سنتا ہے خواہ نیچی ہون یا اونچی۔ وہ بدون کانون کے سنتا ہے کیونکہ اوسکی کوئی صفت آدمی کے مانند نہین ہے۔

(۶) بصر ہے۔ وہ سب چیزون کو دیکھتا ہے۔ تا آنکہ شب تاریک مین سیاہ پتھر پر کالی چیونٹی کے قدم کو بھی دیکھتا ہے۔ پھر بھی اوسکی آدمیون کی سی آنکھین نہین ہین۔

(۷) کلام ہے۔ وہ کلام کرتا ہے لیکن آدمیون کی طرح زبان سے نہین۔ اوسنے اپنے بعض بندون سے بغیر وساطت کلام کیا۔ وہ موسیٰ سے ہمکلام ہوا اور محمدؐ صاحب سے شب معراج کو اوسنے کلام کیا اور بعضون سے بوسیلہ جبرئیل کے کلام کرتا ہے اور یہی معمولی طریقہ نبیون کو اپنے ارادے سے مطلع کرنے کا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام اور قدیم اور غیر مخلوق ہے۔

انھین ہفت صفات الٰہیہ یعنے خدا کی سات صفتین کہتے ہین۔ تعداد صفات مین اس کا اتفاق ہے جو علم اون صفات کی نسبت انسان کو حاصل ہو سکتا ہے اوسکی اصلیت و وسعت مین اختلاف ہے۔ شلاً بعض کہتے ہین کہ اول خدا کا علم حاصل کرنا چاہیے لیکن امام شافعی اور معتزلہ کہتے ہین کہ پہلے وہ خیال حاصل کرنا چاہیے جس سے خدا کا علم آوے

خدا کے علم کے یہ معنے ہین کہ جہان تک انسان کی سمجھ رسائی کرے وہان تک اوسکی وجود کی اور اوسکے صفات ثبوتی و عدمی کی حقیقت دریافت کرے۔ خدا کی وحدت

بمقابلہ تعداد کے نہین ہے بلکہ مطلق وحدت ہے۔ کیونکہ ایک جو عدد ہے وہ اعداد مین
اوّل ہے جسکے دوسرا بھی لازم ہے۔ لیکن خدا کا کوئی دوسرا نہین ہے۔
وہ بے ہمتا ہے کوئی اوسکی مانند نہین وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین۔ کیونکہ اگر
آسمان یا زمین مین خدا کی مثل اور بھی معبود ہوتا تو البتہ دونون برباد ہوجاتے۔
(سورۂ ۲۱ و ۲۲)

خدا کے جسم نہین کیونکہ جسم کو حدوث لازم ہے خدا ان دونون سے مبرا ہے اگر ایسا نہ
ہوتا تو اوسکی ذات قائم بالغیر اور محتاج دوسرے کی ہوتی۔ اوسکی ذات گھٹنے اور بٹنے سے
پاک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جب تک کل اجزا ترکیب نہین پاتے تب تک وہ موجود
نہوتا۔ اور اوسکا وجود موقوف ہوتا اجزا پر یعنے ایسی چیز پر جو اوسکے سوا ہے۔

علماء دقیق جزئیات مین پڑنے کی سخت ممانعت کرتے ہین کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جیسے
سورج کے سامنے نظر کام نہین کرتی ہے۔ اسی طرح سمجھ بھی خدا کی حقیقت دریافت
کرنے سے حیران ہے۔ نبی نے فرمایا کہ ما عرفناک حق معرفتک یعنے جو حق تیرے پہچاننے
کا ہے وہ ہمنے نہین پہچانا۔ اور مسلمانون کو یہ نصیحت دی کہ خدا کی بخششون کو سوچو اوسکی
حقیقت مت دریافت کرو۔ بہ تحقیق وہ تمھاری طاقت سے باہر ہے۔ خلیفہ ابوبکر نے
فرمایا ہے کہ اوسکی معرفت کی جستجو مین محو ہوجانا عین معرفت ہے۔ اور اوسکی حقیقت
کی جستجو کرنی شرک ہی۔ (شرح عقائد جامی ص ۲۷۔)

لیکن جو لوگ مسلمانون کے الٰہیات سے واقف ہین اونکو معلوم ہوگا نبی کے حکم کی اور
خلیفہ کے آگاہ کرنے کی کچھ پروانہ کی یعنے خدا کی حقیقت پر راے زنی کی۔

ابتدا سے زمانہ کے مسلمانون نے اور اصحاب نے اور تابعین نے خدا کی ذات و
صفات کی تحقیق کو جائز نہین رکھا۔ نبی پہچانتے تھے کہ لوگون کے حق مین بہتر ہے

دھون نے نجات کی راہ صاف بتادی اور خدا کی نسبت یہ تعلیم دی کہ خدا اکیلا ہے الله پاک ہے نہ وہ جنتا ہے کسیکو نہ کسی سنے اوسکو جنا ہے۔ اور اوسکی مانند کوئی نہین ہے۔ الوہیت کے اسرار مین صرف اسیقدر جاننا اونکین کافی تھا۔

خدا کی ذات انسان کی سمجھ سے نہایت برتر ہے۔ وہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے۔ اسواسطے آدمیون کو اپنی تحقیق پر اعتماد نرکھنا اور نبی کے فرمانے پر عمل کرنا چاہیئے جو امت کو اسقدر عزیز رکھتے تھے کہ امت خود اپنے آپ کو اسقدر عزیز نہین رکھتی تھی۔ اور جوکچھ اونکے حق مین بہتر تھا اوسے اونسے زیادہ جانتے تھے۔ جوکچھ اونکین ماننا اور عمل مین لانا چاہیئے وہ سب بتادیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ عقل کو بیکار چھوڑنا نہ چاہیئے۔ لیکن خدا کی صفات مین عقل کو دخل دینا ہرگز نہین مناسب ہے (۱)

یہ مسئلہ منقسم ہے اصول اور فروع پر۔ (جڑون اور شاخون پر) اصول مین داخل وہ تعلیم ہے جو خدا کی نسبت ہے۔ اور فروع مین وہ باتین ہین جو اصول کے ماننے سے لازم آتی ہین۔ سُنی عالمون کا عقیدہ یہ ہے کہ عقل کو صرف فروع مین دخل دینا چاہیئے کیونکہ اصول کی بنا قرآن وسنت ہے اوسمین عقل کو دخل دینا نہین چاہیئے صرف عمل کرنا چاہیئے۔

فروعات مین اختلاف رائے واقع ہونے سے مباحثون کی نوبت اصول تک پہونچی جن سے علم کلام کی بنا پڑے۔ مین قبل ازین باب تفسیر قرآن مین آیات محکم اور متشابہ (آسان و دقیق) کے معنے کا فرق بتا چکا ہون۔ لیکن یہ فرق خاص اون آیات۔

---

(۱) ص و ۲۰ یہ جملہ مقید مطلب ہے جسمین قرآن و سُنت کی نسبت دخل عقل امتناع ہی ۱۲

ہین ہے کہ آیا محکمات سے ہین یا متشابہات سے۔ اسواسطے تھوڑی سی تفصیل اسکی بھی ضرور ہے۔

سورہ آل عمران آیت ۵ کے ترجمہ پر بڑی بحث ہے۔ وہی ہے جسنے اوتاری تجھپر کتاب اوسمین بعض آیتین پکی محکم ہین سو جڑ ہین کتاب کی اور دوسری ہین کئی طرف ملتی سو جنکے دل پھرے ہوئے ہین۔ وہ لگتے ہین اونکے ڈھب والیون سے۔ تلاش کرتے گمراہی اور تلاش کرتے اونکی کل بٹھانی اور اور اونکی کل کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے۔ اور جو مضبوط علم والے ہین سو کہتے ہین اوسپر ہم یقین لائے۔ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور سمجھائے وہی سمجھتے ہین جنکو عقل ہے۔ اسجگہ صاف بتادیا ہے کہ آیات متشابہ کے معنے سوائے خدا کے اور کوئی نہین جانتا ہے۔

(۲) یہ کہ عقلمند آدمی اگرچہ اوسکے معنے نہین سمجھتے لیکن اون سب کو یقین جانتے ہین مگر بہت سے علما یہ کہتے ہین کہ الا اللہ پر وقف نہین چاہیئے فی العلم پر ہے۔ تو اونکے نزدیک اوتی آیت کے معنے یہ ہونگے اور اونکی کل کوئی نہین جانتا سوائے خدا کے اور اونکے جو مضبوط علم والے ہین وہ کہتے ہم یقین لائے اسپر کہ سب کچھ الخ ،، وقف کے ذری بدلجانے سے جس سے ظاہر ہے کہ مضبوط علم والے آیات متشابہ کی حقیقت جانتے ہین۔ اسلام مین اختلاف مذاہب کا پیدا ہوگیا ہے۔

پچھلی قرارت سے اون سب باتون کے تحقیق کی صورت نکلتی ہے جنھین اگلے مسلمان اپنی سمجھ سے باہر جانتے ہین۔

اغاز اسلام مین لوگ یہ سمجھتے تھے کہ سوائے آیات محکمات اور خالص اخبار کے اور سب آئتین متشابہات سے ہین۔ یعنی کل آیات جنمین صفات الہیہ اور وجود ملائکہ اور جنکا اور ظہور دجال کا۔ اور زمانہ قیامت کا اور اوسکے آثار کا اور بالعموم۔

اون سب باتون کا جو انسان کے روزمرّہ کے تجربہ سے باہر ہین ذکر ہی وہ سب متشابہات ہین۔ لوگ یقین جانتے تھے کہ متشابہات مین یہی نہین ہو کہ کسی قسم کی بحث اونپر نہین چاہیے بلکہ اونکے معنے سمجھنے اور اونپر عمل کرنے کی کوشش بھی نہین درست ہے ابن عباس ایک صحابی کہتے ہین کہ آیات متشابہات پر یقین لانا ضرور ہے لیکن اونپر کاربند ہونا نچاہیے۔

ابن جبر سے ایک دفعہ کسینے قرآن کے معنے لکھنے کو پوچھا۔ آپ نے نہایت ناراض ہوکر کہا کہ میرے آدھے دھڑ کا رہجانا اس سے بہتر ہے (ابن خلیمان جلد اول صفحہ ۵۶۵) بی بی عائشہ نے کہا کہ اون لوگون سے پرہیز کرو جو قرآن کے معنی پر بحث کرتے ہین کیونکہ وہ وہی لوگ ہین جنکی طرف خدا نے اپنے کلام مین اشارہ کیا ہے جنکے دل پھرے ہوئے ہین۔

پہلی قرارت کو اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین اور اکثر مفسرین نے اختیار کیا تھا۔ بالعموم سُنّی اور از روے شہادت امام فخرالدین رازی کی (سنہ ۶۰۶-۵۴۴) فرقہ شافعی کے لوگ بھی یہی راے رکھتے ہین۔

اور جو لوگ اسکے مخالف راے رکھتے ہین یعنی جو والراسخون فی العلم پر واقف لازم قرار دیتے ہین وہ مجاہد (جنھون نے سنہ ۱۰۱ھ مین قضا کی) اور ربیع بن انس اور بعض اور مفسرین ہین متکلمین (۲) بالعموم اخیر قرارت کو اختیار کرتے ہین (تفسیر فیض الکریم ص ۲۵۰) اور اونکی حجت یہ

---

(۲) مسلمان مصنفون کے نزدیک متکلمین مین فرق ہے ایک تو متقدمین کہلاتے ہین دوسرے متاخرین متقد مین جنکا اینگہ ذکر ہے خالص دینی بحثون سے تعلق رکھتے تھے لیکن گروہ متاخرین نے جو مسلمانون کے درمیان یونانی حکمت کے رواج پانے سے پیدا ہوا بہت سے مسائل حکمیہ کو اختیار کر لیا اور اون مسائل کو اپنی دین کی باتون سے ملانا چاہا (ملانجی صاحب کی کتاب حکمت یونان مروجہ عرب صفحہ ۳۲۰)۔

جس بات کو آدمی جانتا نہ ہو اوسے کیونکر یقین کرے گا مخالف اوسکا جواب یہ دیتے ہین
کہ اس جگہ خدا نے یہی تو تعریف کی ہے کہ بغیر سمجھے یقین لاتے ہین اسپر متکلمین یہ سوال
کرتے ہین کہ اگر قران لوگون کی ہدایت اور رہنمائی کو نازل ہوا تھا تو پھر اوسکی کل آیات
محکمات کیون نہین ہین۔ اسکا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ عرب دو قسم کی فصاحت تسلیم کرتے تھے
ایک تو یہ کہ انفاظ اور خیالات کو ایسے صاف اور سیدہے سادے طرز پر ترتیب دینا کہ اوسکے
معنے فوراً ظاہر ہو جاوین۔ دوسرے زبان مجازی مین کلام کرنا۔ اگر قرآن مین دونون طرز
نہوتے تو مرتبہ اور وقعت مدعی کی کہ اب ہے یعنے اوسکی عبارت اور معانی دونون پختہ
اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتے ہین وہ وقعت نہ ہوتی (تفسیر فوز الکریم ۲۵۰۴)
رائے کے اس اصل اختلاف کو سمجھکر صفات کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ حیات
اور علم اور قدرت اور ارادہ صفات لازمی ہین کیونکہ ان صفات کے بغیر اور صفتون کا وجود
غیر ممکن ہے پھر صفات سمع اور بصر اور نطق صفات ثبوتی ہین کیونکہ نہونا نقص کا موجب
ہوتا۔ اسی طرح لبعض صفات سلبیہ بھی ہین مثلاً خدا کی کوئی صورت نہین ہے زمان
و مکان سے محدود نہین ہے کوئی اوسکا شریک اور شل نہین ہے۔
علے ہذالقیاس۔

بیٹھنا اوٹھنا اوترنا۔ منہ ہاتھ۔ آنکھہ وغیرہ رکھنا۔ ایسے افعال ہین جو موجودات
ذی جسم سے تعلق رکھتے ہین اسواسطے مستلزم نقص وحدوث ہین اور علانیہ مناقض
مسئلہ تنزیہ ہین جسکے مطابق خدا تعالے فی حد ذاتہ کسیطرح اپنے مخلوق کے مماثل نہین
البتہ یہ ایک مشکل تھی لیکن چارون بزرگ امامون کا یہی حکم تھا کہ ایسے معاملات مین
پڑنا شریعت کے خلاف ہے کیونکہ اس قسم کی سب باتین متشابہات سے ہین۔ ح
امام حنبل اور دیندار قدما ر اسلام کی پیروی کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم کتاب اور

سنت پر یقین رکھتے ہین اور تشریحات کی خواہش نہین رکھتے ہین - ہم جانتے
ہین کہ خدا تعالے کو کسے اوسکے مخلوق سے اور کسی مخلوق کو اوس سے کچھہ مناسبت
نہین ہو سکتی (دبستان ۲۱۸) امام شافعی کہتے تھے کہ جو آدمی ایسے معاملات کی تفتیش
کرے چاہیے کہ اونکی مشکین باندھ کے تشہیر کیجائے اور یہ اعلان اوسکے روبرو دیاجاے
کہ جنہون نے قرآن و احادیث کو جرح نکالنے اور کلمانہ بحث کرنے کے واسطے چھوڑ رکھا
ہے اونکی یہی سزا ہے " امام حنبل کہتے ہیں کہ جو کوئی قرآن کے اس عبارت کو کہ مینے
اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے پڑھتے وقت ہاتھ ہلاوے تو اوسکے ہاتھ قطع کرنے چاہئین
اور جو کوئی محمد صاحب کی اس حدیث پر کہ مومن کا دل رحمان کی دونون انگلیون کے
بیچ ہے " اونگلی اوٹھاوے تو اوسکی اونگلیان قلم کرنی چاہئین - جب الترمذی محمد صاحب
کے اس قول کو دریافت کرتے تھے کہ خدا سب سے نیچے کے ساتوین آسمان پر اوترا انھون
نے کہا تھا کہ اوترنا ظاہر ہے طریق اوترنے کا معلوم نہین ہے - اسپر یقین لانا فرض
ہے اور اوسکی نسبت کچھہ پوچھنا (یا تحقیق کرنا) سخت بدعت ہے " لیکن اس قسم کی کل
کوششین جو بحث و تحقیق کے روکنے کے واسطے کی گئین بے سود ہوئین اور باوجود
سخت ممانعت کے لوگ تفتیش سے باز نرہے - معتزلہ صفاتیون کے بڑے مخالف
تھے - وہ صفات کے قدیمی ہونے سے منکر تھے - اور کہتے تھے کہ قدیم ہونا خدا کی ذات
واحد کا عین وصف ہے اور بالفرض اگر تسلیم کرین کہ کوئی صفت قدیمی ہے تو (چونکہ
صفات متعدد اور کثیر ہین) متعدد اور کثیر وجودون کا قدیم ہونا لازم آویگا - اونھین صفات
سمع و بصر و نطق سے بھی انکار تھا - کیونکہ یہ سب حادثات سے ہین جو ذی جسم
کو لاحق ہوتی ہین - یہ سمجھتے تھے کہ صفات الہیہ بمنزلہ اختراعات ذہنی کے
ہین جو خدا کی ذات مین کوئی حقیقی وجود نہین رکھتے ہین - مسلمانون مین معتزلہ بڑے

محقق یعنے آزاد راے لوگ تھے - ابتدا اِس فرقہ کی اس طرح ہوئی - الحسن نامی ایک معروف عالم بصرہ کی مسجد مین ایک روز بیٹھے تھے اِس مسئلہ پر بحث شروع ہوئی کہ آیا کوئی مومن جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کافر ہو جاتا ہے یا نہین -

خارجیون نے کہا (صفحہ ۶۷ دیکھو) کہ ہان کافر ہو جاتا ہے - اور سُنیون نے اِس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ اگرچہ گنہ کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے لیکن اِس سبب سے کہ اوسکا عقیدہ درست تھا نہین ہوتا - (ابن خلیفان جلد ۳ ص ۶۴۲) ایک طالب علم داصل ابن عطا (جو سنہ ۸۰ھ کو مدینہ مین پیدا ہوئے تھے) اوٹھکر کہنے لگے مین جانتا ہون کہ جو مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو وہ نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ دونون کے درمیان مین ہے یہ کہکر اوسی مسجد کے کسی اور جگہ جا بیٹھا جہان کہ اوسکا دوست عمر ابن عبید اور بعض اور آکے شامل ہوگئے اور بحث ہونے لگی اِسی اثنا مین ایک عالم قتادہ نامے داخل مسجد ہوکر اونکی طرف آیا اور فریق الحسن سے اوٹھین جدا دیکھکر کہنے لگا کہ یہ معتزلہ ہین - ابوالحسن نے اوٹھین فوراً اپنے مدرسہ سے خارج کر دیا داصل نے اپنا ایک مدرسہ (یا مسلک) علیحدہ قائم کیا اور اوسکی وفات کے بعد عمر ابن عبید قائم مقام ہوا -

داصل کا یہ عقیدہ تھا کہ مومن باوجود گنہگار ہونے کے مستوجب ایسی سزا کا نہین ہے جو کافر کو ہونی چاہیئے - اور اسیطرح مراتب سزا کے بحث کو چھیڑنے سے انسان کی جوابدہی اور اختیار محض کے مسئلہ پر بھی بحث کی راہ نکل آئی اُس سے بہت جلد اوسکے اور دیندار عالمون کے درمیان سے مسئلہ تقدیر پر اور پھر الہام پر اور قرآن کے تفسیر اور اوسکے قدیم ہونے پر اور صفات الٰہیہ پر جھگڑا پیدا ہوگیا - داصل کے معتقدون نے حق امامت کو منجانب اللہ ہونے سے انکار کیا اور یہ قرار

دیا کہ مومنون کو اختیار ہے کہ متفق ہوکر کسی لایق آدمی کو خواہ وہ نسل قریش سے ہو۔ یا غیر قریش سے اپنا امام مقرر کرین۔ اصول منطق اور مسائل حکمت سے احکام دین کو تطبیق دیجاتی ہتی۔

مسٹر استانی کی تحریر کے مطابق معتزلہ کے عقائد اسطرح پر ہین۔

خدا قدیم ہے اوسکی ذات قدیم ہے۔ اوصفین وجود صفات قدیمہ سے (اوسطرح پر کہ اوسکی ذات سے علحدہ ہون) انکار محض ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہین کہ علم اور حیات اور قدرت اوسکی ذاتیات مین سے ہین اور اوسکی ذات کے اجزا ہین۔ اوسکی ذات سے جدا اور صفات قدیمہ نہین ہین۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آویگا کہ قدیمی ذاتین متعدد اور کثیر ہین۔ وہ دعوی کرتے ہین کہ خدا کا علم انسان کی سمجھ مین اوسیقدر آسکتا ہے۔ جیسا کہ اور کسی چیز کا علم آسکتا ہے۔ نگاہ جسمانی خدا کو نہین دیکھہ سکتی ہے اور سوائے اوسکی ذات کے ہر چیز حادث و فانی ہے۔ اونکا دعوی یہ بہی ہے کہ عدل انسان کے سب کامونکی جڑ اور اصل ہے اونکے نزدیک عدل احکام عدل ہے اور اون احکام کے نتایج سے سراسر مناسب ہے۔

پھر اونکا عقیدہ یہ بہی ہے کہ افعال انسان کے واسطے کوئی ایسا قانون یا شرع نہین ہے جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ تک رہے۔

الہام الہی جنپر افعال انسان کا بندوبست موقوف ہے (ترقی عقل وایجاد کے نتایج ہین) جس شریعت سے اوامر اور نواہی وعدے اور وعید خدا نے بتائے ہین وہ بہی بتدریج حد معین کو پہونچے ہین اوسکے ساتھ معتزلہ یہ بہی کہتے ہین کہ جو نیک کام کرتا ہے ثواب پاتا ہے اور جو برے کام کرتا ہے مستوجب عذاب ہوتا ہے۔ اور یہ بہی کہتے ہین کہ کل علم عقل سے حاصل ہوتا ہے اور عقل ہی سے اوسے حاصل

ہونا چاہیے اونکے عقیدہ مین نیکی اور بدی کی تمیز عقل ہی پر موقوف ہے اور بغیر عقل کے نیکی اور بدی کی تمیز غیر ممکن ہے اور خدا کی نعمتون کی شکرگزاری کو بھی کسی قانون کے مشتہر ہونے سے پیشتر ہی عقل نے ہم پر واجب کر دیا ہے۔ وہ یہ بھی دعوی کرتے ہین کہ انسان خود مختار محض ہے۔ وہی خود فاعل خیر و شر ہے اور اوسی کے مطابق بعد کو جزا یا سزا پاوے گا۔

خلفاء عباسیہ یعنی مامون اور معتصم اور واثق کے ایام خلافت مین (۱۹۸ھ۔ ۲۳۱ھ) شہر بغداد مین معتزلہ کا بڑا رسوخ دربار مین رہا۔ عہد عباسیہ مین قدیم عرب کی جماعت بالکل جاتی رہی اور فارسی ملک کے اعلے خدمات پر ممتاز ہوئے اور عرب کے مسائل کی جگہ فارسیون کے مسائل نے رہ پائی۔ سنی عالمون کو بڑی ایذائین پہونچین۔ اون ایذاؤن کا حال بعد ازین لکھا جاوے گا۔ خلیفہ واثق نے آخر الامر نرمی اختیار کی۔ ایک روز کسی مسن آدمی کو بقید گران اوسکے حضور لائے۔ قیدی نے یہ درخواست کی کہ احمد ابن داؤد معتزلی سے (جو عدالت محقق کا افسر تھا) چند سوال کرنے کی اجازت ملجاوے۔ چنانچہ وہ درخواست منظور ہوئی اور دونون کے درمیان یہ گفتگو ہوئی۔ اول۔ قیدی نے کہا کہ۔ اے احمد تمہارا عقیدہ کیا ہے۔ احمد نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے اس سے لازم آتا ہے کہ یہ مسئلہ بلاشبہہ دین کا جزو لازمی ہے کیونکہ دین کو بغیر اسکے کمل نہین کہہ سکتے ہین احمد نے کہا البتہ۔ آیا۔

رسول اللہ نے یہ بات لوگون کو سکھائی ہے یا اونھین اپنی عقل پر چھوڑ دیا ہے۔ آیا خدا کے رسول اس مسئلہ سے واقف تھے یا نہین مگر ہان وہ واقف تھے پھر تم ایسی مسئلہ کو جسکے اختیار کرنے مین خود رسول اللہ نے لوگون کو اونکی مرضی پر چھوڑ دیا تھا جبر

کیون منواتے ہو۔ احمد نے اسکا کچھ جواب نہین دیا۔ تو اوس بڈھے نے واثق کیطرف متوجہ ہوکے عرض کیا کہ اے امیر المومنین۔ اب میری ایک بات تو ثابت ہو گئی۔ اور پھر احمد کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ آج کے دن اس دین کو تمہارے واسطے پختہ کیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا اور میری خوشی ہے کہ اسلام تمہارا دین ہو۔ سورہ ۵۔ ۵۔ لیکن تمہارے کہنے کے بموجب جب تک اس مسئلہ کو اختیار نہ کرین کہ قرآن مخلوق ہے۔ اسلام پختہ نہین ہوتا۔ تو اب کسکا کہنا زیادہ اعتبار کے لائق ہے آیا خدا کا جو کہتا ہے کہ اسلام کو تمہارے واسطے پورا کیا۔ یا تمہارا جو اوسکے مخالف کہتے ہو احمد نے اسکا بھی کچھ جواب نہین دیا۔ بڈھے نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اب میری دوسری بات بھی ثابت ہو گئی۔ پھر اوس بڈھے نے احمد سے کہا کہ خدا نے کلام مجید مین فرمایا ہے اے رسول جو کچھ تجھہ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اوسے پہونچا دے کیونکہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تبلیغ رسالت مطلق نہ ہوگی۔ اسکے تم کیا معنے لیتے ہو آیا یہ مسئلہ جسے تم مومنون مین رواج دینا چاہتے ہو۔ رسول نے بتایا تھا یا نہین احمد نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہا۔ تو بڈھے نے بادشاہ کیطرف مخاطب ہوکے عرض کی کہ یہ میری تیسری دلیل ہے اور پھر احمد کیطرف پھر کے بولا کہ آیا نبی کو اس مسئلہ سے جسے تم پھیلانا چاہتے ہو باوجود واقف ہونیکے سکوت اختیار کرنیکا منصب تھا البتہ یہ اونھین منصب تھا اور آیا ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی کو بھی یہی منصب تھا۔ ہان اونھین بھی تھا۔ اسپر قیدی بولا کہ ای امیر المومنین اگر خدا اوس آزادی سے جو اوسنے اپنے نبی اور اصحاب کو عطا کی تھی ہمین محروم رکھتا ہے۔ تو وہ درحقیقت ظالم تھا۔ خلیفہ کو یہ بات پسند آئی اور بڈھے کو فوراً رہائی دی۔ اور ادن ایذاؤن کا جو سنیون کو مدت سے سہنی پڑتی تھین خاتمہ ہو گیا۔ اور سنت کی تقلید سے نکلنے کی کوششین بھی جاتی رہین۔

(ا) دوسرے خلیفہ متوکل نے کہ بڑا جابر و ظالم تہا پرانی دینداری کو پھر رواج دیا۔ اوسنے فتوی جاری کردیا کہ مسئلہ مخلوقیت قرآن کا محض باطل تہا اور مسیحیون اور یہودیون اور شیعون اور معتزلون پر بڑا تشدد اختیار کیا۔ سب سے پہلے یہ آفت احمد ابن داؤد پر آئی بیدینی اور آزادی بالکل دور ہوگئی۔ لیکن معتزلون کا اخراج کامل اس خلیفہ کے عہد مین نہین ہوا بلکہ چند مدت کے بعد ابوحسن الاشعری کے عہد مین ہوا (۲۷۰-۳۴۰) باوجودیکہ بغداد کی حکومت سے معتزلون کا اخراج ہوچکا تھا لیکن بصرہ مین ابتک بکثرت رہتے تھے وہان ایک روز یہ واقعہ ہوا کہ ایک عالم معتزلہ ابو علی الجبائی نمی شاگردون کو درس دے رہا تہا کہ الاشعری نے اوستاد سے عرض کیا کہ تین بہائی تھے جنمین ایک سچا مومن اور صالح اور راستباز تھا دوسرا کافر۔ شریر۔ گمراہ تھا اور تیسرا نابالغ تھا تینون نے قضا کی۔ تو اونکا کیا حال ہوگا۔ الجبائی نے کہا کہ جو بہائی نیک تھا بہشت مین اعلے مقام پاویگا اور کافر دوزخ مین جاویگا۔ اور بچہ بہی نجات پائے ہوؤن مین ہوگا۔ الاشعری نے کہا اگر نابالغ اپنے نیک بھائی کی جگہ جانا چاہے تو پہونچ سکیگا۔ الجبّائی نے جواب دیا کہ نہین۔ اوس سے کہا جایگا کہ تیرا بھائی اس سبب سے اسدرجہ پر پہونچا کہ اوسنے خدا کی اطاعت بہت کی اور تونے ایسا کوئی کام نہین کیا۔ الاشعری نے کہا فرض کیجیئے کہ اگر وہ نابالغ کہے کہ

(ا) ۱۲۸۔ تمام مباحثے جو اس زمانہ مین واقع ہوئے اونکا مطالب سمجھنے کے واسطے حالات خلفا رسے اور مسلمانون کی علوم حکمت سے کسیقدر واقف ہونا ضرور ہے خلفا رکے حالات اسبرن صاحب کی کتاب دربارہٗ خلفار بغداد مین مندرج ہین۔ مسلمانون کی علوم حکمت کی نسبت اس باب کے مین ہمنے کچھ لکہا ہے۔

کہ اِسمین میرا قصور نہین تھا۔ تو ہی نے مجھے زندہ نہین رکھا نہ ایسا موقع دیا کہ تیری اطاعت بجالاتا۔ الجبائی نے کہا کہ اوسوقت خدا یہ کہتا کہ مجھے معلوم تھا کہ مین تجھے زندہ رکھتا تو تو نافرمان ہوتا اور دوزخ مین جاتا۔ مین نے تیرے حق مین بہتر کیا۔ الاشعری نے کہا فرض کیجیئے اگر کافر بھائی اسوقت یہ کہتا کہ اے رب العالمین اگر تجھے اوسکا حال معلوم ہوتا تو میرا بھی ضرور معلوم ہوگا۔ تو نے اوسکے حق مین بہتری کی اور میرے حق مین نہین کی (ابن خلیقان جلد ۲ صفحہ ۶۶۹) الجبائی اگرچہ اپنے شاگرد سے ناراض تھا مگر ساکت ہو لیا اور اشعری کو یقین ہو گیا کہ معتزلونکا یہ مسئلہ کہ انسان مختار محض ہے باطل ہے۔ بلکہ خدا نے بغیر سبب کے بعضون کو رحمت کے واسطے اور بعضون کو عذاب کے واسطے مخصوص کیا ہے۔ غرضکہ اس مسئلہ مین اوستاد سے مختلف ہوکر اور بہت سی باتون مین اختلاف کرنے لگا۔ اور بہت جلد اوسنے یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ قرآن مخلوق نہین ہے یہ واقعات یوم جمعہ کو جامع بصرہ مین گذرا۔ ممبر پر بیٹھکر باواز بلند پکارا۔ جو مجھے جانتے ہین سو جانتے ہین لیکن جو نہین جانتے ہین اونسے یہ کہنا چاہتا ہون کہ مین ابن اسمعیل الاشعری ہون مین قرآن کو مخلوق بتاتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ ہماری آنکھین خدا کو نہین دیکھین گی اور اپنی برائیون کے فاعل ہم آپ ہی ہین۔ اب مین نے حق کی طرف رجوع کیا ہے۔ ان عقائد کو ترک کرتا ہون۔ اور معتزلون کی شرارت کا اظہار اور استیصال چاہتا ہون (ابن خلیقان کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۲۸) پھر اوسنے متکلمانہ طریقے جاری کرکے اپنا سلک علیحدہ قائم کیا جو سُنیون سے ملتا ہے۔ اشعریون کے مسائل صفاتیون سے ذرے مختلف ہین۔ اور وہ یہ ہین۔

(۱) خدا کی صفات اوسکی ذات سے جدا ہین لیکن وہ ایسی جُدائی نہین ہے جس سے خدا و مخلوق کے درمیان کچھ مشابہت یا مناسبت ہو سکے۔ وہ کہتے ہین کہ اوسکی

صفات نہ عین ذات نہ غیر ذات ہین نہ اونھین خدا کی ذاتیات سے کہہ سکتے ہین نہ اوس سے جدا تصور کر سکتے ہین۔ یعنے کسی چیز سے اونھین کچھ مشابہت نہین دیجا سکتی ہی

(۲) خدا کا ارادہ واحد اور قدیم ہے جس سے تمام چیزین خیر و شر۔ مفید و مضر پیدا ہوتی ہین۔ جو کچھ انسان کی تقدیر مین ہے وہ سب دنیا کے ظہور سے قبل لوح محفوظ پر ثبت ہو چکا تھا۔ یہان تک یہ لوگ صفاتیون سے متفق ہین لیکن اسلیئے کہ انسان کی جوابدہی اور اختیار مین بھی فرق نہ آوے یہ کہتے ہین کہ اوسے ارادہ الٰہی کی تحریک دینے کی قدرت ہے لیکن اس تحریک سے کوئی نئی بات جو خدا کے ارادہ مین نہو پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو اوسکی حکومت و مالکیت مین فرق آجاوے گا وہ کہتے ہین کہ خدا نے پہلے سے یہ مقرر کر دیا ہے کہ جب کبھی آدمی اچھا یا برا کام کرنے کی نیت کرتا ہے تو اوسی وقت اوس نیت کے موافق خدا اوسکے اسباب پیدا کر دیتا ہے پس بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے اپنے ارادہ سے کیا حالانکہ فی الواقع ایسا نہین ہوتا ہے۔ ایسے کام کو کسب اس سبب سے کہتے ہین کہ خدا کے خاص پیدا ہونے والے فعل سے حاصل ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ کام جلب منفعت اور دفع مضرت کے واسطے بتایا گیا ہے اسواسطے خدا کی نسبت اوسکا استعمال ہو سکتا ہے ابوبکر البکلانی شاگرد الاشعری کہتا ہے کہ نفس اوس فعل کا یعنے عین فعل خدا کی قدرت سے ہوتا ہے لیکن ماننا یا نماننا اوس فعل کا جیسے بندگی کرنا یا حرامکاری کرنا اوس کے اوصاف مین سے ہے جو انسان کے اختیار و قدرت سے ہوتا ہے۔

امام الحرمین (۴۱۹-۴۷۸) یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ انسان کے فعل اوس قدرت کے سبب سے ہین جو خدا نے آدمی کو عطا کی ہے۔

ابو اسحاق الاصفرینی کہتے ہین کہ جس چیز سے دل پر اثر ہوپنچتا ہے یا کسی فعل کی رغبت ہوتی ہے وہ خدا و انسان کی قدرت کا مجموعہ ہے۔

(۴) وہ کہتے ہین کہ خدا کا کلام ازلی ہے لیکن اوسکے ساتھ یہ عقیدہ بھی منسوب ہے کہ قرآن کی قرارت جو اوس کلام کے اظہار کے واسطے استعمال کیجاتی ہے مخلوق ہے۔ تتمۂ مختصر یہ کہ اس قرآن مین (۱) وہ کلام قدیمی ہے جو خدا کی ذات مین زمانہ کے وجود کے قبل موجود تھا (۲) وہ کلام ہے جو آواز و حروف سے مرکب ہے اسس آخر الذکر کو وہ لوگ مخلوق کہتے ہین غرضکہ الاشعری نے اِس سے منکر ہوکے کہ انسان عقل سے خیر و شر کا علم حاصل کرسکتا ہے معتزلون کے خاص عقائد سے اعراض کیا۔ جو کچھہ خدا نے بتایا ہے آدمی کو چاہیے کہ بے حجت اوسے قبول کرے۔ عقل کو دخل نہ دے اوسے کوئی منصب نہین ہے کہ افعال الہیہ کو قواعد عقلی سے جو آدمیون پر موثر ہین، جانچے۔ آدمی کی عقل نہین کہہ سکتی کہ عقبےٰ مین نیکی کا بدلہ یا بدی پر تعذیر ہوگی انسان کو ہمیشہ خدا کے سامنے بندگی کا اظہار چاہیئے اوسمین یہ عقل و علم نہین کہ حکیم علے الاطلاق کی حکمتون کو آزماوے۔ آدمی نہین کہہ سکتا کہ گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہین خدا مالک مطلق ہے جو چاہے کرے وہ کسی قانون یا قاعدہ کا پابند نہین ہے۔

سواے اسکے صفاتیون کے عقائد مین اور بہتیری جزئیات ہین جنکی تفصیل فضول سمجھکر قلم انداز کرتا ہون ــــ

مشابہی وہ لوگ ہین جو آیات متشابہ کا لفظی ترجمہ کرتے ہین اور یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ خدا کے اور اوسکے مخلوق کے درمیان ایک قسم کی مشابہت ہے۔ اور یہ کہ خدا مین امکان ایسی حرکت کا ہے جو محدود بالمکان ہو مثلاً چڑھنا اور اوترنا غیرہ

قرا لک اِن صفات کو وہ لوگ صفات ظاہری کہتے ہین۔ مجسّمی وہ لوگ ہین جو کہتے ہین
کہ خدا جسم رکھتا ہے۔ اونمین بعض اوسکے جسم کو محدود اور بعضے غیر محدود سمجھتے ہین۔
جبری وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ انسان محض بے اختیار ہے خیر و شر جو کچھ انسان
سے سرزد ہوتی ہے وہ سب خدا کرتا ہے۔ پس یہ لوگ معتزلون کے عین مخالف ہین
جنھین بمقابلہ جبریون کے قدریہ کہتے ہین یعنے اونھین قدرت سے انکار محض ہے۔ اور
کہتے ہین کہ خیر و شر سب انسان کی طرف سے ہے۔ غرضکہ اس قسم کی اور جزئیات
ہین جنکے ذکر کی چندان ضرورت نہین ہے۔ سُنیون کو اشعری کے عقائد سے اور
شیعون کو معتزلہ سے مناسبت ہے۔

صفات کے متعلق اسمار کی بحث بھی ہے جو خدا کے ذکر مین استعمال کیئے جاتے
ہین کل فرقے اسپر متفق ہین کہ حی اور حکیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر۔ بولنے والا غیر ذالک
ایسے اسمار ہین جنکا اطلاق خدا پر ہو سکتا ہے۔ لیکن سُنیون کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ
اسمار توصیفی ہین یعنی انکا استعمال موقوف ہے حکم پر۔ یعنی خدا کے اظہار وصف
مین ایسے کسی نام کا استعمال اوسوقت تک جائز نہین ہے۔ جب تک کہ محمد صاحب
کا کوئی قول یا حکم اوسکے جواز مین نہ ہو۔ خدا کو شافی کہنا درست ہے لیکن طبیب کہنا
درست نہین ہے حالانکہ معنًا دونون مین چندان فرق نہین ہے۔ اِسکا سبب
صرف یہی ہے کہ طبیب کا لفظ قرآن یا احادیث مین خدا کی نسبت کہین نہین آیا ہے۔
اسطرح خدا کو عالم (جاننے والا) کہنا جائز ہے لیکن یا عاقل (بمعنی حکیم و دانا) کہنا
درست نہین ہے۔

معتزلہ کہتے ہین کہ اگر قرآن یا احادیث مین کوئی کلمہ کسی صفت کی تعریف مین آیا ہے تو
اوس اسم صفت سے جو کلمہ صفت بنے گا اوسکا اطلاق خدا پر جائز ہے۔

اگرچہ قرآن و حدیث مین لعینہ وہی کلمہ آیا ہو۔

الغزالی (۱۰۵۰ - ۱۱۱۱ء) ۵۰۰ہم ہجری مین جنکے دلائل مدلل نے شرقی ملکون مین مسلمانون کے فلسفہ کو ناپید کر دیا تھا کہتے ہین کہ جو اسماء الٰہی شرع مین نہین آئے ہین اگر اوسسے خدا کی بزرگی ظاہر ہوتی ہو تو اونکا استعمال محض اظہار وصف کے واسطے کچھ مضائقہ نہین ہے لیکن ذات کی نسبت ہرگز اطلاق نہین کر سکتے۔ چونکہ خدا فارسی زبان کا لفظ ہے اور قرآن و حدیث مین کہین نہین آیا ہے اس سبب سے اوسپر بھی اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اسکا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ خدا ہم معنی واجب الوجود کے ہے اسواسطے تا وقتیکہ اسم ذات نہ سمجھا جاوے استعمال جائز ہے۔

(شرح عقائد جامی ص ۶۳) پس عام عقیدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسماء مروجہ زبان جو ہم معنی اللہ کے ہین اونکا استعمال ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ نام کافرون کی زبان سے نہ لئے ہون مثلاً الیشر پرمیشر وغیرہ ذالک جائز نہین۔ لیکن جو اسماء قرآن و احادیث سے ثابت ہین وہ سوا لفظ اللہ کے ۹۹ ہین۔ اونھین اسماء حسنٰی (۲) اچھے نام کہتے ہین لیکن علاوہ اسکے بہت اور الفاظ ہم معنی ہین جنکا استعمال از روے اجماع درست ہے مثلاً حنان مرادف رحیم کے اور منان۔ بمعنی منت نہندہ کے۔ تفسیر بحر مین لکھا ہے کہ خدا کے تین ہزار نام ہین۔ جنمین ایک ہزار فرشتون کو اور ایک ہزار نبی کو معلوم ہین۔ باقی رہے ایک ہزار وہ اس طرح پر منقسم ہین کہ تین سو توریت مین اور تین سو زبور مین اور تین سو انجیل مین اور ۹۹ قرآن مین آئے ہین اور ایک ابتک پوشیدہ ہے

(۲) اور اللہ کے ہین سب نام خاصے سو اوسکو پکارو وہ کہکر اور چھوڑ دو اونکو جو کج راہ چلتے ہین اوسکے نامون سے (سورۂ اعراف، آیت ۱۷۹) —

صفات باری کے اثبات حقیقت کو آیات ذیل پیش کیجاتی ہین۔
(۱) ثبوت حیات ہین یہ آیتین وارد ہین۔ سوائے خدا کے کوئی معبود نہین۔ زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا۔ سورہ ۲ و ۲۵۶ وتوکل علے الحی الذی لایموت۔ اور بھروسا رکھ اوس زندہ پر جو نہین مرتا۔ سورہ ۔ ۲۵ ۔ ۶۰ ۔
(۲) ثبوت علم مین۔ الم تر ان اللہ تعلم مافی السموات و مافی الارض۔ کیا تو نے نہین دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانون اور زمینون مین ہے۔ (سورہ المجادلہ ۔ ۵۸ و ۸ و عندہ مفاتیح الغیب لایعلمہا الا ہو الخ۔ اور اوسکے پاس غیب کی کنجیان ہین جنھین سوائے اوسکے اور کوئی نہین جانتا اور جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا مین ہے۔ اور کوئی پتہ ایسا نہین گرتا جسے وہ جانتا نہو۔ اور کوئی دانہ نہین گرتا ہے اندھیری زمین مین اور نہ ترا ورنہ کوئی خشک جو کتاب مین نہو۔ (سورہ انعام و ۵۹)
(۳) قدرت لو شیاء اللہ لذہب بسمع اور اگر اللہ چاہے اونکے کان اور آنکھین لیجاوے تحقیق اللہ ہر چیز پر قادر ہے" (سورہ بقرہ ۱۹) الیس ذالک بقادر الخ کیا وہ اسپر قادر نہین کہ مردے کو زندہ کرے (۷۵ و ۴۰) خدا ہر شئے پر قادر ہے۔
(۳ و ۱۵۹)
(۴) ارادہ ۔ فعال لما یرید کرنے والا ہے جو کچھ چاہے ۔ (سورہ بروج ۱۶) اور اگر چاہتا اللہ البتہ اکٹھا کرتا اونکو اوپر ہدایت کے" (سورہ انعام ۳۵) پس گمراہ کرتا ہے اللہ جسکو چاہے اور راہ دکھاتا ہے جسکو چاہے" اور کرتا ہے اللہ جو چاہے سورہ انعام
(۱۴ و ۳۲)
چونکہ اس صفت کو ایمان (مفصل) سے جسمین تقدیر کا بیان ہے خاص تعلق ہے۔ اسواسطے جو کچھ ارا مختلفہ اوسکی نسبت ہین اونکی تفصیل موقع پر کیجاویگی

یہ چارون صفات جو قرآن مین بالصراحتہ مذکور ہین اون کے وجود مین اختلاف آراء
مطلق نہین ہے۔ البتہ اونکی فعلیت اور طریق وجود مین اختلاف ہے۔
اول صفاتیون کا پرانا مسئلہ یہ ہے کہ صفات الہیہ قدیم اور عین ذات ہین۔
دوسرے معتزلیون کے عقیدہ مین یہ ہے کہ صفات قدیم نہین ہین۔
تیسرے اشعریون کے نزدیک صفات قدیم ہین لیکن ذات سے مغایر ہین۔
باقی رہے تین صفات سمع۔ و بصر۔ و نطق۔ سو انکی نسبت بہی بڑا اختلاف
ہے پہلے دو صفتون کے وجود پر قرآن کی آیات ذیل سے استدلال کرتے ہین
انہ ہو السمیع العلیم۔ تحقیق وہی ہے سنتا اور جانتا۔ سورہ دخان ۴۴۔ ۵۔ لا تدرکہ الابصار
وہو یدرک الابصار۔ اسکو نہین پا سکتے آنکہین اور وہ پا سکتا ہے آنکہون کو۔ سورہ
انعام ۶۔ ۱۰۲۔
بیٹہنا۔ اوٹہنا۔ وغیر ذالک ہاتہ۔ منہ۔ آنکہین۔ علے ہذا القیاس ایسے
الفاظ ہین کہ اونکے استعمال معانی مختلفہ سے (جیسا کہ مین بیان کر چکا ہون) صفاتیون
مین متعدد فریق ہوگئے ہین۔
امام غزالی کہتے ہین کہ وہ اپنے تخت پر ایسے طور سے بیٹہتا ہے جیسے اوسنے آپ ہی
بیان کیا ہے اور وہ آپ ہی اُسکا مطلب سمجہتا ہے۔ اور اُسکا بیٹہنا ایسا ہے کہ کوئی ادراک
یا تعقل نشست و مکان کا اوس تک نہین پہونچ سکتا ہے یہ عقیدہ اشعریون کا ہے
لیکن اشعریون کے اور اون کے درمیان مین جو مجسمون کی غلطی مین پڑے ہین ایک
اور فرقہ ہے۔ مقلدین امام حنبل کہتے ہین کہ یہ الفاظ اون صفات پر دلالت کرتی ہین
جنکا امکان خدا کی ذات مین ہے مثلاً خدا اپنے تخت پر بیٹہا ہے کئے یہ معنے ہین
کہ اوسمین بیٹہنے کی قدرت ہے اونکا قول ہے کہ ہم الفاظ کے حقیقی معنے قائم رکہتے

ہین اور مجازی معنے لینے درست نہین ہوسکتے - کیونکہ عبارت کے صریح معنے سے احتراز کرنا اور نئے معنی گڑھنا ایسا فعل ہے کہ اوس سے وحی کے وقعت و اعتبار مین ضعف کا احتمال ہے - دوسرے ہماری یہ مجال نہین کہ اوسکے کلام کو سمجھ سکین یا سمجھا سکین کیونکہ یہ لکھا ہے "اور نہین اوسکے جوڑ کا کوئی" (اخلاص ۱۱۲) "لیس کمثلہ شئے" اوسکی طرح کا سا کوئی نہین ہے (شوری ۴۲ - ۹) "اللہ کی قدر نہین سمجھے جیسے اوسکی قدرت ہے" (حج ۲۲ - ۷۳) اس امر کے ثبوت مین کہ خدا کے رہنے کی جگہ معین ہے یہ حدیث پیش کرتے ہین کہ ابن حکم نے جب چاہا کہ ایک لونڈی کو جسکا نام سوداء تھا آزاد کرے نبی سے اوس معاملہ مین صلاح پوچھی - آپ نے اوس لونڈی سے بلاکر پوچھا تو جانتی ہے کہ خدا کہان ہے اوسنے کہا کہ آسمان مین ہے اسپر آپ نے فرمایا یہ عورت مومنہ ہے اسے آزاد کرنا چاہئے مفسر کہتے ہین کہ اوسکی آزادی کا باعث یہ نہین تھا کہ خدا کو ایک جگہ مین رہنے والا جانتی تھی بلکہ اس سبب سے کہ اوسنے ان الفاظ کو لفظی معنی مین استعمال کیا - شیعہ کے نزدیک حرکات سکنات وغیرہ کو خدا سے منسوب کرنا سراسر غلطی ہے کیونکہ یہ صفات مستلزم جسمیت کو ہین - اونکا یہ عقیدہ بھی سنیون کے خلاف ہے کہ خدا کو کبھی کوئی دیکھ نہین سکیگا کیونکہ دیکھنے مین وہ شئے آتی ہے جو محدود بالمکان ہو -

ساتوین صفت کلام - ہے - اسپر بڑی بحث ہے جو قرآن کی اصلیت سے متعلق ہے کیونکہ کلام کے معنے مجرد گویائی اور کلام کے نہین ہین بلکہ وحی اور نیز جو طریقے تبلیغ احکام اور اخبار کے ہین سب کلام کے مفہوم مین داخل ہین -
امام غزالی لکھتے ہین کہ خدا تعالے کا کلام قدیمی ہے جو اوسکی ذات مین ہے بولتا ہے - اور امر و نہی اور وعدے وعید کرتا ہے - اوسکے کلام کو مخلوق کے کلام سے کچھ مماثلت

نہین- نہ وہ مرکب ہے ایسی صوت سے جو اجسام کے اتصال اور ہوا کے صدمہ سے پیدا ہوتی ہے۔ نہ وہ ایسے حروف ہین جو لبون کے وصل اور زبان کی حرکت سے سرزد ہوون۔ قرآن و توریت و انجیل و زبور ایسی کتابین ہین جنھین خدا نے اپنے رسولون پر نازل کیا ہے اور قرآن درحقیقت اون قراتون سے جو کتابون مین مندرج ہین پڑھا جاتا ہے اور دلون مین رکھا جاتا ہے۔ باایں ہمہ اس حیثیت سے خدا کی ذات مین ہے ممکن التفریق و التقسیم نہین حالانکہ دلون مین اور کاغذ پر منتقل ہو سکتا ہے۔ اسیطرح موسیٰ نے بھی خدا کا کلام بلا صوت و حرف سنا تھا۔ اور نیز اولیاء اللہ بھی خدا کی ذات کو بغیر وساطت کسی شئے یا حادثہ کے دیکھتے ہین سب سنی مسلمان عالم یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ خدا درحقیقت کلام کرتا ہے۔ معتزلہ کو اس سے انکار رہے وہ کہتے ہین کہ خدا متکلم اس معنے سے ہے کہ الفاظ و اصوات کا پیدا کرنے والا ہے قرآن کے قدیم ہونے کے مخالف وہ لوگ یہ اعتراض وارد کرتے ہین۔

(۱) یہ کہ زبان عربی مین لکھا گیا ہے۔ نازل ہوا ہے۔ پڑھا جاتا ہے۔ سنا جاتا ہے۔ اور لکھا جاتا ہے اور یہ کہ موضوع معجزہ کا تھا اور تقسیم حصص پر ہے اور بعض آیات بعض سے منسوخ ہین۔

(۲) اوسمین اخبار کا بیان بزمان ماضی ہے اگر قرآن قدیم ہوتا تو زمانہ استقبال مستعمال کیا جاتا۔

(۳) قرآن مین اوامر و نواہی کا ذکر ہے پس اگر قدیمی ہے تو مامور کون تھے اور نصیحت کسے دیگئی تھی۔

(۴) اگر قدیم سے موجود ہے تو چاہیئے کہ ابد تک رہے اور ازل سے موجود ہوا اور جسطرح کہ لوگون پر اوسکے احکام کا بجالانا بالفعل واجب ہے ایسیہی عقبے مین اون سب احکام

کا بجانا اور شریعت کے ظاہری رسوم کا قائم رکھنا واجب ہو۔

(۵) اگر قرآن قدیم ہے تو لازم آویگا کہ دو وجود قدیم ہین - جس محل پر یہ اعتراض پیش کییے جاتے ہین ابتداءً اعتقادیات اسلام سے اوسے چندان تعلق نہ تھا - اوائل مین یہ محض ایک رائے تھی لیکن معتزلون کی مخالفت مین اون مسلمون نے جو چاہتے تھے کہ دینیات تصور کییے جاوین نہ صرف قرآن کے قدیم ہونے کا اقرار کیا بلکہ جو کچھ وہ حق سمجھتے تھے اوسکی حفاظت مین جان سے بھی دریغ نہین کیا - معتزلون نے یہ دعوی کرکے کہ قرآن وحی غیر متلو یعنے اوسکا مطلب الہامی ہے نہ کہ الفاظ - قرآن کو نکتہ چینی سے خالی نہ چھوڑا - سُنی مسلمانون کو یہ بات برداشت سے باہر تھی حالانکہ ۲۱۲ھ ہجری مین خلیفہ مامون نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا کہ جو کوئی قرآن کے قدیمی ہونے کا مدعی ہوگا بیدینی اور الحاد کا ملزم ہوگا - چھہ برس بعد اسکے امام احمد ابن حنبل کو اسی بات پر سخت تعزیر دیکر مقید کردیا کہ اوتھون نے خلیفہ کے قبول حکم سے روگردانی کی تھی - جب شافعی کے نامی شاگرد البوتی کو خلیفہ کے حکم سے تعزیر دیگئی تو اوسنے اپنے دل کی پختگی کو ایک برجستہ دلیل بیان کی قاہرہ سے بغداد تک اوتھین لے گئے اور یہ کہا گیا کہ قرآن کے مخلوق ہونے کا اقبال کرے اور جب اوسنے انکار کیا تو بغداد مین قید کردیا - جہان کہ موت کے دن تک مقید رہے - الربیع ابن سلیمان کہتے ہین - مین نے دیکھا کہ البوتی ایک اونٹ پر سوار تھا گردن مین طوق چوبین اور پاؤن مین بیڑیان تھین بیڑیون سے طوق تک لوہے کی ایک زنجیر بندھی تھی جسمین ۲۵ سیر وزن کا ایک اڑانہ لگا تھا جس سے جنبش نہین ہوسکتی تھی جب اوسے گرفتار کرکے لیئے جاتے تھے تو یہ الفاظ زبان سے جاری تھے -

خدا ے قادر نے عالم کو کن سے پیدا کیا پس اگر کلمہ کن مخلوق ہے تو ایک مخلوق نے

دوسری مخلوق کو پیدا کیا (ابن خلقان جلد ۴ صفحہ ۲۹۵) اس جگہ البیوی نے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اوسکا حکم یہ ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے اوسکو ہو وہ ہو جاوے (سیل ۶-۳-۸۲) جسطرح البیوی نے اوسے پیش کیا ہے اوسی طور سے سنیون کے نزدیک قرآن کے اثبات قدامت کی مستحکم دلیل ہے جب زمانہ بدلا تو جو لوگ اسکے مخالف راے رکھتے تھے قتل کیے گئے امام شافعی نے بغداد مین ایک مغربی عالم حفص سے اسی امر خاص پر علی الاعلان مباحثہ کیا۔ شافعی نے قرآن کی یہ آیت نقل کرکے کہ خدا نے فرمایا ہوجا۔ اور وہ ہوگیا۔ پوچھا کہ آیا خدا نے کل شی کن سے نہیں پیدا کی۔ حفص نے کہا کہ ہان۔ اس پر شافعی نے کہا کہ "اچھا اگر قرآن مخلوق تھا تو لفظ کن تو ضرور ہی مخلوق ہونا چاہیئے" حفص ایسے صریح و واضح دلیل سے انکار نہ کرسکا۔ پھر شافعی نے کہا کہ "تمھارے عقیدہ کے موافق کل اشیا کو مخلوق نے خلق کیا ہے جو بڑی غلطی اور کھلی بیدینی ہے" حفص نے یہ سنکر سکوت اختیار کیا اور شافعی کی گفتگو سے سامعین ایسے متاثر ہوئے کہ حفص کو گمراہ اور مرتد سمجھکر قتل کیا پس اشعریون کے عقائد نے جو صفات الہیہ کی نسبت تھے اس طرح پھر غلبہ (۱) پایا۔ معتزلون کا زور گھٹ گیا۔

اس کا سبب ظاہر ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ دین کی باتون مین اپنی عقلون پر فخر کرتے ہین اور ہدایت ایزدی سے تمتع نہین اوٹھاتے ہین اون کا

---

(۱) بجز بحث کی کتابون کے اور کہین معتزلہ کا نشان نہین تھا سو یہ کتابین برباد کردی گئین۔ اسواسطے اب کوئی نشان اوس خلاف کا جو معتزلہ اور فریق اسلامی کے درمیان تھا باقی نہین رہا (اسبرن صاحب کی کتاب دور بارہ خلفاء بغداد صفحہ ۱۴۸)

اکثر یہی حال ہوتا ہے چنانچہ ان مین بہیتری چق چق کرنے والے تھے جنھین
لطون سے کچھ سروکار اور نور الٰہی سے کچھ بہرہ نہ تھا۔
اسلام کی سختی سے مخالفت پر مجبور ہو کر عقل کو اپنا مرشد خاص بنایا چاہتے تھے
اور جو لوگ اون مین عالی طبع اور بلند ہمت تھے اون مین قدرت نہ تھی کہ
جس دین کے اتباع کا اقرار کرتے تھے اوسمین تصرف و اصلاح کو دخل دیتے مگر
اسمین شک نہین کہ ایک زمانہ مین یہ بہت بڑی تحریک تھی جس سے حقیقت اسلام
کے بدلجانے کا قوی اندیشہ تھا۔ تاریخ اسلامی مین یہ زمانہ جو بمنزلہ یادگار اس امر کے ہے
کہ اسلام کے سخت احکام کی بیڑیان اور قیود جو روایات کے ازدیاد وقعت و اعتبار سے
تدریج بڑھ گئی تھین اون کے توڑنے کی اور اون قیود سے آزاد ہونے کی سعی کیجاتی تھی
بڑی تہذیب و ترقی کا زمانہ تہا خلفاء کا دار الخلافت بغداد کاروبار اور آبادی اور خوش
نظمی مین ضرب المثل تھا لیکن یہ سب ترقی بیشتر خاندان فارس سے یعنے آل برمکی کی
بدولت تھی جنمین سے ایک شخص خلیفہ ہارون رشید کا وزیر تھا۔ ہارون کی شہرت
اوسکے حالات ذاتی کے اعتبار سے محض نادرست اور غیر واجب ہے۔ یہ درست ہے
کہ وہ علم کا سرپرست تھا۔ اور اوسکی سلطنت وسیع تھی اور بہت سی فتحیابیان اوسکے
عہد مین ہوئین اور عرب کا عروج و اقبال حد کو پہونچگیا تھا۔ لیکن با این ہمہ ترشرو اور
خودرا ے اور بیرحم حاکم اور بہمہ جہت ایسے عیش و عشرت مین گرفتار کہ سخت الزام کے
لائق تھا۔ شراب خواری اور فسق و فجور کی گرم بازاری تھی۔ لہو و لعب سے ہمیشہ سروکار
تھا۔ یہ حالت مسلمانون کے اوس عہد حکومت کی تھی جسے اگر کمال عروج کا زمانہ نہین تو بڑے
عروج کا زمانہ ضرور سمجھنا چاہیئے لیکن کسی نیکی کا استقرار یا خوبی کا ایجاد جو اسلام سے
ہو سکتا ہے اوسکے واسطے یہ عہد بھی کمال مغتنمات سے تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو کچھ

خوبی یا جاہ و جلال انصافاً اس عدد سے منسوب ہو سکتا ہے وہ درحقیقت اوس اثنا ر سے تعلق رکھتا ہے جسمین بیدینی اور تدہر کو بغداد مین خاص غلبہ اور دینداری اور ایمانداری کو ضعف عام تھا اور علوم و فنون اور تہذیب کی ترقی اوس زمانہ مین سنیون کے سبب سے یا اونکے موافق نہین بلکہ مخالف تھی۔

۲۔ ملائکہ۔ البرخیوی نے اسکی نسبت اسطرح لکھا ہے کہ ہمین اس امر کا اعتراف ضرور ہے کہ خدا کے پاس فرشتے ہین جو اوسکے حکم پر چلتے ہین اور اوس سے سرکشی نہین کرتے۔ نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین نہ مرد ہین نہ عورت۔ بعضے خدا کے تخت کے پاس رہتے ہین یہ اوسکے پیام پہونچانے والے ہین۔ ہر فرشتہ کا کام جدا ہے اور کچھ زمین پر رہتے ہین اور کچھ آسمان پر۔ بعضے کھڑے رہتے ہین اور بعضے ہمیشہ سے سربسجدہ ہین اور بعضے خدا کی تسبیح و تہلیل مین مصروف ہین چند ایسے ہین کہ آدمیون پر مسلط ہین اور اونکے پاس کتاب اعمال رہتی ہے جسمین آدمیون کی نیکی و بدی لکھا کرتے ہین۔ بعضے ملائکہ طویل القامت اور بڑی قدرت والے ہین۔ انھین مین سے ایک جبرئیل ہین جو ایک ساعت مین آسمان سے زمین پر آجاتے ہین اور ایک بازو سے پہاڑ کو اوٹھا سکتے ہین۔

ہمین عزرائیل پر ایمان لانا چاہیئے جو مرتے وقت آدمیون کی جان نکالتے ہین اور اسرافیل پر بھی ایمان لانا چاہیئے جو صور منہ سے لگائے کھڑے ہین اور منتظر ہین کہ جونہی خدا کا حکم ہو اوسیوقت پھونکدین۔ اور جب اوسکا حکم ہوگا تو ایسی وحشتناک آواز سے پھونکین گے کہ سب جاندار مرجائینگے (سورہ۔ ۲۹۔ ۶۸۔ ۶۹) یہی روز قیامت کا آغاز ہوگا اور چالیس برس تک سب مردے پڑے رہین گے۔ پھر خدا ایکبار اسرافیل کو جلا دیگا اور وہ دوبارہ ایسا صور پھونکین گے کہ اوسکی آواز سے سب

مردے جی اوٹھینگے (فرانسیسی کتاب دربارہ اسلام) البرخیوی کی اس تحریر مین جو تو
مقرب فرشتے میکائیل کا کچھ ذکر نہین ہے۔ اونکا کام یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی حاجتون کو
دیکھتے رہتے ہین۔ مینہ برساتے ہین۔ درخت اگاتے ہین اور اناج پیدا کرتے ہین
وہ جوکچھ آدمیون اور جانورون اور مچھلیون وغیرہ کو ضرورت ہوتی ہے مہیا کرتے رہتے
ہین۔ جبرئیل کی خاص خدمت یہ ہے کہ نبیون کو خدا کے پیام پہونچاتے ہین شدید القوی
سخت قوتون والا۔ سورہ نجم آیت ۵ مین اکثرین کے نزدیک اونھین کی نسبت آیا ہے۔
اور خدا کے مقرب فرشتون مین شمار کیے جاتے ہین۔ ایک حدیثؐ کا مضمون ہے
کہ شب معراج کو نبی نے دیکھا کہ جبرئیل کے ۶ سو بازو تھے اور اونکا قد اسقدر دراز تھا
کہ ایک شانہ سے دوسرے شانہ تک جتنا بعد تھا اگر اوسے تیز پرواز پرند قطع کرنا چاہتا
تو پانسو برس درکار ہوتے۔ کہتے ہین کہ تمام مخلوقات مین ۹ حصے فرشتے ہین اور ایک
حصہ باقی اور مخلوق ہے فرشتے نور سے بنے ہین جس فرشتہ کا جو مرتبہ ہے مقرری ہو
بڑھتا گھٹتا نہین ہے۔ اور جسے جو مرتبہ خدا نے دیا ہے اوسی پر وہ خوش ہے۔ اونھین
سوائے خدا کی معرفت ومحبت کے اور کچھ خواہش نہین۔ جو کچھ اونکا حکم ہوتا ہی بجالاتے
ہین ،، اور اوسیکا ہے جو کوئی ہے آسمان وزمین مین اور جو اوسکے نزدیک رہتے ہین
بڑائی نہین کرتے اوسکی بندگی سے اور نہین کرتے کاہلی۔ یاد کرتے ہین رات اور
دن۔ نہین تھکتے ؟؟ (انبیا ۲ع- ۱۹) وہ سب کے سب معصوم ہین گناہ نہین کرتے
(شرح عقائد جامی صفحہ ۱۱۲) یہ صحیح ہے کہ فرشتے آدم کا پیدا ہونا نہین چاہتے تھے جس سے
احتمال ہوتا ہے کہ اونکے خلوص عقیدت مین کمی تھی اور خدا پر کامل بھروسہ نہین رکھتے
تھے۔ مگر یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے اونکا مقصود خدا کی مخالفت نہ تھی بلکہ اپنے دلون
کے شکوک رفع کرنا چاہتے تھے۔ مثلاً جب خدا نے فرشتون سے کہا کہ مجھکو بنانا ہے

زمین پر ایک نائب - بولے (یعنے فرشتے) کیا تو رکھے گا اوسمین جو شخص فساد کرے وہان
اور خون بہاوے درحالیکہ ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری پاک
ذات کو" خدا نے کہا "مجھکو معلوم ہے جو تم نہین جانتے" یہ سچ ہے کہ ابلیس نافرمان
تھا لیکن نافرمانی کے بعد فرشتہ بھی نہین - ہا - بالا جن کی قسم سے ہوگیا تھا اور
جب کہا ہمنے فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کر پڑے مگر ابلیس جن کی قسم کا تھا سو نکل بھاگا
اپنے رب کے حکم سے" (کہف ۱۸-۴۸) ونیز دیکھو البقر - ۳۲ -) فرشتے خاص
مواقع پر بصورت انسان ظاہر ہوتے ہین لیکن عموماً نظر نہین آتے ہین - اور یہ عام
عقیدہ ہے کہ جانور فرشتون اور بھوتون کو دیکھتے ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ
جب تم مرغ کو بانگ دیتے سنو تو رحمت مانگو - اس سبب سے کہ جب اوسے فرشتہ
نظر آتا ہے تو بانگ دیتا ہے اور جو گدھے کو رینکتے سنو تو لاحول پڑھو اور نعوذ باللہ کہو
کیونکہ وہ بھوت کو دیکھکر چلاتا ہے" فرشتے آدمیون کے گناہ بھی بخشواتے ہین (شوریٰ ۴۲
۳) مین آیا ہے "اور فرشتے پاکی بولتے ہین ساتھ خوبیون اپنے رب کے اور گناہ بخشواتے
ہین زمین والون کے" "بعض فرشتے بندون کی نگہبانی کرتے ہین" اوسکے واسطے پہرے
والے جو آگے سے اور پیچھے سے خدا کے حکم سے اوسکو بچاتے ہین (رعد ۱۳-۱۲) کیا تمکو بس کفایت
نہین کرتا ہے کہ تمہارا رب تمکو مدد بھیجے تین ہزار فرشتون سے جو آسمان سے اوترے
ہین - (آل عمران ۳-۱۲۰) وہ اپنے بندون پر غالب ہے اور تمپر نگہبان بھیجتا ہے تا آنکہ
جب پہونچے تم مین کسیکو موت تو ہمارے قاصد (رسلنا) اوسکی جان نکال لیتے ہین
قصور نہین کرتے (انعام ۶-۶۱) حدیثون مین آیا ہے کہ خدا نے ہر آدمی پر دو فرشتے
دن کے اور رات کے نگہبانی کو مامور کیئے ہین ایک داہین جانب اور دوسرا بائین
رہتا ہے - مگر بعض یہ کہتے ہین کہ وہ دانتون مین رہتے ہین اور آدمی کی زبان

اونکا قلم ہے اور لعاب دہن اونکی سیاہی ہے (شرح عقائد جامی صفحہ ۱۸۷) وہ آدمیون کے کامون کو دیکھتے بھالتے رہتے ہین اور نیکی و بدی جو کچھ ہوتی ہے لکھ لیتے ہین۔ انھین معقبات یعنے پہرے والے کہتے ہین اور کراماً کاتبین (بزرگ لکھنے والے) بھی انھین کا نام ہے۔ قرآن مین انکی طرف اشارہ ہے ”آیا وہ یہ سمجھتے ہین کہ ہم اونکا بھید اور مشورہ نہین جانتے۔ کیون نہین۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے اون کے پاس لکھتے ہین (زخرف ۵۲۔ ۸۰) آٹھ فرشتے ایسے بھی ہین جو خدا کے تخت کو تھامے رہتے ہین۔ اور فرشتے اوسکے کنارون پر ہین اور اوسدن اپنے اوپر تیرے رب کا تخت آٹھ شخص اوٹھاوینگے (الحاقہ ۱۷) اونیس فرشتے دوزخ پر مقرر ہین۔ اسپر ۱۹ شخص مقرر ہین اور ہمنے بجز فرشتون کے اور کسیکو دوزخ کا نگہبان نہین مقرر کیا ہے“ (المدثر ۳۰۔ ۳۱) خدا نے اپنے بندون کے واسطے ایک خاص انتظام کیا ہے جس سے شیطان اچھی طرح نہین بہکانے پاتا جابر مغربی لکھتے ہین کہ شیطان اگرچہ اور سب صورتین اختیار کرسکتا ہے لیکن خدا کی یا کسی فرشتہ کی یا کسی نبی کی صورت نہین بن سکتا ہے ورنہ انسان کی نجات مین بڑا خطر رہتا کیونکہ جب چاہتا کسی نبی یا بزرگ کی صورت بنکر لوگون کو گمراہ کرتا اور جب کبھی کوئی ایسی صورت بننا چاہتا ہے تو آسمان سے آگ نازل ہوکر اوسے بھگا دیتی ہے۔

ہاروت ماروت کا قصہ کسیقدر قابل لحاظ ہے خصوصاً اس سبب سے کہ اوسکو فرشتون کی بحث معصومیت سے تعلق ہے۔ جو لوگ رسول خدا کے منکر ہین اونکے ذکر مین قرآن یہ خبر دیتا ہے ”اور پیروی کرتے ہین علم کی جو پڑھتے تھے شیطان سلیمان کی سلطنت مین اور سلیمان نے کفر نہین کیا بلکہ شیطانون نے کیا اور لوگون کو سحر سکھاتے تھے اور جو کچھ دو فرشتون ہاروت ماروت پر بابل مین اوترا وہ سکھاتے تھے مگر یہ دونون

سیکو نہین سکہاتے تھے جب تک کہ نہ کہدیتے کہ ہم تو آزمایش ہین - سو تو کافر مت ہو"
(البقر-۱۰۲) اس مقام سے صاف ظاہر ہی کہ فرشتے سحر سکہاتے تھے جسے سب بڑا جانتے
ہین - مفسر اس مضمون پر متفق علیہ نہین ہین - مگر یہ قصہ اسطرح پر ہی کہ جب حنوق بنی
کے عہد مین فرشتون نے آدمیون کو بُرے کام کرتے دیکہا تو جناب باری مین عرض کی کہ ای
رب آدم اور اُسکی اولاد جسے تو نے زمین پر اپنا نائب مقرر کیا ہو نا فرمانی کرتے ہین -
خدا نے اسکے جواب مین یہ فرمایا کہ اگر مین تمکو دنیا مین بھیجون اور شہوت اور غصہ تم مین
ڈالدون تو تم بھی گناہ کرنے لگو - فرشتون نے اُسکے خلاف گمان کیا تو خدا نے اونسے
کہا کہ اچھا تم اپنے درمیان سے دو شخص چن لو جو اس امتحان مین پورے اوترین چنانچہ
اُنھون نے ایسے دو فرشتے جو عبادت اور محبت آلہی مین نہایت مشہور تھے چُن لیے - اور خدا
نے اون مین شہوت و غصہ ڈالکر کہا کہ اچھا جاؤ آج تمام دن جدھر چاہو زمین کی سیر
کرو آدمیون کو فساد سے روکو - شرک سے بچو - زنا مت کرو - شراب نہ پیو - اور ہر شب
کو اسم اعظم پڑھکر آسمان کو واپس آجایا کرو - چند مدت اُنھون نے ایسا ہی کیا لیکن آخر کار
ایک حسین عورت مسماۃ زہرہ نے اونھین بہکا دیا - ایک روز وہ عورت ان کے
پاس جام شراب لائی - اسپر ایک فرشتہ بولا کہ خدا نے اسکے پینے کو منع کیا ہی -
دوسرے نے کہا کہ خدا غفور الرحیم ہے - چنانچہ دونون نے شراب پیکر زہرہ کے شوہر کو
مار ڈالا اور اوسے اسم اعظم بتا دیا اور آپ سخت گناہ مین مبتلا ہو گئے - اسکے بعد اُنھون
نے دیکہا کہ اسم اعظم بھی یاد سے جاتا رہا - جسکے سبب سے حسب معمول آسمان پر جانے
سے متعذر رہے یہ کیفیت دیکہکر بہت گھبرائے اور حنوق سے شفاعت کے مستدعی ہوئے
بنی نے جناب باری مین عرض کی تو یہ حکم ہوا کہ اونھیں اتنا اختیار دیا جاتا ہی کہ چاہین دنیا
مین عذاب سہہ لین چاہین عقبے پر رکھین - اونھون نے آخرت کے عذاب سے دنیا

کی تقریر کو غنیمت جانا اور جب ہی سے چاہ بابل مین اولٹے لٹک رہے ہین بعضے کہتے
ہین کہ فرشتون نے آکر آگ کے دُرّے لگائے اور یہ کہ اُنکے خشک ہونٹ کے عین اوپر
سے ایک تازہ چشمہ نکلا ہو جو ہمیشہ جاری رہتا ہو- وہ عورت اسم اعظم کے ذریعے
تارہ ہوئی بعض کہتے ہین کہ شہاب ثاقب نکلی تھی جسکا اب وجود نہین رہا- بعض کہتے
ہین کہ زہرہ اُسیکو کہتے ہین- البتہ یہ صحیح ہو کہ قاضی عیاض اور امام فخر الدین رازی
(۵۴۴-۶۰۶ ہجری) قاضی ناصر الدین بیضاوی (۶۲۰-۶۹۱ ہجری) اور اکثر متکلمین اس
قصہ کے صحت سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ سب فرشتے گناہ سے پاک ہین- لیکن
یہ ظاہر ہو کہ اس سے وہ مشکل جو خود قرآن سے ہاروت ماروت کی نسبت پیدا ہوتی
ہو- دفع نہین ہوسکتی- وہ کہتے ہین کہ جو شخص خود ایسے عذاب مین مبتلا ہو وہ کیا سحر
سکھاویگا- دوسرے آدمیون کو ایسی خوفناک جگہ پر جانے کی جرأت کب ہوگی اور عورت
کی نسبت کل قصہ کو سراسر لغو جانتے ہین نہ صرف اس سبب سے کہ وہ ستارہ جسکا نام
زہرہ ہے زمان آدم سے اول پیدا ہوا تھا بلکہ اس سبب سے کہ یہ امر خلاف قیاس ہو
کہ جو شخص ایسا اشد گنہگار اور شریر ہو وہ ایسا مرتبہ پاوے کہ ہمیشہ کو آسمان کا منور تارا ہوجاوے
مگر چونکہ وہ مفسر تھے اس مشکل کا حل کرنا اونپر لازم تھا اسواسطے وہ اسطرح لکھتے ہین کہ
سحر بہت بڑا فن ہو خدا کو چاہیے تھا کہ اوسکے جاننے کا اختیار آدمیون کو دیتا- جسکے
جاننے کا اختیار خدا نے آدمیون کو دیا ہو- انبیاء کا مرتبہ ایسا نہین تھا کہ لوگون کو ایسی باتین
سکھاتے جو یقیناً مضر تھین- اسی واسطے دو فرشتے نازل کیئے گئے اور اب سب آدمی معجزات
انبیاء اور کرامات اولیاء اور عجائبات ساحران مین جو کچھ فرق ہے بخوبی جانتے ہین-
ہاروت ماروت بھی لوگون کو جادو سکھلانے سے اول منع کرتے تھے اور جو کوئی اونکے
پاس آتا تھا اُس سے کہتے تھے کہ ہم تو آزمائش ہین تو کافر مت ہو- بعضے کہتے ہین

یہ یہودیون کی روایت بزبان مجازی ہی جسمین دو فرشتون سے عبارت عقل وحلم سے اور عورت سے خواہشات نفسانی اور عورت کے عروج آسمان سے مراد موت ہی۔ لیکن محدثون کا بڑا گروہ اس تاویل کو نہین قبول کرتا ہی وہ دعوی کرتے ہین کہ یہ قصہ صحیح حدیث سے ثابت ہی اور اسناد بھی درست ہی منجملہ اون علمار کے جنکی یہ راے ہے چند کے نام اس جگہ درج کیے جاتے ہین۔ اور وہ یہ ہین۔ امام ابن حنبل ابن مسعود۔ ابن عمر ابن عباس۔ حافظ عسقلانی۔ (تفسیر فیض الکریم صفحہ ۸۵) وغیرہم۔ جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور مین سب احادیث بہ ترتیب نقل کی ہین اور اگرچہ انکی تفصیل مین قدرے اختلاف ہی لیکن نفس مطلب اس روایت سے مطابق ہی جو مین نے نقل کی ہے۔ محدثین اہل کلام کے اعتراضون کا جواب اسطرح دیتے ہین فرشتے بیگناہ اسیوقت تک ہین جبتک حالت ملکوتی مین رہین۔ اور ہاروت ماروت باوجود مقید ہونے کے سحر سکھا سکتے تھے کیونکہ اس مطلب کے واسطے دو ایک کلمے کافی ہوتے ہین اور ہو کہ بعضون کو ایسی جگہ سے کچھ باک نہین ہوتا اور اگر ہو بھی تو قیاس چاہتا ہے کہ فرشتون نے شیطان یا جن کی وساطت سے سکھا دیا ہو۔ اور زہرہ کی نسبت یہ سمجھتے ہین کہ روشن تارے کی صورت مین منقلب ہوتا اُسکی نیکی کا صلہ تھا کیونکہ اسم اعظم سیکھنے کی آرزو ایسے ثواب کا کام تھا جس سے اُسکی کل بدی معدوم ہوگئی۔ اور زہرہ تارے کی پیدایش کی نسبت یہ کہا جاتا ہی کہ علم ہیئت کے مسائل کا وجود اون تحقیقات پر ہی جو بعد طوفان کے اُن فن کے عالمون نے کی تھین اور یہ حنوق کے عہد کا قصہ ہی جو نوح سے پہلے دنیا مین گذرے ہین۔ غرضکہ اس قسم کی بحث چلی جاتی ہے اور بڑے بڑے فاضل اور عالم اس قصہ کو صحیح جانتے ہین۔ منکر نکیر دو فرشتے ہین ڈراونی صورت سیاہ رنگ اور نیلی آنکھون والے جو قبر مین ہر مردہ کے پاس جاکر

آزماتے ہین کہ آیا خدا پر اور اُسکے رسول محمد صاحب پر ایمان رکھتا ہے یا نہین - موت
کے مُردے عالم برزخ مین رہتے ہین - برزخ اُس مقام کا نام ہی جو اِس دنیا کے اور
اُس جہان کے درمیان واقع ہی - جہان کہ قیامت تک انسان کو جگہ ہیگی (تکمیل الایمان
صفحہ ۱۹۱) قبر کا لفظ جب ایسے موقع پر استعمال کیا جاوے تو اُسکے یہی معنی ہین کافر اور
گنہگار مسلمان عالم برزخ مین تکلیف اوٹھاتے ہین - سچے مومن جو فرشتون کو خوب
جواب دیتے ہین - راحت پاتے ہین - بعضون کے نزدیک فرشتون کا ایک گروہ
اسکام پر مامور ہی جنمین سے بعض کو منکر اور بعض کو نکیر کہتے ہین اور چونکہ ہر شخص پر زندگی
مین دو فرشتے اعمال لکھنے والے مسلط رہتے ہین دو اونین سے مُردہ کے آزمانے کو مقرر
ہوتے ہین - نابالغون کی نسبت راے کا اختلاف ہے لیکن اکثرین کا عقیدہ یہ ہی کہ مومنون
کے لڑکون سے سوال ہوگا مگر خود فرشتے ہی اُنھین بتاوینگے کہ اسطرح کہین - ہمارا
رب اللہ ہی اور ہمارا دین اسلام ہی اور نبی ہماری محمد صاحب ہین - کافرون کے
لڑکون کے سوال کیئے جانے کی نسبت کچھ راے نہین دی ہی - ابو حنیفہ کو لڑکون کے
عذاب کی نسبت بھی تامل تھا - بعضے کہتے ہین کہ کافرون کے لڑکے اعراف مین
رہینگے جو دوزخ و بہشت کے درمیان ایک مقام ہی - اور بعض کا گمان یہ ہی
کہ بہشت مین سچے مسلمانون کے غلام ہونگے - فرشتون سے علیحدہ ایک اور قسم کی
مخلوق ہی جنھین جن کہتے ہین آدم کے وجود سے ہزارون برس پہلے پیدا ہو چکی تھی
اور ہمنے آدم کو کھنکھناتے سنے گارے سے اور جنون کو اُس سے پہلے لو ن کی آگ
سے ہمنے بنایا" (حجر ۱۵ - ۲۶ - ۲۷) وہ کھاتے اور پیتے ہین اون کے اولاد ہوتی ہے
اور موت بھی اونکو لگی ہے اگرچہ اون مین اکثر سیکڑون برس جیتے ہین —
اُنکے سکونت کے خاص جگہ کوہ قاف ہے - یہ ایک سلسلہ پہاڑونکا ہے

جیسے لوگ سمجھتے ہین کہ محیط[1] عالم ہی۔ اُنمین بعض مسلمان اور بعض کافر ہین۔ کافرون کونرا ہوگی۔ البتہ بھرونگا مین دوزخ جنون سے اور آدمیون سے" (سورہ ہود ۱۲۰) سورہ جن مین جو سب سے بڑی سورت ہی جنون کے اسلام لانے کا ذکر ہے اور وہ آیت جسمین یہ ذکر ہے بہت بڑی ہی اِس سبب سے ہمنے نقل نہین کی ہی جن آسمان کی باتین سُننا چاہتے ہین۔ (دیکھو سورہ جن ۸ ۳۸) "اور ہمنے اُسکو ہر شیطان مردود سے بچا رکھا" مگر جو چوری سے سن گیا" (حجر ۱۵۔ ۱۸) جن سلیمان کے تابع تھے اور اُنکی اطاعت کرتے تھے۔ (سورہ ص ۳۸۔ ۳۶) جنون کے ایک عفریت نے سلیمان سے کہا۔ مین لا دیتا ہون تجھکو اُس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اُٹھے اور مین اوسپر زور کا معتبر ہون (نمل ۲۷۔ ۳۹) آخرت کے دن جنون سے بھی حساب لیا جاویگا۔ امام حنیفہ کو اسمین شک تھا کہ آیا مسلمان جن خدا کے یہان نیکی کا بدلہ پاوینگے یا نہین البتہ جو جن کافر ہین اُن پر عذاب ضرور ہوگا۔ حدیث مین جنون کی تفریق اسطرح پر ہی (۱) جان (۲) جن (۳) شیطان (۴) عفریت (۵) مرید۔ لوگون نے اپنی طرف سے بہت سے قصّے جنون کی نسبت بنا لیئے ہین اور اگرچہ عقلمند مسلمانون کو اِن عجیب بیانات پر شک ہو۔ تاہم یہ اعتقاد ایسا حکمی ہے کہ جب تک قرآن پر ایمان ہی جنون پر بھی یقین رکھنا ضرور ہے۔ جو لوگ اِس مضمون کو اور زیادہ جاننا چاہتے ہین اونکو مناسب ہی کہ لین صاحب کی کتاب دربارہ مصریون زمانۂ حال کے دیکھین کہ اُسمین ایک بات نہایت دلچسپ جنون پر بھی ہی۔

(۱) جب سے تاریخ کی ابتدا رہے اُسوقت سے کوہ قاف دونون مہذب قومون یعنے یونانیون اور مشرقیون کے نزدیک علم جغرافیہ کی حد تھی (براکس صاحب کی کتاب مسمّی بہ ماورار القاف والا اراات صفحہ ۴۸)۔

۳۔ کتب ۔ البرخیوی لکھتے ہین کہ ۔ اسبات پر ایمان لانا ضرور ہے کہ خدا کی کتابین جبرئیل کے
وسیلہ سے نبیون کے پاس دنیا مین پہونچین اور وہ کتابین بجز انبیار کے اور کسی پر
نہین اوترین قرآن محمد صاحب پر جزراً ۔ جزراً ۔ ۲۳ برس کے عرصہ مین نازل ہوا ۔ توریت
موسیٰ پر اور انجیل عیسےٰ پر اور زبور داؤد پر اور صحائف انبیار پر نازل ہوئے کل کتب الٰہیہ
تعداد مین ۱۰۴ مین ۔ قرآن جو سب سے اخیر مین ہوا ہے اسکی پیروی تا قیامت چاہیئے
اسمین کسیطرح کا نسخ و تصرف نہین ہوسکتا ہے ۔ اگلی کتابون کے بعض احکام قرآن
منسوخ ہوگئے ہین جنکی پیروی نہین چاہیئے ۔ ایکسو چار کتابین آسمان سے بہ ترتیب
ذیل نازل ہوئی تھین ۔ آدم پر دس ۔ شیت پر پچاس ادریس پر تیس ۔ ابراہیم پر
دس موسیٰ پر توریت (پانچ کتابین) داؤد پر زبور عیسےٰ پر انجیل محمد صاحب پر قرآن ۔
ایکسو کتابون کو جنکے نام جدا جدا نہین ہین صحف انبیار (نبیون کی کتابین) کہتے ہین قرآن
کے متعدد نام ہین ۔ فرقان ۔ فرق کرنے والا حق و باطل مین قرآن شریف اور قرآن مجید
(بزرگ قرآن) المصحف بمعنی مخصوص کتاب کہتے ہین کہ قرآن توریت و زبور و انجیل
سب کا خلاصہ ہے (شرح عقائد جامی صفحہ ۱۴۰) اسواسطے مسلمانون کو اُن کتابون
کے پڑھنے کی ضرورت نہین ہے ۔ فارس کا نامی شاعر شیخ سعدی بوستان مین
لکھتا ہی ۔ یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست ؛ کتب خانۂ چند ملت بشست ۔ ایسے یتیم کہ ہنوز
پورا قرآن نہین اوترنے پایا تھا کہ بہت سے مذہبون کو منسوخ کر دیا ۔ لیکن دیندار عالمون
یہ عقیدہ ہی کہ قرآن(۱) نے سب کو منسوخ کر دیا ہی ۔

(۱) شرح عقائد جامی صفحہ ۱۴۷ منسوخ شد بلاوتاً وکتابتاً ۔ یعنے از روے تلاوت اور کتابت دونو کے منسوخ ہی تکمیل الایمان صفحہ ۴۶ مین آیا ہی کہ دین وے ناسخ جمیع ادیان ست ۔ یعنے آنحضرت کا دین دینون کا منسوخ کرنیوالا ہی ۔

گرچہ سید احمد خانصاحب اون مسلمانون کو جو ایسا کہتے ہین جاہل و نادان بتاتے ہین(۲) لیکن شکل جو کچھ ہو مگر اور کتب الہامی قرآن سے مرتبہ مین کمتر ہین۔ انجیل مین قصص واخبار بہت ہین حضرت مسیح کا اصل کلام جو آسمان سے نازل ہوا ہو الہامی ہے۔ یہی صورت انبیائے عہد عتیق کی نسبت ہو۔ مگر یہ قاعدہ ہوگیا ہے کہ کل کتاب کو نبی کے نام سے موسوم کرتے ہین عام اس سے کہ اُسکا مضمون محض احکام ہون یا اسمین قصص واخبار بھی ہون لیکن یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ جو مکاشفات اور الہامات ہمارے نبی پہ ہوئے ہین اُن سے

(۲) تفسیر تبیین الکلام مصنفہ سید احمد صاحب نجم الہند جلد اول صفحہ ۲۶۸ - یہ تفسیر اردو مین ہو لیکن مصنف نے انگریزی خوان کے فائدہ کیواسطے انگریزی مین اُسکا ترجمہ کیا ہو۔ جو لوگ اسبات کو مسلمانون کے عقائد کا جزو سمجھتے ہین کہ ایک شریعت دوسرے کی ناسخ ہو سراسر غلطی پر ہین۔ ہمارا یہ عقیدہ نہین ہو کہ توریت کو زبور نے اور زبور کو انجیل نے اور انجیل کو قرآن نے منسوخ کیا۔ ہمارے یہان ایسا کوئی مسئلہ نہین اور اگر کوئی جاہل مسلمان اسکے خلاف دعوے کرے تو محمول کیا جاویگا کہ وہ اصول وعقائد اسلام سے واقف نہین۔ عالم سید نے اسجگہ آزاد منش مسلمان کا قاعدہ عقیدہ کیا ہو لیکن اردو انگریزی سے مختلف ہو اگر اردو کا لفظی ترجمہ کیا جاوے تو اسطرح پر ہوگا۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ جو لوگ اسبات کو مسلمانون کے عقیدہ کا جزو سمجھتے ہین کہ زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے آنیسے زبور اور قرآن کے آنے سے انجیل منسوخ ہوگئی۔ اس خیال سے کہ ان مین کوئی نقص تھا۔ وہ سراسر غلطی پر ہین۔ جن فقرہ پر مین نے خط کھینچا ہو وہ انگریزی مین بالکل نہین ہو جس سے کل عبارت کا مطلب بدلجاتا ہو۔ پس غیر مذہبون کے سامنے سید صاحب یہ کہتے ہین کہ یہ کتابین منسوخ تو ہوگئین لیکن اس سبب سے نہین کہ ان مین کچھ نقص تھا۔ چونکہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہین کہ کتاب آسمانی ناقص ہے اسواسطے یہان پر سید نے نسخ کی مجرد حقیقت بیان کی اور دینداروں کے نزدیک دیندار ہین پس اس بارہ مین ہندی مسلمانون کے آزاد فریق کا سردار یعنے سید موصوف کیا [illegible] سے جیسا کہ کوئی سخت متعصب مسلمان ہوسکتا ہے ۱۲

فصاحت کا مخصوص معجزہ مقصود تھا اور وہ جسطرح پہونچتے بعینہٖ اُسی طرح لفظ بلفظ قلمبند کر لیئے جاتے تھے کوئی خبر یا قصہ اُسکے ساتھ نہین ملایا جاتا تھا" (سید احمد صاحب کی تفسیر تبئین الکلام جلد اول صفحہ ۲۲) رسولون کے نوشتے اگرچہ اُس مرتبہ کے نہین تصور کیے جاتے جس مرتبہ کا عیسےٰ کا کلام ہے۔ اور اعمال الرسل اور خطوط اگرچہ عمدہ کتابین ہین مگر ہم اُنھین عہد جدید کا جز و یا حصہ نہین قرار دے سکتے ہین تاہم رسولون کے سب نوشتون کو ہم اپنے نبی کے نوشتجات اصحاب کے برابر جانتے ہین یعنے اُنکی ویسی تعظیم و تکریم کرتے ہین (تبئین الکلام صفحہ ۱۳۱) قرآن مین متعدد آیات ہین جنمین اگلی کتابونکا ذکر ہے۔ مثلاً سورہ مائدہ۔ ۵۰ مین آیا ہے اور پیچھے بھیجا ہمنے اُنکے قدمون پر مریم کے بیٹے عیسیٰ کو سچ بتاتا توراۃ کو جو آگے سے تھی۔ اور اُسکو ہمنے انجیل دی جسمین ہدایت اور روشنی ہے سچا کرتی ہے اگلی توراۃ کو اور راہ و نصیحت بتاتی ہے ڈر والون کو"۔ ہمنے یقین کیا اللہ پر اور جو اوترا ہمپر اور جو اوترا ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور اُسکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسےٰ کو اور جو ملا سب نبیون کو اپنے رب سے ہم اونمین سے کسی مین فرق نہین کرتے اور ہم اوسی کے حکم پر ہین (البقر۔ ۱۳۰) تجھپر اوتاری کتاب جو تحقیق اگلی کتاب کو ثابت کرتی ہے اور اوتاری تھی توراۃ و انجیل اُس سے پہلے لوگون کی ہدایت کو اور اب اُسنے اوتارا فرقان[1] فرق کرنے والا حق و باطل کے درمیان یعنے قرآن آل عمران ۔۲۔۴) مسلمانون کا عمل توریت و انجیل پر نہین حالانکہ یہ امر صریح مخالف قرآن ہے اور چونکہ کوئی وجہ اِس ترک عمل کی بتانے کی ضرور تھی اسواسطے

---

(۱) اسی قسم کی اور آیات ہین جو سر ولیم میور کی کتاب در بارۂ قرآن مین بہ تفصیل مندرج ہین اور ان کے ساتھ معتبر مصنفون کا ترجمہ بھی ہے#

مولوی یہ کہتے ہین کہ یہودیون اور مسیحیون کی کتابین بگڑگئی ہین یعنے اون مین تحریف واقع ہوئی
ہے۔ تحریف کے معنی اونکی اصطلاح مین بدل ڈالنے کے یا کسی چیز کو نوک سے پھیرنے
کے ہین۔ تحریف دو طرح پر ہوسکتی ہے۔ تحریف معنوی یعنے معنے الفاظ کو بدل ڈالنا
دوسرے تحریف لفظی۔ خود الفاظ کو بدل ڈالنا۔ اکثر مسلمان تحریف لفظی کے قائل
ہین اسواسطے اونکے نزدیک لازم نہین ہے کہ اگلی کتابونکو جا بجا قران مین ذکر ہے
پڑھین۔ یہودیون پر تحریف کا الزام قرآن کی اس آیت کے بموجب ہے۔ اور اونمین
ایک گروہ ہین جو زبان مروڑکر کتاب سے پڑھتے ہین تاکہ تم جانو کہ وہ کتاب مین ہے
حالانکہ وہ کتاب مین نہین ہے اور کہتے ہین کہ وہ اللہ کا کہا ہے حالانکہ اللہ کا کہا نہین
ہے اور اللہ پر جانکر جھوٹھ بولتے ہین (آل عمران ۔ ۷۷) تمام قدیم مفسرین آیت سے
تحریف معنوی ثابت کرتے ہین یعنی جن یہودیون کی طرف اس جگہ اشارہ ہے وہ یا تو کتب
مقدسہ کی عبارت پڑھکر غلط معنے بتاتے تھے یا ایسی عبارت پڑھتے تھے جو کتب
مقدسہ مین نہین ہوتی تھی۔ اور کہتے تھے کہ ہم اوسی کتاب مین سے پڑھتے ہین۔
اسکے یہ معنے نہین کہ کتاب کے متن کو بدل ڈالتے تھے۔ مگر یہ امر مسلمانون
کے ترک عمل کے واسطے عذر کافی نہین ہے اس جہت سے متاخرین
یہ دعوی کرتے ہین کہ تحریف لفظی واقع ہوئی ہے غرضکہ مسئلہ تحریف پر کامل بحث
ہوچکی ہے اور سید احمد صاحب تبیین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل مین قدیم
مفسرون کی رائے کو ترجیح دیتے ہین (تبیین الکلام مصنفہ سید احمد صاحب
سی ایس آئی صفحہ ۶۲ - ۹۵ -

قاضی محمد البرخیوی لکھتے ہین کہ "اس بات پر ایمان لانا ضرور ہے کہ خدا نے نبی بھیجے
ہین۔ آدم پہلے نبی ہین اور تمام آدمیون کے باپ ہین اور محمد صاحب آخری نبی ہین اور آدم

محمد صاحب کے درمیان بہت نبی گذرے ہین محمد صاحب خیر البشر اور اونکی امت خیر الامم ہے اگلے نبیون مین ہر نبی مع کتاب یا بغیر کتاب کے مخصوص گروہ کے پاس بھیجا گیا لیکن محمد صاحب تمام جن وانس کی طرف بھیجے گئے ہین۔ اور یہ شریعت دنیا کے ختم ہونے تک قایم رہے گی اور آپ کے معجزات کثرت سے ہین۔ آپ نے اپنی اونگلیون سے پانی جاری کیا۔ چاند کے دو ٹکڑے کئے۔ جانورون اور درختون اور پتھرون نے گواہی دی کہ تو نبی برحق ہے" اور اس بات پر بھی ایمان لانا چاہئے کہ ایک رات مین مکہ سے مسجد اقصے (یعنے یروسلیم) پہونچے اور وہان سے آسمان پر گئے۔ بہشت و دوزخ کی سیر کی۔ خدا تعالے سے ہمکلام ہوئے اور صبح کے قبل پھر مکہ کو واپس آ گئے آپ کے بعد کوئی اور نبی نہین آوے گا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہین "

جو انبیا، خدا نے اپنی باتین بتانے کو بھیجے ہین اونکی تعداد مندرجہ حدیث مین اختلاف ہے لیکن اکثر دولاکھ کے قریب بیان کیجاتی ہن منجملہ اونکے ۲۵ کا نام بھی قرآن مین آیا ہے اور انین بھی ۶ مخصوص القاب سے ممتاز ہین۔ آدم صفی اللہ۔ برگزیدۂ خدا نوح نبی اللہ۔ خدا کے نبی ابراہیم خلیل اللہ۔ خدا کے دوست۔ موسیٰ کلیم اللہ خدا سے کلام کرنے والے۔ عیسیٰ روح اللہ خدا کی روح۔ محمد رسول اللہ پیغمبر خدا انھین انبیاء اولوالعزم (صاحب ارادہ) اس سبب سے کہتے ہین کہ وہ اپنی امتون کے سردار تھے اور قیامت کے روز خدا اونھین اجازت دیگا کہ اپنی امت کی شفاعت کرین۔ یہ سب نبیون مین بزرگ اور عالی مرتبہ تھے (تکمیل الایمان صفحہ ۹۵) نبیون کے مراتب مین فرق ہے۔ چنانچہ بقر ۲-۲۵۴ مین آیا ہے کہ " ان رسولون مین سے ایک کو ایک پر بڑائی دی کوئی ہے کہ اوس سے اللہ نے کلام کیا اور بعضون کے درجے بلند کئے اور عیسیٰ مریم کے بیٹے کو صریح نشانیان دین اور روح پاک

سے ادسے تردید دیا" انبیاء اولوالعزم کے مراتب اس ترتیب سے ہین - نوح عیسیٰ -
موسیٰ - ابراہیم - اور سب مین خاص محمد صاحب ہین جنکی نسبت رسول اللہ وخاتم النبین
احزاب ۳۳ - ۴۰ مین آیا ہے - ایک حدیث سے آپکی فضیلت اسطرح ثابت
ہوتی ہے آدم کے بیٹون مین خاص مین ہون آدم سے اور ادن بیٹون کے
سوا اور سب انصاف کے دن میرے جھنڈہ کے نیچے ہونگے (تکمیل الایمان صفحہ ۵۹
کہتے ہین کہ موسیٰ کی شریعت کے احکام بہت سخت اور مسیح کی شریعت کے بہت نرم
آسان تھے لیکن محمد صاحب کی شریعت پختہ ہے کیونکہ اوسمین دونون وصف ہین سختی
بھی ہے اور نرمی بھی اس حدیث کے مطابق کہ مین ہمیشہ ہنستا ہون اور ہنسی سے
کشتہ کرتا ہون" کہتے ہین کہ ہرنبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا ہے لیکن محمد صاحب تمام آدمیون
کے واسطے بھیجے گئے ہین چنانچہ اس قول کی تائید مین یہ حدیث پیش کی جاتی ہے -
مین تمام آدمیون کے لئے مبعوث ہوا ہون - خواہ وہ گورے ہون یا کالے ہون"
اور نبی بجز اپنی قوم کے اور کسی کی طرف نہین بھیجے گئے" اسے محمد بھیجا ہمنے مگر رحمت
تمام عالم کے لئے اس باب مین کہ آیا نبیون کو فرشتون پر فضیلت ہے تھوڑا سا اختلاف
ہے حنفیون کے عقائد مین آدمیون کے نبی فرشتون کے نبیون سے بڑے ہین اور
فرشتون کے نبی اوسط درجہ کے آدمیون سے بڑے ہین مگر اون آدمیون سے
بجز نبیون کے اور فرشتے کمتر ہین - معتزلہ کہتے ہین کہ ملائکہ انبیاء سے بڑھے ہین شیعون
کا یہ دعویٰ ہے کہ دوازدہ امام انبیاء سے زیادہ رتبہ رکھتے ہین -

جس طرح سے وحی آتی تھی اُسکا ذکر باب ماسبق مین ہو چکا ہے لیکن ابن خلدون نے
الہام انبیاء پر ایسا دلچسپ بیان لکھا ہے کہ مین اوسکا خلاصہ اس مقام پر درج کرنا
مناسب سمجھتا ہون اور وہ اسطرح پر ہے (ابن خلدون کی کتاب جلد اول

صفحہ ۱۹۶-۲۰۵) اگر ہم دنیا پر اور اوسمین جو مخلوق ہے اوسپر نظر کرین تو معلوم ہوگا کہ اوسمین پختہ ترتیب - مناسب انتظام - علت معلول کا معقول سلسلہ اور مختلف حالات وجود کا باہمی تعلق اور ایک حالت وجود سے دوسری مین مناسب تغیر پایا جاتا ہے - عالم محسوس کے واقعات ایسے وجود ذی ارادہ کی طرف دلالت کرتے ہین جو بالاصالتہ جسم سے مختلف ہے اور جسے یقیناً وجود روحی سے تعبیر کرنا چاہیئے - یہ فاعل بالارادہ کہ تعبیر اوس سے روح ہے - ایک جانب کو اس عالم کی موجودات سے اتصال رکھتا ہے اور دوسری جانب ایسے موجودات سے مقترن ہے جو دوسرے محل فضیلت مین واقع ہین اور جنکے ضروری اوصاف مین خالص تعقل اور صحیح ادراک ہے اور وہ ملائکہ ہین - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آدمی کی روح کو فرشتون سے مناسبت ہے اور یہ سب باتین اوس رائے سے موافق ہین کہ تمام جہان مین جتنے جاندار ہین اون سب مین ایک دوسرے کے ساتھ کچھ رشتہ ضرور ہے اور ہر روح کو باہمدگر تعلق ہوتا ہے - ارواح انسانی تین قسمون پر منقسم ہو سکتی ہین ایک تو وہ روح جو پیدایش سے ایسی کمزور ہو کہ عالم ارواح تک اوسکا تصور نہ پہونچ سکے - صرف عالم حس و وہم کی سیر و حرکت پر قانع ہو یعنی اونھین باتون تک اوسکی رسائی ہو جو حواس و عقل سے دریافت ہوتی ہین پس ایسی روح طرح طرح کی باتین سوچتی اور اوپر حکم لگاتی اور جہان تک اوسمین گنجایش ہے وہان تک کام کرتی ہے اوس سے آگے نہین بڑھ سکتی -

دوسری قسم کی ارواح بالطبع ایسی قابلیت رکھتی ہین کہ خوض و فکر سے ادراک روح تک پہونچ سکتی ہین - اول دلجمعی اور سکون سے خوض و فکر کرتی اور تصور باندھتی ہین تا آنکہ وجد کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے اس قسم کا حسن باطن

اولیاء کو ہوتا ہے جنھین خدا اپنی معرفت دیتا ہے۔

تیسری قسم کی ارواح مین ایسی قدرت ہوتی ہے کہ اپنے بدنون سے علیحدہ ہوکر عالت ملکوتی مین پہونچ سکتی اور ملائکہ کے مثل ہوسکتی ہین۔ ایسی روح کبھی عالم ملائکہ کی سیر کرتی اور فرشتون کو دیکھتی ہے۔ کبھی روح کی باتین اور خدا کی آواز سنتی ہے۔ ارواح انبیاء اسی قسم کی ہوتی ہین۔ ان ارواح کو خدا نے ایسی قدرت دی ہے کہ جسم انسانی سے علیحدہ ہوسکتی ہین اور اسی علیحدگی کی حالت مین اونھین کشف ہوتا ہے یعنے خدائے تعالے اپنی باتین اونھین بتاتا ہے۔ خدا نے انبیاء کی طبیعتون مین ایسا خلوص اور قلب مین ایسی صفائی اور عقلون کو ایسی راستی دی ہے کہ اونکا رجحان خواہ مخواہ عالم ارواح کی جانب ہوتا ہے۔ اونھین ایک ایسی دلسوزی اور حرارت حرکت کرتی ہے جو اونھین کے گروہ سے مخصوص ہے اور جب وہ حالت ملکی سے عود کرتے ہین تو آدمیون کو مکاشفات الہیہ سے اطلاع دیتے ہین اور خدا کے پیغام لوگون کو پہونچاتے ہین کبھی یہ کشف نبی کے دل پر بے ترتیبی سے مثل آواز بھنبھناہٹ کے اثر کرتا ہے اور جب نبی آواز موقوف ہوجاتی ہے تو اوس پیغام کے مطالب سمجھتا ہے اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل بنکر خدا کا پیغام لاتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے نبی اوسے حفظ کرلیتا ہے عالم ملائکہ کے سفر مین اور پھر وہان سے مراجعت کرنے مین اور کشف والہام کا مطلب سمجھنے مین طرفۃ العین کا توقف بھی نہین ہوتا یعنی ارواح انبیاء ایسی لطافت سے حرکت کرتی ہین اور ایسی عجلت کے ساتھ خدا سے پیغام لیکر ادن پر

---

(۱) نص سے ثابت ہے کہ اولیاء کا مرتبہ اوسط درجہ کے آدمیون سے بڑا ہے۔
سن رکھو جو لوگ اللہ کی طرف ہین نہ ڈر ہے اون پر نہ وے غم کھادین (سورۃ یونس ۱۰-۶۳)

آگاہ ہوجاتی ہین اس قسم کے الہام کو وحی کہتے ہین ۔ جسکے معنے بقول ابن خلدون
عجلت یعنے جلدی کے ہین اول طریق پیغام پہونچانے کا اُسوقت اختیار کیا جاتا ہے
جبکہ اُسکا لینے والا نبی ہو رسول نہو اور دوسرا طریق رسول کے ساتھ مرعی ہوتا ہے اور
رسول اس سبب سے کہ جہانتک خاص پایا جاتا ہے عام ضرور پایا جاتا ہے نبی بھی ہوتا ہے
محمد صاحب نے یہ کہا ہے کہ بعض اوقات میرے پاس وحی مثل آواز گھنٹے کے آتی تھی
اور مین اُس سے عاجز ہوجاتا تھا ۔ اور جب آواز موقوف ہوجاتی تھی تو مین وحی کا مطلب
سمجھتا تھا ۔ اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل بنکر میرے پاس آتا تھا اور جو کچھ وہ کہتا جاتا
تھا مین یاد کرلیتا تھا ۔ اور یہ بات کہ نبی کو ایسے اوقات مین صدمہ ہوتا تھا اور وحشت
طاری ہوتی تھی سورۂ مزمل ۳ – ۵۰ مین اوسکی طرف اشارہ ہے ۔
"اور کھول کھول پڑھ قرآن کو صاف ہم آگے ڈالین گے تجھپر ایک بھاری بات" ۔
نبی (جسکا عاقل و حُر[1] مکلف[2] ہونا ضرور ہے) کو وحی آتی ہے لیکن تبلیغ احکام الہی کی
اوسپر لازم نہین ہے ۔ رسول جو اوصاف نبوت سے ضرور متصف ہوتا ہے وہ
جو لوگون کو خدا کے پیغام پہونچانے پر مامور ہو ۔ عام اس سے کہ اگلے رسولون کے
احکام منسوخ کرے یا نہ کرے اور عام اس سے کہ اوسکے پاس کتاب یا شریعت جدید
ہو یا نہو بعض رسولون کے ساتھ کتاب و شریعت جدید بھی ہوتی ہے لیکن رسول کی
پہچان یہی ہے کہ خدا کے احکام بعینہ لوگون کو پہونچا دے اور اُسی کام کیواسطے
مخصوص ہو پس رسول اور نبی مین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی جو رسول ہو وہ نبی

---

[1] حُرّ وہ ہے جو کسی کا غلام نہو آزاد ہو ۔
[2] مکلف وہ ہے جو کوئی عیب جسمانی یا عقلی نرکھتا ہو ۔

ضرور ہے لیکن یہ کچھ ضرور نہین کہ جو نبی ہے وہ رسول بھی ہو-

معصومیت انبیا کی بحث بھی ایسی ہی ہے کہ مسلمان عالمون نے بڑی خوض و فکر کی ہے - بنی مسلمانون کا عقیدہ یہ ہے انبیا معصوم لیعنے گناہ سے پاک ہین بعضون کے نزدیک بنی اس سبب سے گناہ سے محفوظ اور راہ حق پر قایم رہتے ہین کہ خدا کا فضل اونپر ہمیشہ رہتا ہے اور بعقیدہ اشعریاین اونمین گناہ کی قدرت ہی نہین ہے لیکن (شرح عقائد جامی صفحہ ۱۲۵) کو اس سے انکار ہے لیکن یہ تسلیم کرتے ہین کہ ان مین کوئی وصف ایسا ہوتا ہے جو بدی سے محفوظ رکھتا ہے مگر ان کل راویان مین سے کسیکو نفس حقیقت سے کچھ موافقت نہین انبیا سے بھی اور آدمیون کی طرح خطائین سرزد ہوتی ہین لیکن مسلمانون مین گناہ کی تفریق ہے بعض گناہ کبیرہ ہین لیعنے بڑے گناہ اور بعض صغیرہ لیعنے چھوٹے گناہ ہین - قتل اور زنا اور خدا کی اور مان باپ کی نافرمانی یتیمون کو غارت کرنا - زنا کی تہمت لگانی - جہاد سے بچنا - شراب پینا - رشوت دینا یا لینا - جمعہ کی نماز اور رمضان کے روزون مین سستی کرنی - ناانصافی - غیبت - بددیانتی - قرآن کو پڑھکر بھول جانا - سچی گواہی سے محترز ہونا یا جھوٹھی گواہی دینی بلا سبب جھوٹ بولنا - (صراط الاسلام صفحہ ۱۸) جھوٹھی قسم کھانی - یا سوا ے خدا کے دوسرے کی قسم کھانی - ظالم حاکمون کی خوشامد کرنی - جھوٹھا فیصلہ کرنا کم تولنا یا ناپنا جادو - قماربازی - کفار کی رسوم کو پسند کرنا - خداپرستی پر فخر کرنا - مردن کا ماتم لیکر چھاتی پیٹنی[1] - ناچنا گانا بجانا - موقع پاکر لوگون کو خدا کے اوامر و نواہی سے متنبہ نکرنا حافظ کی تعظیم نہ کرنی - ڈاڑھی منڈانی - جب محمد صاحب کا نام آوے درود نہ پڑھنا

---

(۱) محرم مین شیعہ ایسا کرتے ہین - اونپر اعتراض ہے شیعون کے نزدیک یہ فعل نیک ہے - -

(تکمیل الایمان صفحہ ۱۸) یہ سب گناہ کبیرہ ہین اور بغیر واجبی توبہ کے انکی بخشش نہین
صغائر البتہ نیک کام کرنے سے دور ہوجاتے ہین چنانچہ قرآن مین آیا ہے - اور
نماز قایم کرون کو دولون سرون مین اور رات کے کچھ ٹکڑون مین کیونکہ نیکیان برائیونکو
دور کرتی ہین (ہود ۱۱-۱۲۱) اور گناہ انسان سے دو طرح ہوسکتا ہے عمداً یا سہواً لیکن
یہ سب مسلمانون کا عقیدہ ہے کہ نبی سے گناہ کبیرہ نہ عمداً ہوتا ہے اور نہ سہواً صغائر
مین البتہ اختلاف ہے - بعض کہتے ہین کہ نبیون سے نادانستگی مین صغائر کا امکان
ہے لیکن وہ صغائر بھی خدمات متعلقہ سے کچھ نسبت نہین رکھتے ہین اور بعضے گناہ صغیرہ
کو بھی اوس مدت سے محدود کرتے ہین جو وحی سے قبل گذری ہوگی مدعا مدعا یہ ہے
کہ کل نبی گناہون سے پاک ہین خواہ کبائر سے ہون یا صغائر سے ہون - اور احیاناً اگر
کچھ ضعف کے آثار اونسے سرزد بھی ہون تو بمنزلہ ایسے قصور یا کوتاہی کے متصور ہوئے
ہین جو گناہ کی حد تک نہین پہونچتے -

جو دقت کہ خود قرآن سے اس بات مین پیدا ہوتی تھی وہ سب اس سے مسلمان
کے نزدیک دفع ہوجاتی ہے - باستثنا یسوع مسیح کے اور سب انبیا راولوالعزم
کی نسبت قرآن مین ایسے افعال کا ذکر ہے جنھین بجز سنی مسلمان کے اور کوئی کچھ عجیب
نہین کہ گناہ سے بغیر کرے - آدم کی خطا کا سورۂ بقر ۲-۲۹-۳۷ - اور سورۂ اعراف ۱-
۲۴ - مین اشارہ ہے - مین صرف ایک آیت کو اس مقام پر نقل کرتا ہون - بولے لے
ہمارے رب ہمنے اپنی جان کو خراب کیا اور اگر تو ہمکو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو ہم
نامراد ہوجاوین (اعراف ۲۴:۰)

(۱) کہتے ہین کہ آدم کا گناہ محض لغزش تھی لیکن دنیا کے حق مین بہتری ہوئی اگر آدم بہشت مین رہتے
تو دنیا آباد نہوتی اور خدا کا کلام کہ "نہ پیدا کیا ہمنے جن اور انسان کو مگر واسطے بندگی کے" پورا نہوتا

نوح کے گناہ کی قرآن مین کچھ تفصیل نہین مگر صاف اشارہ پایا جاتا ہی بولا ای رب
مین تیری پناہ لیتا ہون اس سے کہ پوچھون جو مجکو علوم نہو۔ اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور
رحم نہ کرے تو مین خرابی والون مین ہون۔ (ہود۔ ۴۹) سورہ نوح۔ آیت ۲۹ مین
بھی اسی قسم کی دعا ہی۔ ابراہیم نے اپنی قوم سے کہا کہ جنھین تم پوجتے ہو اور تمہارے
اگلے باپ دادے (پوجتے تھے) وہ میرے غنیم ہین مگر جہان کا صاحب جسنے مجھے بنایا ہی
سو وہی مجکو سوجھ دیتا ہی اور وہ مجکو کھلاتا اور پلاتا ہی اور جب مین بیمار ہون تو
وہی مجھے چنگا کرتا ہی اور وہ جو مجکو مارے گا اور پھر جلاویگا اور وہ جو مجکو توقع ہی کہ
میری تقصیرین انصاف کے دن بخشے۔ (شعرا ۲۶۔ ۷۵۔ ۸۲) موسی نے جو قبطی کو
مارا تھا اُسے عمل شیطان سے منسوب کرکے یہ کہنے لگا ای رب مینے برا کیا اپنی جان
کا سو مجکو بخشدے پھر اُسے بخشدیا۔ بے شک وہی ہی بخشنے والا مہربان بولا اے
رب جیسا تو نے مجھپر فضل کیا پھر مین کبھی گنہگارون کا مددگار نہونگا۔ (قصص ۲۸۔ ۱۵۔
۱۶) آیات ذیل مین محمد صاحب کی طرف اشارہ ہی۔ "سو تو ٹھہرا رہ بے شک اللہ
کا وعدہ ٹھیک ہی بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہی اور اپنا گناہ بخشوا" (سورہ
مومن۔ ۵۶) مفسر بیضاوی کے نزدیک اس مقام پر گناہ سے عبارت اشاعت
اسلام مین ڈھیل اور سستی کرتی ہی۔ اور معافی مانگ اپنے گناہ کیواسطے اور ایماندار
مردون اور عورتون کے لیئے۔ (سورہ محمد ۴۷۔ ۲۰) اور جو فعل ندامت کا زید کی زوجہ
زینب اور مصری لونڈی ماریہ قبطیہ کے ساتھ محمد صاحب سے سرزد ہوا تھا۔ اُسکے
جواز کے واسطے بھی مصنوعی وحی خدا کی طرف سے اترنی ضرور تھی چنانچہ کل حال
کی تفصیل سورہ احزاب ۳۳۔ آیات ۲۶۔ ۳۔ اور سورہ تحریم ۶۶ آیات ۱۔ ۲ مین
موجود ہی لیکن یہ دو آیتین نہایت مفید مطالب مین۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفرلک

ماتقدم من ذنبک وما تاخر۔ ہمنے تیرے واسطے صریح فیصلہ کر دیا تاکہ خدا تیرے گناہ جو
آگے ہوئے اور جو پیچھے رہے معاف کرے۔ (فتح ۴۸۔ ۱-۲) یہ صاف نہین معلوم ہوتا ہی
کہ اسجگہ کونسی فتح یا فیصلہ مقصود ہو۔ تفسیر حسینی مین ہی کہ بعض مفسرون کے نزدیک
اس سے عبارت فتح مکہ ہی فعل ماضی پیشینگوئی کے طور پر استقبال کے واسطے آیا ہی
ماتقدم من ذنبک وما تاخر کی تفسیر اسطرح کی گئی ہی (۱) جوکچھ وحی کے آنے سے پہلے
یا بعد گذرا ہی وہ خدا نے معاف کر دیا (۲) فتح مکہ سے پہلے یا بعد جوکچھ ہوا۔ یا (۳)
قبل از نزول اس آیت کے (۴) مفسر سلمی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ ماتقدم سے
مراد آدم کے گناہ ہین آدم کے گناہ کو آپ سے اسلیے منسوب کیا ہی کہ گناہ کے وقت
آپ صلب آدم مین تھے اور ماتاخر سے مراد اُمت کے گناہ ہین۔ اُمت کے گناہون
کو بھی آپ سے منسوب کیا اس سبب سے کہ آدم کے گناہ اُمت کے گناہون کے پیشرو
اور موجب تھے (۵) امام ابواللیث نے لکھا ہی کہ گناہ گذشتہ آدم وحوا کے ہین اور
جرائم آیندہ اُمت کے گناہ ہین یعنے گذشتہ وآیندہ دونون کو آپ سے اسلیے منسوب
کیا ہی کہ گذشتہ آپکی برکت سے اور آیندہ یعنے اُمت کے گناہ آپ کی شفاعت
سے بخشے گئے۔ (تفسیر حسینی صفحہ ۳۳۲) غرضکہ قرآن کی ان آیات سے ثابت ہوتا ہی
کہ گناہ نبیون سے سرزد ہوئے اگرچہ مسلمان ادن دلائل سے جو قبل ازین بیان
کر چکا ہون اس الزام کو دفع کرتے ہین خیر جوکچھ ہو سو ہو لیکن یہ تعجب ہی کہ ایک معصوم
متنفس انبیاء اولوالعزم ہین اور ایک بے گناہ نبی مسلمانون مین بجز یسوع مسیح کے اور
کوئی نہین قرآن مین کوئی آیت نہین جسمین مسیح کیطرف کسی ایسے چھوٹے گناہ کا اشارہ
بھی ہو جیسے مسلمان تبکلف اور نبیون سے منسوب کرتے ہین۔ کوئی آیت نہین جسمین اُسکی
معافی مانگنے کا ذکر ہو۔ تمام مسلمانون کا یہ عقیدہ ہی کہ نبی معجزات دکھاتے تھے۔ معجزہ

خرق عادت اس سبب سے کہتے ہین کہ وہ قدرت کے قوانین معینہ کے خلاف ہوتا ہی۔ معجزہ کسی دینی غرض سے علی الخصوص تصدیق نبوت کیواسطے کیا جاتا ہی اگرچہ محمد صاحب نے قرآن مین کوئی صریح دعوی نہین کیا ہو کہ مجھے معجزہ دکھانے کی قدرت ہو (۱) لیکن محمدی یہ دعوی کرتے ہین کہ اس امر خاص مین ونیز اور امور مین آپ سب نبیون کی برابر اور بعض سے بڑے تھے اور چند آیات قرآنی بتائید اپنے دعوی کو پیش کرتے ہین مثلاً شیخ جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ آدم کو اگر خدا نے ہر چیز کا نام بتانے کی قدرت دی تھی تو محمد صاحب کو وہی قدرت تھی۔ ادریس آسمان کو اُٹھائے گئے لیکن محمد صاحب کو مقام قاب قوسین ملا یعنے شب معراج کو آپ کے اور خدا کے درمیان صرف قاب قوسین یعنے دو کمانون کا فصل رہگیا تھا وہان جبرئیل شدید القوی آپ پر ظاہر ہوئے (نجم ۵-۹) اسمٰعیل قربانی کو صرف آمادہ ہی ہوئے تھے لیکن محمد صاحب پر شق صدر (۲) کا وقوع ہوا۔ یوسف کا حسن محدود تھا لیکن محمد صاحب کا

(۱) بلکہ بخلاف اسکے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اونھون نے معجزہ دکھانے کی قدرت سے انکار کیا اور بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو بہانکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہوجاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہانکالے اُسکی نہرین چلا کر یا گرادی آسمان ہم پر جیسا کہ کہا کرتا ہی ٹکڑے ٹکڑے یالے آوے فرشتون کو اور اللہ کو ضامن الخ تو کہہ مین کون ہون مگر ایک آدمی ہون بھیجا ہوا (بنی اسرائیل ۹۲-۹۵) محمد صاحب کہا کرتے تھے کہ اگلے نبی اپنی امت کیطرف بھیجے گئے تھے لیکن مین تمام جہان کیواسطے بھیجا گیا ہون اور دن نے جو معجزات دکھائی وہ اُنہین کے زمانہ کی مناسب تھے لیکن اسلام کا معجزہ یعنے قرآن ہمیشہ کیواسطے ہی یہ بھی ایک نشانی تصدیق رسالت کو کافی تھی اور کسی نشانی کی احتیاج نہ تھی۔

(۲) کیا ہمنے نہین کھولدیا تیرا سینہ (الم نشرح ۱) حدیث مین آیا ہی کہ بلوغت سے قبل دو فرشتون نے محمد صاحب کا سینہ چاک کرکے اُنمین سیاہ نکال لیا نیز مستدرک عجائبات جو معجزہ کے متعلق ہین

حسن نہایت کامل تھا۔ موسیٰ نے پتھر سے پانی نکالا لیکن محمد صاحب نے اپنی اونگلیون سے پانی جاری کیا۔ یسوع نے سورج چلنے سے روکدیا تھا ایسا ہی محمد صاحب نے کیا۔ سلیمان کی پاس بڑی سلطنت تھی لیکن محمد صاحب کی سلطنت اُس سے بدرجہا زیادہ تھی کیونکہ آپکے ہاتھ مین زمین کے خزانون کی کنجیان تھین۔ جیسے یوحنا اصطباغی کو خدا نے لڑکپن مین حکمت دی تھی ایسی آپ کو عہد طفولیت مین حکمت و دانائی خدا نے عطا کی تھی۔ یسوع مُردون کو زندہ کرسکتا تھا ایسی محمد صاحب بھی کرسکتے تھے علاوہ ان معجزات کے جو معجزات آپ ہی سے مخصوص ہین وہ یہ ہین۔ شق قمر اور معراج اور درخت کا آپ کے سامنے چلا آنا اور سب سے بڑا معجزہ قرآن ہی دشرح عقائد جامی) شق قمر کا ذکر سورہ قمر آیت این اسطرح آیا ہی کہ " پاس آلگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند" امام زاہد کہتے ہین کہ ابوجہل اور ایک یہودی ایک رات پیغمبر پاس پہونچے۔ ابوجہل نے کہا ای محمد مجھے کوئی نشانی دکھا ورنہ تیرا سر تلوار سے اڑا دونگا آپ نے انگشت سبابہ سے اشارہ کیا کہ فی الفور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا اپنی جگہ پر قائم رہا اور دوسرا بہت دور چلا گیا۔ یہ نشانی دیکھکر یہودی تو اسلام لایا ابوجہل نے کہا کہ یہ جادو ہی مگر جب جماعت مسافران سے دریافت کیا گیا تو اُنھون نے اقبال کیا کہ اُس رات ہمنے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے تھے۔ (تفسیر حسینی ۳۶۲) مگر بعضون کے نزدیک اس آیت مین زمانہ ایندہ کیطرف اشارہ ہی کیونکہ چاند کا پھٹنا قیامت کی ایک نشانی ہوگی شب معراج (جس رات محمد صاحب آسمان پر گئے) کا ذکر قرآن مین اسطرحپر آیا ہی کہ "پاک ذات ہی جو لیگیا اپنے بندے کو راتی رات ادب والی مسجد (مکہ) سے پرلی مسجد تک جسمین ہمنے خوبیان رکھی ہین کہ دکھا دین اُسکو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔" بنی اسرائیل" - ای مسلمان مصنف جو عجائب پسند ہین اُس سب کے کل واقعات کو

جو محمد صاحب سے پیش آئے بہ تفصیل بیان کرتے ہین - جسے مزید تفصیل کی ضرورت
ہو عمانوئیل ڈیچیہ کی کتاب صفحہ ۹۹ - ۱۰۲ دیکھے لیکن بعض کہتے ہین کہ یہ صرف ایک رویا
تھا اور اثبات دعوئ مین ان الفاظ سے استدلال کرتے ہین - ہمنے ترتیب دیا اُس
رویا کو جو تجھے دکھائی تھی (۱)۔ الغرض تمام سنی مسلمان یہ دعوی کرتے ہین کہ محمد صاحب
کے معجزات دکھانے مین تمام انبیا پر فضیلت ہی۔

۵- روز محشر اور روز آخرت - دونون کا بیان ملاکر لکھا جاتا ہی جو کچھ محمد البرخیوی
نے اس باب مین لکھا ہی اُسکا خلاصہ مندرجہ ذیل ہی۔

۱- اسپر ایمان لانا ضرور ہی کہ قبر مین بالیقین سوال ہوجاویگی اور منکر نکیر (دیکھو صفحہ
۱۴۵) آکر مردہ سے پوچھینگے کہ تیرا معبود کون ہی اور تیرے نبی کا کیا نام ہی - تیرا ایمان
کیا ہی اور قبلہ کہان ہی تو مومن جواب دیگا - اللہ ہمارا معبود ہی اور محمد ہمارے نبی ہین
اور اسلام ہمارا دین اور کعبہ ہمارا قبلہ ہی۔

۲- جو علامتین قیامت کی نبی نے بتائی ہین سب ظاہر ہونگی - دجال (جھوٹے
مسیح) کا ظہور - عیسے کا آسمان سے نزول - امام مہدی کا اور یاجوج ماجوج کا ظہور
سورج کا پچھم سے طلوع - وغیرہ ذالک -

۳- سب جاندار مرجائینگے - پہاڑ ہوا مین پرندون کیطرح اڑتے پھرینگے -
آسمان سب ناپید ہوجاوینگے چند مدت تک یہی حال رہے گا اُسکے بعد خدا تعالی

---

(۱) معراج کی نسبت جو کچھ عقیدہ رکھنا مسلمانو نکو ضرور ہی وہ یہ ہی کہ محمد صاحب نے عالم رویا مین دیکھا کہ مکہ سی مسجد اقصی
(بیت المقدس) یروسلیم تک گیا ہون اور اُس رویا مین اپنے رب کی نہایت بڑی نشانیان آپ نے درحقیقت دیکھین -
(خطبات احمدیہ خطبہ ۶ صفحہ ۳۴) یہ راے اگرچہ صحیح ہی مگر سنیو نکے نزدیک معتبر نہین بلکہ وہ یہ کہتے ہین کہ جو
کوئی اسبات کا قائل نہو کہ آپ کا جسم مکہ سے مسجد اقصے تک گیا وہ ایساہی کافر ہے جیسے نص قرآن کا منکر کافر
ہی اور آپ کے آسمانپر جانے سے اور اُس رات کے احوال سے جو احادیث مین مندرج ہی منکر ہو تو وہ
فاسق ہی اگرچہ مسلمان رہتا ہے ۱۲ -

پھر دنیا کو درست کرے گا اور مُردوں کو جلا دیگا انبیاء اور اولیاء اور علماء شرع اور مومن دیکھیں گے کہ اُنکے پاس بہشت کے کپڑے رکھے ہیں اور سواریاں کھڑی ہیں وہ سب کپڑے پہن کر اور گھوڑوں پر سوار ہو کر خدا کے عرش کے سایہ تلے جا کھڑے ہونگے بعضے آدمی بھوکے اور پیاسے اور ننگے پیادہ چلیں گے۔ مومن دائیں جانب کو اور کافر بائیں جانب کو چلیں گے۔

۴- وہاں ایک ترازو ہوگی جسمیں لوگوں کے بُری اور اچھے اعمال تولے جاوینگے اور جنکا نیکی کا پلّہ بھاری ہوگا وہ بہشت کو جاوین گے اور جنکا بدی کا پلّہ بھاری ہوگا وہ دوزخ میں رہینگے تا آنکہ خدا اُن پر رحم کرے یا انبیاء اور اولیاء شفاعت کریں جو مسلمان نہیں ہیں اُنکی کوئی شفاعت نہیں کریگا اور نہ وہ کبھی دوزخ سے نکلینگے اور جو مسلمان دوزخ میں جائینگے وہ دوزخ کی آگ سے گناہوں سے پاک ہو کر پھر بہشت میں داخل ہونگے

۵- پل صراط۔ جو تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے۔ دوزخ پر کھڑا ہوگا سب کو اُسپر سے اوترنا پڑیگا۔ بعضے اُسے ایسی جلدی طے کر جاوینگے جیسے بجلی جاتی ہے اور بعضے گھوڑے کیطرح اور بعض گناہوں کے بوجھ کے سبب سے بہت آہستہ چلینگے اور بعضے کٹ کر دوزخ میں گر پڑینگے۔

۶- ہر نبی کے پاس ایک حوض ہوگا جو اپنی امت کے پیاسوں کو بہشت میں داخل ہونے سے پہلے پانی پلاتے ہونگے لیکن محمد صاحب کا حوض سب سے بڑا ہوگا ایک سرے سے دوسرے تک ایک مہینے کی مسافت ہوگی۔ اُسکا پانی شہد سے میٹھا اور دودھ سے سفید ہوگا۔

۷- بہشت و دوزخ درحقیقت موجود ہیں۔ مقبول ہمیشہ بہشت میں رہینگے

نہ کبھی موت آویگی اور نہ بوڑھے ہونگے۔ حورین اور عورتین اُن سب عوارض سے
جو اُنکی جنس کو ہوا کرتی ہین محفوظ رہین گی۔ بال بچے مطلق نہین جنین گی بہشتیون
کو بغیر محنت ومشقت کے جو چاہینگے کھانے اور پینے کو ملیگا۔ بہشت کی زمین
مشک کی اور اینٹین سونے چاندی کی ہونگی۔ کافر اور شیاطین ہمیشہ دوزخ
مین رہینگے اور ایسے موٹے سانپون سے جیسے اونٹ کی گردن اور ایسے
بچھوؤن سے جیسے خچر اور آگ سے اور گرم کھولتے پانی سے دوزخی سخت ایذا پاینگے
اونکے بدن جلکر کوئلہ ہوجاوینگے۔ خدا تعالےٰ پھر اُنھین جلا ویگا تاکہ پھر وہی تکلیف
اٹھاوین ہمیشہ یہی حال رہیگا" اسی قسم کا مزید بیان شرح عقائد جامی سے اخذ
کرکے بہ ترتیب واقعات ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔

(۱) نفختین صور۔ صور کا دوبار پھونکا جانا۔ مگر یہ واقعہ اسوقت تک نہوگا جبتک
کہ تمام دنیا مین کفر و بے ایمانی نہ پھیل جاوے۔ نبی نے فرمایا کہ "قیامت نہین آویگی
جب تک کہ میری اُمت مین سے بعض فریق مشرک نہوجاوین اور بعضے قبرون کو
نہ پوجنے لگین" اور پھونکا گیا نرسنگا۔ پھر بیہوش ہوگرا جو کوئی ہی آسمانون مین اور
زمین مین مگر جسکو اللہ نے چاہا۔ پھر پھونکا گیا دوسری بار تب ہی کھڑے ہوگئے۔
(رمز ۳۹ ۶۸) ایک صحابی ابوہریرہ بیان کرتے ہین کہ پیغمبر صاحب نے صور کے ذکر
مین یہ فرمایا تھا کہ بعد پیدا کرنے آسمان وزمین کے خدا نے صور بنایا اور وہ صور
اسرافیل کو دیا جو اُسے مُنہ سے لگائے کھڑے ہین اور منتظر ہین کہ جسوقت حکم
ہو اُسی وقت پھونکدین۔ تین دفعہ صور پھونکا جاویگا (۱) صور پھونکینگے کہ سب ڈر
جاوینگے دوسرا صور پھونکینگے کہ سب مرجاوینگے تیسری صور سے مُردے جی
اُٹھینگے دو اکثر کا یہ عقیدہ ہی کہ سوائے خدا کی ذات وصفات کے اور کسیکو موت

نہ چھوڑیگی کرامیہ اور بعض اور فریق اس سے انکار کرتے ہین جسم کا دوبارہ زندہ ہونا
قرآن سے صاف ثابت ہی مثلاً پھر اب کہینگے کون ہمکو اوٹے گا کہ جسنے تمکو پہلی بار
بنایا" (بنی اسرائیل ۱۷-۵۳) کون جلاویگا ہڈیان جب گل گئین۔ تو کہہ جسنے پہلی بار بنایا
وہی سب بنانے جانتا ہی (سورہ یٰسٓ ۳۶-۷۹) اور آدمی کہتا ہی کیا جب مین مرگیا
پھر جی نکلونگا۔ کیا آدمی یاد نہین رکھتا کہ ہمنے اوسے بنایا پہلے سے اور وہ کچھ چیز نہ تھا
(مریم ۱۹-۶۸) "لوگ کہتے ہین کیا ہم اوٹے پاؤن پھر آوینگے کیا ہم ہو چکے گلی ہڈیان تو
ایسا پھر آنا نقصان ہی پھر تو ایک جھڑکی ہی کہ اُسی وقت میدان مین آرہے" (نازعات
۱۰-۱۴) کیا ایسا شخص یہ قدرت نہین رکھتا کہ مُردے جلاوے (قیمہ ۷۵-۴۰) جب مُردے
جی اوٹھینگے تو اُنکا انصاف ہوگا۔ اور منکر کہنے لگے ہمپر وہ گھڑی ہی نہین آویگی تو
کہہ کیون نہین قسم ہی میرے رب کی جو عالم الغیب ہی البتہ آویگی تاکہ اُنکو جو یقین
لائے اور بھلے کام کیئے بدلا دے اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتون کے ہرانے کو
اُنکو بلا کی دکھ والی مار ہے (سبا ۳۴-۳-۴) اونکے واسطے بڑا عذاب ہی جسدن بعضے
منہ سفید اور بعضے سیاہ ہونگے۔ سو جنکے منہ سیاہ ہوئے اون سے کہا جاویگا۔ آیا
بعد ایمان لانیکے تم کافر ہوگئے۔ سو اب چکھو عذاب کفر کرنے کا بدلا۔ اور جنکے منہ سفید
ہوئے وہ اللہ کی رحمت مین ہین وہ اوسی مین رہ پڑے (آل عمران ۳-۱۰۲) نبی کو
معلوم نہ تھا کہ یہ سب واقعات کس زمانہ مین ہونگے۔ تجھ سے پوچھتے ہین وہ گھڑی کہ کب
اُسکا ٹھہراؤ ہی تجھے اُسکا کیا علم ہی تیرے رب کی طرف اُسکی پہونچ ہی تو تو ڈر سنانے کو ہی اُسکو
جو اس سے ڈرتا ہی (نازعات ۷۹-۴۱-۴۵) ان آیات سے اور اسی قسم کی اور آیات
سے حشر کا ہونا یقیناً ثابت ہوتا ہی جس کسی کو اسپر شک ہو وہ حسب اجماع مومنین
کافر ہے۔

معتزلہ عقلاً یہ ثبوت دیتے ہین کہ بعثت بدن سے عذاب و ثواب کے واسطے ضرور ہے سُنی بھی اسکے قایل ہین لیکن اسکی بنیاد عقلی ثبوت پر رکھنے کو برا جانتے ہین۔ (شرح عقائد جامی ۱۸۳) ارایون کے نزدیک بدن کے اعضاے مختلفہ دور ہونگے بلکہ روز آخرت خدا اونہین جوڑ دیگا۔ کیا آدمی جانتا ہے کہ ہم اسکی ہڈیان جمع نہین کرینگے بے شک ہم قدرت رکھتے ہین کہ اوسکی اونگلیون کے پورے تک ٹھیک کر دین (دقیمہ ۳-۴) مگر سنیون کے نزدیک اسسے باطل نہین ہوتا کہ بدن نہین گلے گا چنانچہ اونکے عقیدہ کی تائید نبی کے قول سے بھی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام آدمزاد ناپید ہو جاوینگے" اگرچہ بدن پہلی حالت پر عود کریگا لیکن اسمین شک نہین کہ پیدایش کی تجدید ہوگی عالم اسپر متفق نہین ہین کہ روح حال دراثنا مرگ جسم کیا ہوگا اسی سبب سے بعثت بدن کی نسبت بھی اُنین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ روح کے جی اوٹھنے کی گفتگو بیجا ہے کیونکہ وہ بدن مین ایسی موجود ہے جیسے کوئلہ مین آگ اسواسطے بعثت بدن مین وہ بھی شامل ہے بعض کہتے ہین کہ روح جدا چیز ہے۔ بدن کے ساتھ نہین مرتی متکلمین اول رائے کو ترجیح دیتے ہین۔ دونون صورتون مین نتیجہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے یعنے جو بدن جی اوٹھے گا اوسمین روح بھی ہوگی۔ عقلمند اور بیوقوف۔ شیاطین جن پری کیڑے مکوڑے پرند۔ سب حشر کے دن جی اوٹھین گے پہلے محمد صاحب اوٹھینگے اور بہشت مین بھی پہلے وہی جائین گے۔

(۲) تطییر صحالف۔ بعثت کے بعد چالیس برس تک آدمی آوارہ پھرتے رہینگے اسی عرصہ مین اعمال نامے اونھین دے جائین گے کراماکاتبین کے سب نوشتے ان کتابون مین ہونگے۔ (صفحہ ۱۴۱) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آدمی ننگے اور پریشان

اوٹھینگے بعضے آوارہ پھرتے رہینگے اور بعضے چالیس برس تک کھڑے رہینگے
سب کی نگاہین آسمان کی طرف ہونگی داعمالناموں کے انتظار مین رنج کے مارے
بدن سے پسینا چھوٹتا ہوگا بخاری اور مسلم سے روایت ہے کہ پسینا ستر گز تک بہیگا
اور بناگوش تک پہونچیگا ۔ پھر خداے تعالے ابراہیم سے کہیگا کہ تو پوشاک پہن ابراہیم
بہشتی لباس زیب بدن کرینگے ۔ پھر خدا محمد صاحب کو پکاریگا اور ایک نہر جو مکے سے
بہت دور ہوگی آپکو عنایت کریگا ۔ جو کوئی ایک بار اسکا پانی پئیگا پھر کبھی پیاسا نہوگا محمد صاحب
کہتے ہین کہ مین بھی بہشت کا لباس پہنکر تخت کے پاس کھڑا ہونگا جہان سواے
میرے اور کوئی کھڑا نہو سکیگا اسوقت خداے تعالے مجھسے فرمادیگا جو چاہتا ہے
مانگ تجھے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت مقبول ہوگی" اور ہر شخص کا نامۂ اعمال
خدا کے تخت کے نیچے خزانہ غیب سے اوڑکر اوسکے ہاتھ مین پہونچیگا" اور جو آدمی
ہے اوسکی بری قسمت اوسکی گردن سے ہمنے لگادی اور قیامت کے دن اوسے
لکھا ہوا نامۂ اعمال دکھاوینگے جسے وہ کھلا پاویگا پڑھ لے اپنے لکھے کو ۔ تو ہی بس ہے آجکے
دن اپنا حساب لینے والا" (بنی اسرائیل ۱۵) "جسکو اوسکا لکھا داہنے ہاتھ مین ملا
تو اوس سے آسان حساب لیتا ہے اور وہ اپنے لوگون کے پاس خوشوقت پھر کر
آوے اور جسے اوسکا لکھا پیٹھ کے پیچھے سے ملا وہ موت کو پکاریگا" (انشقاق ۱۱) اور جسے اوسکا
لکھا بائین ہاتھ مین ملا وہ کہتا ہے کسیطرح مجھکو میرا لکھا نہ ملتا اور مجھکو خبر نہوتی کہ میرا حساب کیا ہے (الحاقہ
۲) اور یہ بھی لکھا ہے کہ گنہگار مسلمانونکو دوزخ مین ڈالنے سے پہلے دہنے ہاتھ سے پکڑینگے اور یہ
شناخت اس امر کی ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ مین نہین رہینگے بعضون کے نزدیک پڑھنے سے اپنا
لکھا ہے لفظی معنے مراد ہین اور بعض کے نزدیک مجازی بیان ہے جسکا مطلب اسیقدر ہے کہ
انکے اعمال ظاہر ہوجاوینگے ۔ جو لفظی معنی کے قائل ہین وہ کہتے ہین کہ ہر مومن اپنے اعمال نامہ آپ

پڑہیگا اور اُسکے نیک اعمال دوسرے پڑہینگے - مومن کا چہرہ پڑہتے وقت چمکتا ہوگا اور کافر کا سیاہ ہوگا -

(۴) میزان - یعنے ترازو - اسکا ثبوت قرآن و سنت و اجماع سے ہے اسواسطے کوئی مسلمان اسپر شبہہ نہین کرسکتا سو جنکی تولین بھاری ہونگی وہی کام لے نکلے اور جنکی ہلکی ہوئین سو وہی ہین جو اپنی جان ہار بیٹھے دوزخ مین رہا کرینگے (المومنون ۱۰۲-۱۰۴) سو جسکی تولین بھاری ہوئین تو اوسکو من مانتی گذران ہے اور جسکی تولین ہلکی ہوئین تو اوسکا ٹھکانا گڑھا ہے - اور تو کیا سمجھا کہ وہ کیا ہے - دہکتی آگ ہے (القارعہ ۶-۱۱) بے شمار احادیث اس باب مین وارد ہین اجماع کو بھی غلبہ اسی طرف ہے کہ ترازو کا وجود حقیقتاً ہوگا اور اوسکے پلے وغیرہ بھی ہونگے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحائف اعمال تولے جاوینگے - صحیح بخاری مین آیا ہے کہ خدا فرما دیگا اے محمد تیری اُمت مین جن لوگون سے حساب نہین لیا ہے وہ بہشت مین داخل ہونگے انبیاء اور ملائکہ سے بھی حساب نہین ہوگا - کافرون سے بھی اس قسم کا امتحان نہین لیا جاویگا کیونکہ اونکا حال قبل امتحان کے خود بخود ظاہر ہوگا - گنہگار اپنے چہرہ سے پہچان پڑینگے اور ماتھے کے بال اور پاون سے پکڑے جاوینگے (سورہ رحمٰن ۴۱) پس ظاہر ہے کہ مومنون اور غیر مومنون مین اونہین کے اعمال تولے جاوینگے جنہین خدا قبول کرے - مگر بعضے یہ دعویٰ کرتے ہین کہ کسی کافر کا مطلق امتحان نہین ہوگا اور یہ آیت بتائید اپنے دعوے کے پیش کرتے ہین سو اوسکے اعمال مٹ گئے - پھر نہ کھڑی کرینگے اونکے واسطے تول" (کہف ۱۰۵) اسکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اونکے واسطے تول کھڑی نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ تول اونکے موافق نہوگی جسجگہ اعمال تولے جاوینگے وہ جگہ بہشت و دوزخ کے درمیان ہے جبرئیل پلون

کی حرکت کو نگاہ رکھین گے اور سیکائیل ترازو کو دیکھتے ہونگے سُنّی اسپر متفق نہین ہین کہ
ہر قوم کی ترازو علیحدہ مقرر ہوگی یا یہ کہ مومنون کے ہر عمل نیک کیواسطے ایک ترازو
الگ ہوگی مثلاً نماز کی الگ اور روزہ دن کی الگ ہوگی علے ہذا القیاس۔ وہ کہتے ہین
کہ موازین بصیغہ جمع بمعنے ترازو دون کے اسی سبب سے آیا ہے اور اسمین بھی اختلاف
ہے کہ آیا خود اعمال یا صحائف تولے جائینگے پچھلی رائے ایک حدیث سے جو
ترمذی نے بیان کی ہے ثابت ہوتی ہے۔ نبی نے کہا کہ ۹۹ صحائف منقسم ہونگے
اور ہر صحیفہ اتنا بڑا ہوگا جہان تک کہ نگاہ پہونچ سکتی ہے۔ خدا فرماوے گا اے بندے
کیا تجھے اس سے انکار ہے یا فرشتون نے تیرے ساتھ ناانصافی کی ہر شخص جواب
دیگا کہ نہین اے رب۔ پھر خدا کہے گا کہ اچھا اب تمہین عذر ہے وہ کہین گے اے
رب ہمین کچھ عذر نہین۔ پھر خدا ایک پارچہ ایسا ظاہر کریگا جسپر کلمہ لکھا ہوگا اور اسکو
کو ایک پلہ مین رکھے خدا کہے گا کہ اے شخص تیرے لئے کچھ برائی نہ ہوگی اگر تو صحیفونکو
اس پلہ مین رکھدے اور کلمہ کو اوٹھا کر دوسری مین رکھدے کیونکہ پہلا پلہ ہلکا رہیگا
غرضکہ اس حدیث سے سمجھتے ہین کہ صحائف بالیقین تولے جاوینگے لیکن معتزلہ ایسے
باتون پر معترض ہین۔ وہ کہتے ہین کہ اعمال واقعات سے ہین اور سبکی وگرانی ایسے
اوصاف نہین ہین جو اوصاف سے منسوب ہوسکین کل آیات قرآنی اور احادیث
جو اس باب مین وارد ہین اونکے نزدیک مجازی ہین جنکا نفس مطلب یہ ہے کہ عدالت
کے دن پورا پورا انصاف ہوگا۔

(۴) صراط۔ اس لفظ کے معنے راہ اور سڑک کے ہین قرآن مین بھی یہ لفظ آیا ہے
روز انصاف کی نسبت اسطرح لکھا ہے اور اگر ہم چاہین اونکی آنکھین مٹادین
پھر راہ چلنے کو دوڑین (یٰسین ۶۶-۳۶) گنہگار روز کو اور اون کی جوڑ ون

شیاطین) کو اور جو کچھ پوجتے تھے خدا کے سوائے اونکو جمع کرو پھر اونکو دوزخ کی راہ (صراط) پر چلاؤ (صافات - ۲۳) قرآن مین صراط کو کہین پل سے تعبیر نہین کیا ہے البتہ ایک حدیث اس امر پر صاف دلالت کرتی ہے نبی نے کہا ہے ایک پل تلوار سے تیز اور بال سے باریک دوزخ کے اوپر ہوگا اور اسپر لوہے کے تیز کانٹے ہونگے جنھین خدا چاہیگا اونھین وہ کانٹے چھید لین گے - بعضے طرفۃ العین مین و بعضے برق کی مانند رفتار سے اور بعضے تیز گھوڑے کی طرح اوسپر سے اوتر جاوینگے فرشتے پکارینگے اے رب تو بچا اور محفوظ رکھ بعضے مسلمان بچ جاوینگے اور بعضے دوزخ مین گر پڑینگے بخاری نے بھی اسی قسم کی ایک حدیث بیان کی ہے سب کافر دوزخ مین گر پڑینگے اور ہمیشہ وہان ہی رہین گے مگر چند مدت کے بعد چھوٹ جاوین گے معتزلہ کو ایسے پل کے وجود سے انکار ہے - وہ کہتے ہین کہ اگر ہم فرض کرین کہ اسکا وجود ہے تو مومنون کے حق مین بھی تکلیف کا موجب ہوگا یعنی مسلمانون کو اوسپر سے اوترنا پڑیگا حالانکہ انصاف کے دن مسلمانون کو کچھ تکلیف نہ ہوگی سنّی اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ مومن اوسپر سے اس لئے اوترین گے کہ خوب ظاہر ہوجاوے کہ کسطرح دوزخ سے بچے اور بہشت کی راحت پائین اور نیز اسواسطے کہ کافر اونھین ہمیشہ کے واسطے بچا ہوا دیکھ کر منفعل ہون -

الاعراف بہشت و دوزخ کے درمیان واقع ہے قرآن مین اسکی تفصیل اسطرح ہے "اور دیوار (اعراف) کے سرے پر مرد ہین جو ہر ایک کو اونکے نشان سے پہچانتے ہین اور پکارا جنت والون کو کہ تمپر سلامتی ہے وہ جنت مین نہین داخل ہوئے مگر امیدوار ہین اور جب اونکی نگاہ دوزخ والون کی طرف پھرے بولے اے رب ہمکو دوزخ والون کے ساتھ مت کر" (اعراف ۴۴ - ۴۵) سیل صاحب

نے دیباچہ کتاب مین الاعراف کی لغت تحقیق اسی بمعنی زمین ہین اونکا خلاصہ جو کیا ہے نہایت
عمدہ ہے اور وہ اصطلاح ہے "مسلمان اوسے العرف بلکہ بیشتر بصیغہ جمع یعنی الاعراف
کہتے ہین یہ لفظ مصدر عرفہ سے نکلا ہے جسکے معنے شناخت اور امتیاز کے اور جدا کرنے
کے ہین۔ لیکن بعض نے اس نام کی وجہ اور کچھ بیان کرتے ہین یعنے وہ یہ کہتے ہین
کہ جو لوگ آسکے سرے پر کھڑے ہونگے وہ بہشتیون اور دوزخیون کو اونکے مخصوص نشانون
اور وصفون سے پہچان لین گے اور بعض کہتے ہین کہ اس لفظ سے عبارت ہے چیز ہے جو
بلند ہوا ور اونچی اوٹھی ہو مثلاً بہشت و دوزخ کی درمیانی دیوار کہ سطح سے اونچی ہے
اور بعضون کے نزدیک وہ ایک مقام ہے جہان خاص بندے انبیا اور شہدا
اور وہ لوگ جو نہایت پاکباز ہین رہا کرینگے اور بعضے کہتے ہین کہ اس مقام پر وہ لوگ
رہین گے جنکے اعمال نیک و بد برابر ہونگے کیونکہ ایسے لوگ نہ لایق ثواب کے نہ مستوجب
عذاب کے ہین لیکن بقول اونکے یہ لوگ روز آخرت کو کوئی ثواب کا کام کرینگے جس سے
نیکی کا پلہ بھاری ہو جاویگا تب وہ بہشت مین داخل ہون گے۔ اور بعض سمجھتے ہین کہ
یہ مقام اون لوگون کا مسکن ہوگا جو بغیر اجازت والدین کے غزا پر گئے ہین اور شہادت
پائی ہے کیونکہ ماں باپ کی نافرمانی کے سبب سے بہشت سے خارج کئے جاوینگے
اور شہادت کے سبب سے دوزخ سے محفوظ رہین گے (منقول از دیباچہ سیل صاحب)
اور نیز اس دنیا کی بدنی موت اور روز آخرت کے درمیان فصل ہے جسے برزخ او
البرزخ کہتے ہین اور اونکے پیچھے اٹکاؤ ہے جسدن تک اوٹھائے جاوین (المومنون
۲۳-۱۰۲) جب موت آتی ہے تو ملک الموت بدن سے روح کو جدا کرتا ہے جو لوگ
نیک ہین اونکی جان آسایش سے اور جو برے ہین اونکی جان سختی و دشواری سے
نکلتی ہے۔ اسکے بعد روح عالم برزخ مین پہونچتی ہے (بعض عجیب رائین جو احوال

روح کی نسبت ہین اونکین سیل صاحب کے دیباچہ دفعہ ۴ صفحہ ۵۵ مین دیکھو) اجماع سے یہ قرار پایا ہے کہ خدا کے یہان شرک کی بخشش نہین ہوگی۔ خدا کے ساتھ دوسرے کے شریک کرنے کو شرک کہتے ہین۔ مشرک یعنے شرک کرنیوالے ہمیشہ دوزخ مین ہین گے کیونکہ کفر و شرک ایسا سخت جرم ہے کہ اوسکی تعذیر ہمیشہ کا عذاب ہے" اور شرک والے دوزخ کی اگ مین سدا رہین گے وے لوگ سب خلق سے بدتر ہین (ایکن الدین ۵) تم دونون ہر نا شکر مخالف کو دوزخ مین ڈالو۔ نیکی سے اٹکانیوالا حد سے بڑھنے والا شبہے نکالتا جسنے اللہ کے ساتھ اور لوجا ٹھرایا۔ تو اوسکو سخت مار مین ڈالو (ق ۵)۔

۲۳-۲۵) جو مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہین اگر بغیر توبہ کے مرین توبھی دوزخ مین ہمیشہ نہین رہینگے کیونکہ ذرہ بھر بھلائی کی وہ اوسے دیکھ لیگا (زلزال ۷) مسلمان یہ دعوی کرتے ہین کہ اسلام لانا بھی عمل نیک ہے اوسکا صلہ بھی ضرور ملیگا لیکن قبل از آنکہ دوزخ مین پہونچکر اپنے اعمال کی سزا پالے یہ صلہ نہین ملیگا اس سبب سے چند مدت کے بعد عذاب سے رہائی پاویگا۔ ایمان کامل یہی ہے کہ سچے دل سے یقین کرے اور اوسکے موافق عمل کرے لیکن اعمال فی نفسہ ایمان نہین ہین۔ اسی جہت سے کبائر انسان کو ایمان کامل سے روکتے ہین لیکن اوس سے ایمان فنا نہین ہوتا۔ اسکا مرتکب کافر ہے بلکہ صرف گنہگار ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۴۴) معتزلہ کہتے ہین جو مسلمان دوزخ مین جائینگے وہ ہمیشہ اوسی مین رہینگے۔ اونکے نزدیک جو مسلمان کبائر کا مرتکب ہوا اور بغیر توبہ کے مرجاوے اگرچہ کافر نہین ہوتا لیکن مومن بھی نہین رہتا اسواسطے اوسکو بھی وہی سزا ہوگی جو کافرون کو ہوتی ہے سنیونکا یہ عقیدہ ہے کہ محمد صاحب بالفعل بھی ہمارے شفیع ہین لیکن شفاعت کی طرح پر ہے۔ ایک تو شفاعت کبری ہے جسکی طرف ان الفاظ سے کہ عیسی ان سے تک

ایک مقاماً محموداً شاید کھڑا کرے تجھکو تیرا رب تعریف کے مقام (مقام محمود) اشارہ ہی
مقام محمود سے عبارت ہی شفاعت کا مقام ہے جسمین سب لوگ آپ کی تعریف
کرینگے (تفسیر حسینی صفحہ ۹۳۱) زاد المعیہ مین لکھا ہے کہ مقام محمود سے یہ مراد ہے کہ
خدا نبی کو تخت پر بٹھاوے گا بعضے کہتے ہین کہ وہ مقام ہے جہان کہ آپ کو ایک علم ملیگا
جسکے گرد سب انبیا آپکی تعظیم بجالانے کو جمع ہونگے۔ مگر پہلی راے پر اکثر کا اتفاق ہے
لوگون کو بڑا خوف ہوگا محمد صاحب فرمادینگے " اے میری امت مین شفاعت کے
واسطے مامور ہوا ہون" پھر اونکا خوف جاتا رہے گا۔ دوسری شفاعت اس قسم کی ہوگی
کہ بغیر حساب دئے لوگ بہشت مین چلے جائینگے مگر اس باب مین اختلاف روایات ہے
تیسری قسم کی شفاعت اون مسلمانون کے واسطے ہوگی جو دوزخ مین جانے کے لائق ہین
چوتھی قسم کی شفاعت اون لوگون کے واسطے ہوگی جو دوزخ مین جاچکے ہونگے
سواے محمد صاحب کے اور کوئی نبی اس قسم کی شفاعت نہین کرسکیگا پانچوین قسم کی
شفاعت اون لوگون کی ترقی منصب کے واسطے ہوگی جو بہشت مین ہونگے۔ معتزلہ کو
گنہگار مسلمان کی شفاعت سے انکار مطلق ہے اور اپنے عقیدہ کی تائید مین یہ آیت
پیش کرتے ہین اور اس دن سے بچو کہ کوئی شخص ایک ذرہ کسی کے کام نہ آوے اور
اوسکی طرف سے سفارش قبول نہو اور اُسکے بدلہ مین کچھ اور نہ لین اور نہ اون کو مدد
پہونچے (البقر ۲-۴۸) سنی اسکے جواب مین حدیث صحیح پیش کرتے ہین۔ میری
شفاعت میری اُمت کے اون لوگون کے واسطے ہوگی جو کبائر کے مرتکب ہین اگر
اس حدیث پر کچھ شبہ وارد کیا جاوے تو وہ کہتے ہین اسمین مسلمانون کا بیان نہین
ہے۔ کافرون کا ہے (تفسیر فیض الکریم صفحہ ۲۵) حضرت انس سے روایت ہے
کہ محمد صاحب نے کہا محشر کے روز مسلمان حرکت نہ کرسکینگے اور سخت پریشان ہونگے

ہوینگے کاش ہم خدا سے التجا کرین کہ ہمارے واسطے کوئی شفیع پیدا کرے۔ جو ہم اس
مقام سے نکلین اور اس سخت تکلیف و رنج سے نجات پاوین " پھر وہ آدم سے اور
اگلے نبیون سے مدد چاہینگے لیکن وہ سب عذر کرینگے کہ ہم خود گنہگار ہین آخرش موسیٰ
کے پاس جاوینگے۔ وہ عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ کے پاس
جانے کو بتاوینگے۔ عیسیٰ بھی کہینگے کہ محمد صاحب پاس جاؤ جو خدا کا بندہ ہے جسکے اگلے
پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے ہین۔ نبی صاحب کہتے ہین کہ پھر مسلمان میرے پاس
آوینگے اور مین اذن پاکر خدا کے سامنے اونکی شفاعت کرونگا (مشکوٰۃ المصابیح کتاب ۲۳ باب ۱۲)
مسیح کی دوسری آمد بھی آثار قیامت سے ہے عیسیٰ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہمنے
اوسپر فضل کیا اور وہ نشان اوس گھڑی کا ہے (زخرف ۴۳-۶۱) قرآن سے یہ پایا جاتا
ہے کہ وہ انصاف نہین کریگا بلکہ اور نبیون کیطرح خود انصاف کیا جاویگا " اور ہمنے
اونسے یعنے نبیون سے گاڑھا قرار لیا تاکہ اللہ سچّون سے اونکا سچ پوچھے (یعنی خدا نے مخصوص
نبوّت کو کسطرح انجام دیا) احزاب ۳۳ و ۷ و ۸) اور اسلیئے آویگا کہ اون یہود کو جو اوس سے
منکر تھے بتاوے اور قیامت کے دن اونکا بتانے والا ہوگا (نساء ۴۰-۱۵۸) اسپر بھی
ایمان لانا ضرور ہے کہ پیغمبر کو خدا نے ایک حوض دیا ہے جسے کوثر کہتے ہین کوثر کا ذکر
قرآن کی اِس آیت مین ہے۔ ہمنے تجھے کوثر دی ہے (کوثر ۱۰۸-۱) بخاری کہتا ہے کہ کوثر کے
معنے خیر کثیر کے ہین جو خدا نے اپنے نبی کو بخشی ہے ابو باشر نے سعید سے کہا لوگ جانتے
ہین کہ کوثر بہشت مین ایک نہر کا نام ہے سعید نے جواب دیا۔ کوثر نہر ہے جسمین خیر کثیر
ہے اور اوسی راوی سے یہ روایت ہے کہ محمد صاحب نے کہا وہ میرا حوض مربع ہے
اسکا پانی دودھ سے سفید اور مشک سے خوشبودار ہے جو کوئی اوسمین سے پیئے گا
پھر پیاسا نہو گا "۔

بہشت مین مومنون کے واسطے راحت کے متعدد مدارج ہین - ترمذی سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا - بہشت مین ایک سَو درجے ہین جنمین بعض تو ان آٹھ نامون مین ہونگے جو بہشت کے واسطے معیّن ہین -

(۱) جنت الخلد - تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کا باغ (جنّت الخلد) بہتر ہے جسکا وعدہ پرہیزگارون کو ملا (فرقان ۲۵ و ۱۶) (۲) جنت السلام - اونکو اپنے رب کے یہان سلامتی کا گھر جنت السلام ہے (انعام ۶ - ۱۲۷) (۳) دار القرار - اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ٹھہراو کا گھر ہے (مومن ۴۰ - ۴۰) (۴) جنت العدن - اللہ نے ایمان والے مردون اور عورتون کو وعدہ دیا ہے کہ باغون مین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین اور رہنے کے ستھرے مکانون مین جو باغون مین ہین رہا کرین (توبہ ۹ - ۷۳) (۵) جنت الماوےٰ - اسکے پاس رہنے کی بہشت ہے (نجم ۵۳ - ۱۵) (۶) جنت النعیم - بیشک نیک لوگ بہشت مین ہین (الفطار ۸۲ - ۱۳) (۷) جنت العلیین نیکون کا لکھا ہوا علیین مین ہے (التطفیف ۸۳ - ۱۸) (۸) جنت الفردوس - جو یقین لائے ہین اور جنھون نے بھلے کام کیئے ہین اونکو ٹھنڈی چھانون کے باغ - جنت الفردوس مین مہانی ہے (کہف ۱۸ - ۱۰۷) -

اکثے ہین کہ دوزخ کے سات طبقے ہین اگرچہ قرآن مین طبقون کے نام آئے ہین لیکن یہ نہین لکھا ہے کہ ہر طبقہ مین کس درجہ کے لوگ ڈالے جاوینگے لیکن مسلمان مفسّرون نے اوسکی تفصیل کردی ہے -

(۱) جہنم - جو گنہگار بغیر توبہ کے مرتے ہین وہ جہنم مین جائینگے (۲) لزہ جسمین کافر یعنے یہی رہینگے (۳) حطمہ - ایک آگ ہے جسمین یہودی اور بعض کے نزدیک مسیحی جلینگے (۴) سعیر جسمین شیاطین اور ادسکے ذریات ڈالی جاویگی (۵) سقر جسمین مجوس اونیز وہ لوگ رہینگے جو نماز مین غفلت کرتے ہین (۶) جحیم - کھولتا ہوا گڑھا ہے جسمین بت پرست

اور یاجوج ماجوج ڈالے جائینگے (۸) ہاویہ - بے تھاہ گڈہا ہے جسمین ریاکار رہینگے -
کہتے ہین کہ بہشت مین دوزخ سے ایک طبقہ زیادہ ہے تاکہ معلوم ہو کہ خدا کی رحمت
عدل سے زیادہ ہے محمدی عالمون نے تمام واقعات متعلق حشر ونشر اور بہشتیون اور
دوزخیون کے حساب کتاب اور آیندہ حالت کی نسبت خوب شرح وبسط سے قلمبند
کیا ہے سیل صاحب نے اون سب کا خلاصہ ایسی عمدگی سے کیا ہے کہ اس مقام پر
مزید تفصیل کی ضرورت نہین ہے - قرآن واحادیث مین جو کچھ بہشت کی راحتون کا
ذکر ہے وہ سب سُنیون کے نزدیک حقیقی (۱) ہے -

۶- قدر خیر وشر - مینے قبل ازین صفت ارادہ (مندرجہ صفحہ) کے ذکر
مین مسئلہ تقدیر کی کچھ بحث کی ہے لیکن چونکہ مسلمانون کی کتابون مین تقدیر کی باب علیحدہ
ہوتی ہے لہذا مین بھی اس مقام پر ایک بحث جداگانہ لکھتا ہون مگر چونکہ مقام مذکور مین
البرخوی کا کلام صفت ارادہ پر نقل کرچکا ہون اس جگہ صرف اسیقدر ضرور ہے کہ بطریق
اختصار اونکے کلام سے تقدیر کی نسبت کچھ اخذ کرون - اور وہ یہ ہے - اوسکا اقرار ضرور
چاہیے کہ نیکی وبدی سب تقدیر الٰہی سے ہوتی ہے جو کچھ ہوچکا ہے اور جو کچھ ہوگا وہ سب
ازل مین خدا نے فرما دیا تھا اور لوح (۲) محفوظ پر لکھا تھا - مومن کا ایمان اور متقی کا اتقا

---

(۱) اگرچہ بعض مسلمان جنکی عقلین نہایت بلیغ ہین محمد صاحب کے ایسے بیانات کو مجازی سمجھتے
ہین لیکن عام عقیدہ یہی ہے کہ یہ سب باتین لفظ بلفظ ماننی چاہیے (سیل صاحب کا دیباچہ
فصل ۴ صفحہ ۷۳)

(۲) سورہ ۸۵ آیت ۲۲ مین اس لوح محفوظ کا ذکر ہے کہ اوس پر قرآن لکھا ہے سورہ
یس ۳۶ مین آیا ہے کہ آدمیون کے اعمال ایک کھلی کتاب مین جسے امام مبین کہتے ہین لکھے ہین

اور اعمال نیک سب خدا کے علم و ارادہ تقدیر مین تھے جو اوسکے حکم سے لوح محفوظ پر لکھی تھی اونکو
اوسنے ہین پیدا کیا اور وہ سب اوسکی مرضی کے موافق ہین - کافر کا کفر اور فاسق کا فسق اور
اور اعمال بد جو اوس سے سرزد ہوتے ہین سب اوسکے علم و ارادہ اور تقدیر مین تھی اور
اوسی کی طرف سے ہین لیکن اوسے پسند نہین ہین اگر کوئی پوچھے کہ خدا نے برائی کو کیون
پیدا کیا تو ہم صرف یہ جواب دیسکتے ہین کہ ہم اوسکی حکمتونکو پہچان نہین سکتے ،،

دوسرے اس بات پر بھی ایمان لانا اور اقرار کرنا چاہیے کہ جو کوئی یہ کہے کہ خدا نیکی و
ایمان سے خوش اور بدی و کفر سے ناخوش نہین ہوتا یا یہ کہ خدا کے نزدیک نیکی و بدی
دونون برابر ہین وہ کافر ہے - اس بارہ مین تین مخصوص اور معینی مذاہب ہین -

اول جبری - وجہ تسمیہ جبر سے ہے جو بمعنی مجبور کے ہے - جبری کہتے ہین کہ انسان محض
بے اختیار ہے جو کچھ اوس سے ہوتا ہے سب خدا کرتا ہے اور وہی ہوتا ہے جو اول سے
اوسنے حکم دیا ہے (۱) چونکہ وہ حاکم مطلق ہے اوسے اختیار ہے چاہے تمام آدمیونکو بہشت
مین پہونچائے یا دوزخ مین ڈالے - یہ فرقہ اشعریونکی ایک شاخ ہے جو اکثر باتون مین اونسے متفق ہے -

(۱) رسول اللہ نے فرمایا کہ عالم ارواح مین آدم و موسیٰ کے درمیان خدا کے سامنے مباحثہ ہوا -
حضرت آدم کا مرتبہ زیادہ تھا - موسیٰ نے کہا کہ تو وہ آدم ہے جسے خدا نے پیدا کیا اور اپنی روح تجھ مین
ڈالی اور فرشتون کو حکم دیا کہ تجھے سجدہ کرین اور بہشت مین تجھے رکھا اوسکے بعد اوس قصور کے سبب سے
جو تو نے کیا آدمزاد اس دنیا مین پھینکا گیا آدم نے جواب دیا کہ تو وہ موسیٰ ہے جسے خدا نے نبوت اور کلام
کیواسطے مخصوص کیا اوسنے تجھے بارہ لوحین دین جنپر ہر بات کی تفصیل لکھی ہے اوسنے تجھے اپنا محرم
اور اپنے اسرار کا حامل گردانا ہیں بتلا تو میرے پیدا ہونے سے کتنی مدت پہلے بیبل لکھی گئی تھی - موسیٰ نے کہا
کہ چالیس برس پہلے - پھر آدم نے پوچھا کہ تو نے بیبل مین دیکھا کہ آدم نے خدا کی نافرمانی کی - کہا البتہ پھر
تو ایسی بات پر مجھے کیا ملامت کرتا ہے جسے خدا نے میری پیدائش سے ۴۰ برس پہلے لکھ دیا تھا -

دوسرے قدری ہین جنھین تقدیر آلہی سے انکار ہے جنکے نزدیک بدی و ناانصافی کو خدا سے منسوب کرنا نہین چاہیئے بلکہ انسان سے چاہئے جو فعل مختار ہے۔ خدا نے اوسے فعل کے کرنے یا نہ کرنے کی قدرت دی ہے۔ اس گروہ کو عموماً گروہ معتزلہ سے سمجھتے ہین حالانکہ اسکا وجود اوس سے قبل ہے کہ واصل نے اپنے استاد حسن کا مسلک ترک کیا (صفحہ ۱۲۵) مگر چونکہ واصل نے قدریون کے خاص عالم معبد الجہنی کے عقائد کی پیروی کی ہے اسوسطے معتزلہ اور قدری درحقیقت ایک ہی ہین۔

تیسرے اشعری۔ جنکا کچھ احوال قبل ازین بیان کرچکا ہون۔ یہ دعوی کرتے ہین کہ ازل سے خدا کی ایک مشیت ہے اور جو کچھ خدا کرتا ہے یا انسان سے سرزد ہوتا ہے سب اوسی کی مشیت کے موافق ہوتا ہے اور جو کچھ اوسکے علم و ارادہ مین ہے اور لوح محفوظ مین لکھا ہے وہی ہوتا ہے۔ بھلائی اور برائی سب اوسیکے حکم سے ہوتی ہے۔ یہان تک تو انھین جبریون سے اتفاق ہے اب آگے اتنی اور قید لگاتے ہین کہ تھوڑا سا اختیار آدمی کو بھی ہے۔ مین اس مسئلہ کی تشریح بیان مندرجہ صفحہ ۱۳۰ مین کرچکا ہون۔

غرضکہ سُنی ازروے عقیدت اشعری ہین اور ازروے عمل پختہ جبری ہین۔ معتزلہ کے عقائد محض الحاد مین داخل ہین۔ جس مستعدی اور سرگرمی سے تقدیر کے مضمون پر مسلمانون مین بحث ہوئی ہے اوس سے زیادہ اور کسی پر نہین ہوئی ہے۔ چند طویل مباحثون کے خلاصہ مندرجہ ذیل سے امور مختلف فیہ کا حال معلوم ہوجاویگا۔ اشعری جو اس باب مین سُنیون سے بڑی مناسبت رکھتے ہین عقائد معتزلہ پر یہ اعتراض قائم کرتے ہین۔

(۱) اگر انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے کسی فعل کا موجب ہے تو چاہیئے کہ نتیجہ فعل کے روکنے پر بھی قادر ہو۔

(۲) اگر فرض کیا جاوے اپنے اختیار سے کوئی فعل پیدا کر سکتا ہے تو ضرور ہے کہ افعال کو جانتا بھی ہو۔ پیدا کرنے والے کو چاہیئے کہ کسی فعل اور اختیار مین دوسرے کا محتاج نہو ارادہ کے ساتھ علم کی شرط لازمی ہے۔ معتزلہ اسکا خوب جواب دیتے ہین کہ آدمی کو چلنے سے پہلے راہ کا بُعد او گفتگو سے پہلے گلے کی ترکیب دریافت کرنی ضرور نہین ہے۔

(۳) فرض کرو کہ کوئی آدمی اپنے بدن کو حرکت دینا چاہتا ہو اور خدا یہ چاہے کہ حرکت نہو قائم رہے اور دونون کے ارادے معرض وقوع مین آوین تو اجتماع نقیضین کا لازم آویگا اور اگر دونون کے ارادے واقع نہون تو ارتفاع نقیضین لازم آویگا اور اگر انسان کا ارادہ ظہور مین آوے تو اول کو دوسرے پر ترجیح ہوگی حالانکہ یہ سب خلاف عقل ہے۔

(۴) اگر انسان اپنے اختیار سے کسی فعل کو پیدا کر سکتا ہے تو اسکے بعض افعال کو خدا کے بعض افعال پر فوقیت ہوگی۔ مثلاً اگر آدمی اپنے ارادہ سے ایمان لاتا ہے تو اوسکا یہ فعل سانپ بچھوؤن سے کہ وہ خدا کے افعال ہین بہتر ہوگا۔

(۵) اگر آدمی فعل مختار ہے تو فی الفور انسان کا بدن کیون نہین بنا سکتا کیا ضرورت ہے کہ فضل و ایمان پر خدا کا شکر کرتا ہے۔

(۶) سُنّی کہتے ہین کہ سب دلیلون سے بہتر قرآن کی شہادت ہے "ہمنے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر" (قمر ۵۴-۴۹) اور اللہ نے تمکو اور جو بناتے ہو اوسے بنایا (صافات ۳۷-۹۴) سو کسی کو راہ دی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی گمراہی (نحل ۱۶-۳۷) چونکہ ایمان و اطاعت تقدیر الٰہی سے ہے اس سبب سے ضرور ہے کہ وہی اوسکا موجب ہو "اونکے دلونمین ایمان لکھ دیا ہے" (مجادلہ ۵۸-۲۲) وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اور وہی مارتا اور جلاتا ہے" (نجم ۵۳-۴۴) اور اگر اللہ چاہتا سب کو راہ پر جمع کرلاتا (انعام ۳۶)

"اور اگر تیرا رب چاہتا تو لوگونکو ایک راہ پر کر ڈالتا" (ہود ـــــــ ۱۲۰) جسکو چاہے اللہ گمراہ کرے اور جسکو چاہے ڈالدے سیدھی راہ پر (انعام ۔ ۳۹) ایک حدیث مین آیا ہے کہ نبی نے فرمایا "سب فاعلون اور اونکے فعلون کا فاعل خدا ہے"[1] معتزلہ اس بڑی بحث کی جانب مخالف اختیار کرکے کہتے ہین کہ ۔

(۱) اگر آدمی اپنے اختیار سے کوئی ارادہ یا کام نہین کرتا ہے تو پھر خدا کی تعریف کرنی یا اوسکا گناہ کرنا دونون برابر ہین اور ایمان وکفر او خیر وشر مین کیا فرق ہے اور اوامر ونواہی اور ثواب وعذاب اور وعدے وعید سے کیا حاصل ہے اونبیون کا آنا اور کتابون کا نازل ہونا بھی عبث ہے ۔

(۲) انسان کے بعض افعال بد ہین مثلاً ظلم وشرک اگر خدا ہی نے اونھین پیدا کیا ہے تو یہ معنے ہونگے کہ ظلم وشرک کو خدا سے منسوب کرنا عین اطاعت ہے ۔ اشعری اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ احکام دو طرح کے ہین ایک تکوینی کہ بلا وساطت غیر حکم کرتے ہی ہوگئے ۔ کن فیکون اسمین تمام موجودات داخل ہین اور اوسکے بموجب جو کچھ حکم دیا گیا ہے وہ سب ظہور مین آویگا ۔ دوسرے امر تشریعی ۔ حکم شرع ہے جو انبیا کی وساطت

(۱) جسوقت نکالی تیرے رب نے آدم کی پیٹھ مین سے اونکی اولاد اور اقرار کرایا اون سے اونکی جانبیر کیا مین نہین ہون رب تمہارا بولے البتہ ہم قائل ہین ۔ ابن قمہ اس آیت کی شرح مین لکھتے ہین کہ خدا نے سب انبیا واولیا کا ایک درجہ بنایا دوسرے مین شہدا کو رکھا ۔ پھر نیکو کارون کا الگ ایک درجہ کیا اور بدکارون کا الگ ۔ فرمانبردار بندون کا درجہ بنایا اور نافرمانون کا ۔ مثلاً یہودی عیسائی مجوسی ہنود وغیرہ کے بھی کئی فریق بنائے ۔ پھر جو جس شکل پر دنیا مین پیدا ہونے کو تھا پہلے سے مقرر ہوگئی تھی اس عبارت سے تقویۃ الایمان کے وہابی مصنف نے سند پکڑی ہے ۱۲ ۔

لوگون کو پہونچا ہے اور واجب التعمیل ہے اور صحیح تعمیل اور کامل اطاعت یہی ہے کہ جو کچھ خدا نے بتا دیا ہے اوسپر عمل کرے خدا کے مخفی ارادون اور پوشیدہ حکمتون کی تعمیل ہمپر لازم نہین کیونکہ ہم اوسکی مصلحتون سے آگاہ نہین ہین -

(۳) اگر آدمیون کے افعال تقدیر الٰہی سے ہین کہ اون فعلون کے مطابق خدا کے نام بھی ہون مثلاً کفر کرنے والا کافر اور ظلم کرنے والا ظالم ہوتا ہے علی ہذا القیاس پس اگر اِن کل افعال کا پیدا کرنے والا خدا ہے تو لازم آویگا کہ وہ بھی ایسا ہی ہو حالانکہ اوسکی نسبت ایسا کہنا صریح کفر ہے -

(۴) اگر کفر تقدیر الٰہی سے ہے تو ضرور اوسکے ارادہ اور خواہش سے ہے لیکن نبی ایمان و بندگی چاہتا ہے اسواسطے ارادہ الٰہی کے مخالف ہے -

سُنی اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ قدیم سے خدا کے علم مین تھا کہ فلان شخص کافر مرے گا پس اگر نبی خدا کے علم سے واقف ہو کر ایسے شخص کو نجات کا پیغام پہونچاتا تو البتہ بیجا ہوتا لیکن وہ خدا کی پوشیدہ باتون کو نہین جانتا ہے اسواسطے اوسکا کام تبلیغ احکام یعنے پہونچانا حکمون کا ہے - بر رسولان بلاغ باشد و بس - چنانچہ ایک حدیث کا مضمون ہے کہ نبی کے ذمہ صرف تبلیغ صاف احکام کی ہے -

(۵) معتزلہ اون آیتون سے استدلال کرتے ہین جنمین کسی کام کا کرنا یا بنانا یا تجدید کرنا یا پیدا کرنا وغیر ذالک آدمیون کی نسبت لکھا ہے اور اپنے دعوی کے مؤید اور موافق بتاتے ہین اور وہ آیتین یہ ہین اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون مین اور زمینون مین ہے تاکہ بُرائی والون کو اونکے کئے کا بدلا دے - اور بھلائی والونکو بھلائی سے بدلا دے (نجم ۵۳ - ۳۲) اور جسنے بُرائی کی ہے تو وہی اوسکی برابر بدلا پاویگا اور جسنے بھلائی کی ہے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وے لوگ بہشت مین

جاوینگے۔ مومن ۴ (۴۳) سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے۔ (کہف۔ ۲۶)

اسی طرح جھٹلایا کئے انسے اگلی تو کہہ تم نرے اٹکل پر چلتے ہو۔ (انعام۔ ۱۴۹) حدیث بھی اسپر صاف دلالت کرتی ہے "کل نیکی تیرے ہاتھون مین ہے اور برائی تجھپر نہین ہے یعنے برائی کو اپنے اوپر لازم مت کر"

اشعری اس کل بحث و ثبوت کے خلاف ایک آیت نہایت واضح پیش کرتے ہین وہ یہ ہے کہ "یہ تو سمجھوتی ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ اور تم نچاہو گے مگر جو چاہے اللہ بے شک اللہ سب جانتا حکمت والا ہے (سورۂ دہر ۲۹-۳۰) اور حدیث کا جواب دو طرح پر دیتے ہین (۱) راضی ہونا برائی پر اور بات ہے اور اوسکا ٹھہرانا اور بات ہے مثلاً اس عبارت سے کہ خدا اپنے بندون سے برائی نہین چاہتا یہ معنے نہین ہین کہ قدر خیر و شر خدا کی طرف سے نہین ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ظلم خدا کی کوئی صفت نہین ہے۔ اسی طرح برائی تجھپر نہین ہے کے یہ معنے نہین ہین کہ بدی خدا کی کوئی صفت ہے۔ (۲) یہ کہ حدیث کے معنے قرآن کے مطابق لینی چاہئین حکماء اسلام نے اس دقت کے دفع کرنے کی کوشش کی ہے ابوالولید محمد ابن احمد (ابن رشد) کہتے ہین کہ ہمین اپنے فعل کا اختیار ہے جسطرح چاہین کرین لیکن ہمارے ارادہ وقوع کسی خارجی سبب سے پیدا کرتا ہے مثلاً کوئی چیز دیکھتے ہین جسے ہمین خوش آتی ہے اور بمقابلہ اسکے ہمین

---

(۱) امام اہلسنت مفسر عباس لکھتے ہین کہ یہ آیت تقدیر کے باب مین ہے یعنے جسے خدا چاہتا ہے مومن ہو وہی مومن ہوگا اور جسے کافر کیا ہے وہی کافر ہوگا انسان کو کچھ اختیار نہین (تفسیر حسینی جلد صفحہ ۹)

اوسکی طرف کشش ہوتی ہے۔ پس ہمارا ارادہ اسباب خارجی سے وابستہ ہے اور
اِن اسباب کا وجود ایک نہج معینی پر ہے اور وہ نہج موضوع ہے قوانین فطری پر اسباب
کا لازمی تعلق جو ہمارے نزدیک جملہ اسرار سے ہے اکیلا خدا اوسے ازل سے جانتا ہے
اور ہمارے ارادہ کا تعلق اسباب خارجی سے قوانین فطرت کے مطابق ہے اور اسی
کو الہیات مین قدا ور تقدیر سے تعبیر کرتے ہین مین قبل ازین بیان کرچکا ہون کہ جب
مرور زمانہ سے اسلام کے اصول و احکام اوس حد تک پہونچے جو اِس زمانے کے فقہ
سے منضبط ہین تو مسلمان قرآن کے حروف و الفاظ کی وہمیہ تعظیم اور توہمات مذہبی
مین گرفتار ہو گئے اور اسکے ساتھ ہی ایک اور اوس سے بھی زیادہ پیچیدہ بحث خدا کی
صفت کی شروع ہو گئی پچھلے چند صفحون مین ہمنے جو کچھ قرآن سے اقتباس کیا ہے اوس سے
معلوم ہوا ہوگا کہ جسطرح چند آیات سے انسان کی خود مختاری اور اوس خود مختاری کے
سبب سے اعمال کی کفالت ثابت ہوتی ہے ویسی بعض آیات سے تقدیر کا مسئلہ
بھی صاف معلوم ہوتا ہے اسلام کی بڑی قوت اوس جوش و سرگرمی مین ہے جس سے
محمد صاحب نے یہ تعلیم دی کہ خداے تعالےٰ عادل و حاکم ہے جسنے آدم کو وہ باتین
بتائین جو اوسے معلوم نتھین جب یہ مذہب طرح طرح کی پیچیدگیون اور دقیق عقائد سے
منعقد ہوگیا اور علماء شرع نے شریعت کے احکام کو سخت کر دیا جو اوس مذہب کے
پہلے اصول کا لازمی نتیجہ تھا تو لوگ خدا سے دور پڑ گئے اور اوسکی مقاربت کا خیال جاتا رہا
اوسکی ذات تک رسائی دشوار ہوگئی نامعلوم تقدیر نے خداے قادر مطلق و حاکم کی جگہ
لے لی۔ اسی تقدیر کی ظلمت نے عام اس سے کہ قرآن مین اسکے موافق ہو یا مخالف
تمام مسلمانون کے فرق پر سایہ کیا ہے اور اسی سے محمدی قومین معرض زوال مین
ہین مسلمانون کی قومین اگرچہ ازاد و خود مختار ہین لیکن اپنی ذات کی

منفعت سے مستغنی اور ترقی کی احتیاج سے بے خبر اور ادن تمام اعلی مقاصد سے جو ظاہر و باطن کی آراستگی کا موجب ہین مغربی قومون سے بہت پیچھے ہین -

علم عقائد کا بیان یہان پر ختم ہوا لیکن مسلمانون کے اکثر رسالون مین ایسے مضمون کے متعلق چند اور مسائل بھی ہین اسواسطے مختصراً اونکو اس جگہ لکھتا ہون اگر مومن قتل یا زنا کا مرتکب ہو تو اسلام سے خارج نہین ہوتا بشرطیکہ اونکو جائز نہ جانتا ہو - اگر بغیر توبہ کے مرجاوے تو خدا کو اختیار ہے کہ چند مدت دوزخ مین ڈالے یا بغیر عذاب کے بخشدے حد شرع جو قرآن کے احکام ظاہر سے ہے مقتضی اسکی ہے کہ جو مسلمان دین سے پھر جاوے تو اوسکا قتل واجب(۲) ہے - اگر وہ مجرم عورت ہو تو ابو حنیفہ کے نزدیک اوسے مقید کرنا اور ہر روز درے لگانا چاہیئے باقی تینون امام یعنے مالک و شافعی و حنبل کہتے ہین کہ مطابق مضمون حدیث کے اوسکا قتل واجب ہے اور وہ حدیث یہ ہے ،، جو کوئی تبدیل مذہب کرے اوسے قتل کرو ،، عربی لفظ من معنی جو کوئی کی عورت و مرد دونون کو شامل ہے اسواسطے

(۱) مثلاً فیضی شاعر لکھتا ہے قسمت کہ مین اور تو ظہور مین آئے ہمارا اختیار و ارادہ ہمارے قبضہ سے نکال لیا تھا کچھ تردد مت کر کیونکہ خالق نے ہمارے معاملات کو پیدا ہونے سے مدت قبل مقرر کردیا تھا

(۲) اسے موت کبھی ادنی قصور وار کیواسطے مقرر ہوتی ہے - ۱۸۶۹ء مین ایک ترکی عالم مسمی احمد کو مار ڈالنے کا حکم اسواسطے ہوا تھا کہ اوسنے ایک انگریزی پادری ڈاکٹر کول وارد قسطنطنیہ کو نماز کی ایک کتاب اور ایک رسالہ مسیح کلمۃ اللہ کے ترجمہ کرنے مین مدد دی تھی انگریزی سفیر کے اصرار سے خواجہ کی جان بخشی تو البتہ ہوئی لیکن جزیرۂ سائیو کو جلا وطن کردیا گیا - باب عالی نے وعدہ کرلیا کہ اوسکی عدم موجودگی مین اوسکے اہل و عیال کی نگرانی کیجاویگی اور اس بات کے کہنے کی کچھ ضرورت نہین کہ یہ وعدہ پورا نہین ہوا -

ان اماموں کے نزدیک اگر عورت دین سے پھر جاوے تو وہ بھی واجب القتل ہے۔
(ایشیاٹک سوسائٹی کی کتاب جلد ۷، صفحہ ۵۸۲) شرک اور کفر کو خدا معاف نہیں کرتا
لیکن اور سب گناہوں کو چاہے بخشدے اگر کسی مسلمان سے پوچھا جاوے کہ تم مومن
ہو تو اوسے کہنا چاہیے کہ مین پختہ مسلمان ہون لیکن انشاء اللہ نہ لکھنا چاہیے
(یہ شافعیوں کے نزدیک ہے حنفی اسے نادرست سمجھتے ہین) اگر کوئی اوس سے
کہے کہ تو ایماندار مریگا تو کہنا چاہیے کہ اسکا علم خدا کو ہے مین نہین جانتا بجز انبیا کے
یا اون اصحاب کے جنکی خبر نبی نے دی ہے جیسے ابوبکر و عمر و عثمان و علی ہین اور
کسی کی نسبت نہین کہنا چاہیے کہ وہ قطعی جنتی ہے۔ کیونکہ یہ حال خدا ہی کو معلوم ہے
مسلمان موتے کے واسطے خواہ اچھا ہو یا برا مغفرت چاہنا اور فاتحہ پڑہنا چاہیے۔
خیرات دینا قرآن پڑھنا اور اور کار خیر کرنا اور کسی کار خیر کا ثواب مردے کی روح کو
پہونچانا کار خیر مین داخل ہے۔

ضمیمہ متعلق باب چہارم

فلسفہ اسلام (فلسفہ سے مراد علوم عقلی ہین)

باب ماسبق مین بیان کرچکا ہون کہ سُنیون کے فریق نے آخرش قدیم گروہ متکلمین یا جنہین معتزلہ کہتے ہین کسطرح استیصال کیا اس ضمیمہ مین پچھلے شکلون یعنے حکماء متاخرین کا ذکر کرونگا خلیفہ مامون (۸۱۳ - ۸۳۳ ہجری) معروف آزادرائے پہلا شخص تھا جسنے مسائل حکمت کی تحقیق پر ہمت باندھی -- اوسی کے عہد مین یونانی فلسفہ کی کتابین عربی مین ترجمہ ہوئین یونانی حکما مین ارسطاطالیس کو زیادہ مانتے تھے - کچھ اس سبب سے افلاطون کے نرے تصورات جو بمنزلہ علم الیقین کے تھے ارسطو کے مشاہدات کو کہ عین الیقین کے مرتبہ پر تھے عرب کی ثبوتی طبیعت کو زیادہ پسند تھے اور کچھ اس سبب سے کہ اوسکا علم منطق روزمرہ کے مباحثون مین جو مسلمانون کے مختلف مذاہب کے درمیان رہتے تھے بکارآمد تصور کیا گیا تھا اسواسطے نہایت مناسب تھا کہ ارسطو کی تقلید کیجاتی مسلمانون مین اس نہج پر تعلیم دیجاتی تھی کہ اونکی طبیعتین عقائد معینہ کے مطیع ہین اور اونکے احکام پر چلنے کے عادی ہون مسلمانون نے کسی حقیقت کے دریافت کرنے پر اپنی توجہ نہین صرف کی جتنا کہ اپنے ذہنون کی آراستگی مین مصروف رہے اسی سبب سے ارسطو جیسے ہوشیار اور نازک خیال محقق کی اونھین حاجت تھی -

کنسلی صاحب کی اسکندریہ اور اوسکے مذاہب صفحہ ۱۶۰ (جن مضامین پر اون دقتون مین بحث ہوئی تھی اوسکا کچھ احوال عربی مورخ مسعودی کے بیان سے معلوم ہوسکتا ہے جو نسبت اوس جماعت کی ہے جو بسرپرستی معروف یحیی برمکی کے منعقد ہوئی تھی - یحیی نے

اوس جماعت سے خطاب کیا کہ تمنے مسئلہ الکمون اور الظہور (وجود قبل اور تخلیق پر استحکام و قیام پر حرکت و سکون پر اتفاق وانفراق پر (اوصاف الٰہیہ کے) وجود و عدم پر عرض و جوہر پر اسناد احادیث کے استقرار اور استدلال پر صفات الٰہیہ کے وجودی و عدمی ہونے پر قوۃ فعلی و امکانی پر مادہ و مقدار و شکل و تعلق پر۔ حیات و تناسخ پر کامل بحث کی تمنے اسکو بھی تحقیق کیا کہ حق امامت منجانب اللہ ہے انسان یعنے اکثرین جماعت کے اتفاق پر موقوف ہے تمنے علوم عقلی و ذہنی کے اصول و فروع پر بجید مباحثہ کرلیا اب آج اپنی ہمت کو محبت کے مضمون پر مصروف کرو۔

ارسطو کی کتابون کا ترجمہ جیسا کہ درحقیقت اور سب یونانی تصانیف کا ہوا تھا شامی اور خالدی مسیحیون نے خصوصاً نسطوریون نے کیا تھا۔ فیاض خلفاء عباسیہ طبابت کی وجہ سے اون لوگون کی بڑی توقیر کرتے تھے چند کتابین تو شامی سے عربی مین ترجمہ ہوئی تھین کیونکہ شہنشاہ جسٹنین کے عہد مین متعدد یونانی تصانیف شامی مین ترجمہ ہو چکی تھین + نہایت نامور مترجم اور مشہور طبیب حنین ابن اسحٰق تھے جنھون نے ۸۷۶ء مین وفات پائی جو شامی اور یونانی کے جید عالم تھے۔ یہ شخص بغداد کی جماعت مترجمین کا افسر تھا جسمین اوسکا بیٹا اسحٰق بن حنین اور اوسکا بیٹا اسحٰق بن حنین اور اوسکا برادر زادہ حبیش الاعصم بھی داخل تھا دسوین صدی مین یحییٰ بن عادی اور عیسیٰ بن زرعہ نے چند کتابین ترجمہ کین اور اونکے پرانے ترجمونکو صحیح کیا انھین لوگون کے سبب سے عربونکو فلاطون کے مسائل سے وقفیت ہوئی۔

ارسطو کی تعلیم تمام مسلمانون مین خصوصاً بدین فرقون مین بہت پھیل گئی سنیونکو یہ امر نہایت گران تھا لیکن ایک مدت اوسکی مزاحمت اونکے اختیار سے باہر تھی مورخ مکریزی لکھتا ہے کہ یونانی حکیمون کے مسائل نے مسلمانون مین بڑی خرابیان ڈالدی

ہین اون مسائل سے صرف یہی فائدہ ہے کہ بیدینون کی غلطیون اور فسق کو اور ترقی ہوتی ہے
حکمت کے مسائل مسلمانون کے دینیات سے بعض مضامین ہین جیسے احوال پیدائش
عالم اور خدا کے مخصوص انتظام اور صفات الٰہیہ کی حقیقت سے مخالف تھے جو حکیمانہ
رائین معتزلہ نے اختیار کی تھین وہ البتہ کسیقدر اونکی موید تھین لیکن اس سے سُنیون
کی ناراضی فلسفہ کی تعلیم کی نسبت کچھ کم نہ ہوئی تب بھی حکمت کو ترقی ہوئی اور لوگون نے
اپنے بچاؤ کو حکیمانہ طریقے اختیار کئے پس اس طرح علم کلام کی ابتدا ہوئی - پہلا طریق
بہت کچھ احکام دین پر محدود تھا لیکن پچھلے فرقہ نے بہت حکیمانہ اختیار کیا
اور رفتہ رفتہ دینداری سے بہت دور پڑ گیا ابتداء مین فلسفہ کی کتابین مسلمانون نے
خود تصنیف نہین کین جو لوگ وسیع الخیال تھے اونھون نے اوسکی تدریس کی رغبت
دلائی لیکن آخرکار اہل سنت نے متکلمون اور معقولیون پر غلبہ پایا اشعریون کے
مسلک نے نہایت رونق پکڑی (اشعریون کے عقائد مین صفحات ۱۳۰-۱۳۱ دیکھو)
زمانہ اوسط کے فیلسوفون مین کہ تعبیر اونسے متکلمین متاخرین ہین البتہ علوم عقلی کی
تحریک مدت مدید تک رہی لیکن بارہوین صدی کے اخیر مین تمام دنیا کے مسلمان
پھر سنی ہو گئے - مصر کا بادشاہ صلاح الدین اور اوسکے خلفا اشعریون کے بڑے
حامی اور مددگار رہے جس عہد کا ہم ذکر کرتے ہین اوسی عہد مین صرف ونحو اور
علم بیان اور منطق اور تفسیر وحدیث اور طرح طرح کے علوم حکمت پر بڑے بڑے صاحب تصنیف
گذرے ہین لیکن مشہور حکیم اون وقتون مین اور اب بھی بہ دین (۱) تصور کیے جاتے ہین
الکندی شہر بصرہ مین جو خلیج فارس پر واقع ہے پیدا ہوا تھا اور ۸۶۴ء مین

---

(۱) اگر صحیح طور سے لکھا جاوے تو فلسفہ عرب نہین کہنا چاہیے بلکہ فلسفہ اسلام کہنا چاہیے کیونکہ
عربون مین فقط ایک شخص مشہور حکیم یعنے الکندی گذرا ہے ۱۲

وفات پائی یہ شخص زبردست عالم اور دنیات مین پورا معقولی تھا ارسطاطالیس کے منطق پر اپنے شرحین کی ہین مسئلہ وحدت پر بڑی کتاب لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے اصول سے بہت دور جا پڑا ہے   الفارابی دوسرا حکیم جسکی سرپرست عباسی تھے نہ صرف منکر الہام تھا بلکہ مطلق کشف سے اوسے انکار تھا اوسکے نزدیک صحیح الہام ووحی القا محض تھا اور جو لوگ القاء سے معرفت حاصل کرتے تھے وہ انبیاء برحق تھے۔ فقط اسی کشف کا یہ شخص معترف ہے۔ اسنے فلسفہ کی تعلیم بغداد مین پائی تھی اور وہان خود بھی ایک مدت تک تعلیم دیتا رہا۔ بعدہ دمشق کو چلا گیا جہانکہ ۹۵۰ء مین انتقال کیا۔ ابن سینا معروف بہ ابی سینا نسل فارسی سے بڑا حکیم تھا لیکن اوسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ باوجودیکہ اوس زمانہ کے مذہبی خیالات و کسیقدر مانتا تھا پھر بھی لوگ اوسے بُرا کہتے تھے

یہ شخص بخارا کے قریب ۹۸۰ء مین پیدا ہوا تھا چند مدت اصفہان مین طب وفلسفہ کی تعلیم دیتا رہا۔

ابن بدجہ اسپین کے مسلمان حکیمون مین نہایت نامور تھا۔ مقام سارگوسہ مین قریب اختتام گیارھوین صدی کے پیدا ہوا تھا۔ یہ شخص الغزالی کی صوفیانہ تعلیم کا مخالف تھا اور یہ دعوی کرتا تھا کہ صرف علم نظری سے انسان اپنی اصلیت کے صحیح تصور تک پہونچ سکتا ہے۔ سُنّی عالم جنکا یہ دعوی تھا کہ تمام مسائل فلسفہ دین کے حق مین وبال اور جو لوگ درست طریق پر ہین اونکے لئے ایک مصیبت ہے اس شخص پر سخت معترض تھے   الغزالی ۱۰۵۸ء مین خراسان مین پیدا ہوئے تھے مسلمانون مین الہیات کے بڑے عالم اور شہرہ آفاق تھے   اونھون نے متکلمہ طرق اختیار کیا تھا۔ چند عرصہ تک بغداد کے دار التعلیم نظامیہ کے میر مجلس بھی رہے

سیر و سیاحت بہت کی اور تمام دیگر ادیان اور فلسفہ پر اسلام کی فضیلت ثابت کرنے کو بہت سی کتابین لکھین۔ حکیمون اور بیدینون کی وسیع تعلیم سے اول یہ نتیجہ ہوا کہ دین و فلسفہ کی نسبت حالت ریب و شک مین گرفتار ہو گئے۔ پھر تصوف اختیار کیا اور اوسی سے اونکی مضطرب طبیعت نے تسکین پائی۔ تصوف پر اونکا اثر چندان قوی نہ تھا البتہ جو شکوک فلسفہ کی نسبت پیدا ہو گئے تھے اوسکا یہ نتیجہ ہوا کہ جو لوگ حکمت کے مسائل کو اسلام سے تطبیق دینا چاہتے تھے اونکے حق مین زبردست مخالف ہو گئے۔ اور اونکی راؤن کا قرار واقعی استیصال کر دیا۔ اونکی کتابین بڑی موثر تھین پچھلی کتاب کے دیباچہ مین اونھون نے ایسے لوگون کی نسبت لکھا ہے کہ جو لوگ آپ کو بڑا زیرک اور فہیم جانکر اور کبر و نخوت کے نشہ مین احکام دین سے دور پڑکر الہامی دین کے عوض چند بڑے آدمیون کی باتون پر عمل کرتے ہین، الخ مگر بعض وجوہ سے ایسا پایا جاتا ہے کہ جن امور پر اونھون نے نقص نکالے اور قباحتین ثابت کی ہین اون کل امور پر اونھین درحقیقت اعتراض نہ تھا بلکہ جو کچھ اونھون نے لکھا تھا اہل سنت کے غلبہ اور ترجیح دینے کو لکھا تھا۔ اسکے بعد اونھون نے ایک کتاب لکھکر چند خاص دوستون مین پھرائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اعتراضات جو قبل اوس سے حکما پر وارد کئے تھے بعد کو اونھون نے اوٹھا لئے۔ الغرض جو کچھ ہو سو ہو اسکو سب تسلیم کرتے ہین کہ اونکے زبردست دلائل سے مسائل فلسفہ کو ایسا صدمہ عظیم پہونچا کہ شرقی ملکون مین جہان جہان کہ مسلمان رہتے ہین پھر کبھی حکمت نے رواج نہین پایا انھون نے اصول اسلام کے موافق مسائل فلسفہ کی تردید کا طریق اختیار کیا ہے با این سنیون کے موافق نہین ہے۔

اسپانیہ مین ایک دلسوز حکیم ابن رشید معروف بہ اوروس اب تک فلسفہ کا جانبدار تھا۔ یہ نامی فیلسوف قرطبہ مین ۱۱۲۶ع مطابق ۵۲۰ ہجری مین پیدا ہوا خاندانی شریف

اور عالم اور خود بھی جوہر قابلیت سے ایسا متصف کہ مسلمان حکماء مین اوسکا مرتبہ بہت ممتاز ہوگیا۔ اور بلاشبہہ عالم اسلام مین نہایت جید علماء سے تھا اور ارسطاطالیس کی تصانیف کا محقق شارح گذرا ہے اور اون تمام علوم سے جو اوسوقت مسلمانون مین شائع تھے نہایت واقف اور نہایت عمدہ مصنف تھا۔ انکی مشہور تصانیف سے ایک وہ کتاب ہے جو امام غزالی کی رد فلاسفہ کی تردید مین لکھی تھی سوا وصفیکہ ابن بشیر کے عقائد حکیمانہ تھے لوگ اونھین اچھا مسلمان جانتے تھے۔ یہ شخص حکمت کے دقائق کو تحقیق کے اعلے مقاصد سے سمجھا تھا لیکن یہ بھی کہتا تھا کہ ایسے بہت تھوڑے ہین جنکی تحقیق اون حقائق کی حدتک پہونچی ہے۔ اسواسطے انبیاء کی وساطت سے لوگونکو درمیان اون معارف ازلی اور حقائق قدیمی کی اشاعت کے واسطے الہام کی ضرورت ہوئی جو حکمت (فلسفہ) اور دین دونون سے یکسان مشتہر ہوسکتے ہین۔ وہ سمجھتا تھا کہ صحیح ہے کہ سُنی احکام ظاہر پر بہت اور باطن پر نہایت کم توجہ کرتے ہین اور غلط اور نادرست تفسیرون نے ایسی باتین پیدا کردی ہین جو درحقیقت دین مین کچھ وجود نہین رکھتی ہین۔ مگر باوجود اس اقرار کے اور نیز ظاہری احکام عبادت کی سخت پابندی کی ملامت سے محفوظ نہین رہا۔ لوگون نے یہ تہمت لگائی کہ اون علوم حکمت کی تعلیم وتلقین سے جو دیتا ہے دین بگڑا جاتا ہے۔ اس سبب سے خلیفہ المنصور نے بےعزت کرکے قرطبہ سے بوسینہ کو جلاوطن کردیا۔ اس ذلت کے ساتھ سُنیون سے اور تکلیفین اوٹھانی پڑی تھین۔ ایک روز ہمراہی اپنے بیٹے کے مسجد مین پہونچا لوگون نے جبرا دسے نکالدیا۔ ۱۱۹۸ء مین شہر مراکو مین وفات پائی۔ پس مسلمانون کے اخیر حکیم نے جو ناموری کے قابل تھا اس ذلت سے بسر کی۔ ہسپانیہ مین یونانی حکمت کے پڑھنے کی سخت ممانعت ہوگئی۔ اور بہتیری عمدہ کتابین جلادیگئین۔ چندمدت بعد اسکے اسپین مین مسلمانونکی حکمت کو زوال

شروع ہوگیا حکمت کی تعلیم کا خاتمہ ہوگیا اور اسلام کی مستحکم قیود نے ترقی کے وسیع وسائل
کو معدوم کردیا اسپین اور بغداد مین شیون کا زور ہوگیا مسلمان حکما کے تحقیقات
مشکوک سے مضمون اور مسائل حکمیہ اعتراض سے خالی نہ تھے۔ اور کیون نہ ہوتا آخر
کو مسلمان ہی تھے اور جیسی اونھون نے عقلی مذہب بنانے مین بلیغ کوششین اور
سعی مالایطاق کین ویسے ہی اون قیود کو جو اونکے نزدیک محدثون اور فقیہون نے
بڑھادی تھین توڑنا چاہا لیکن ناکام رہے۔ کیونکہ گروہ متکلمین کے مانند اونکے پاس
بھی نہ کوئی تعلیم تھی جسکی طرف لوگون کی دعوت کرتے نہ کوئی خوشخبری تھی جس سے انسان
ضعیف البنیان نیا دل پاکر پیش آنے والی مصیبتونکو صبر سے برداشت کرتا۔ دوسرے
بڑی وجہ ناکامی کی یہ تھی کہ جس بات کو وہ توڑنا چاہتے وہی اسلام ہے اسواسطے کوئی
قدرت بجز اوسکے جو روحانی اور باطنی ہو اوسکی بیخ کنی نہین کرسکتی۔ اور نہ یہ بھی ذی وقعت
اور صاحب تصانیف ارسطو کی حکمت کے کمال شائق۔ اور علوم سے علی الخصوص علم
طب سے باہر گذرے تھے۔ البتہ فلسفہ مین کچھ اونھون نے ترقی نہین کی اور علم کو
جس حیثیت پر پایا تھا بیشتر اوس حیثیت پر چھوڑا یونانیون کے خیالات نے جو کچھ
کہا تھا۔ اوسمین سے کچھ اونھون نے محفوظ رکھا۔ سواتنی محنت اور کوشش وصول
بھی ہوئی۔ پس اسلام بحیثیت مذہبی ایسا حق رکھتا تھا کہ اوس بزرگی کا دعوی کرے
جو حکما اسلام نے گمان کیا جاتا ہے کہ اوسے بخشی ہے۔ بانیان اسلام مین کہ
تعبیر اونسے عرب ہے فقط ایک ہی حکیم پیدا ہوا تھا۔

اولاً تعلیم کا چرچا بیدین خلفاء کے سبب سے ہوا تھا جنھون نے یونانی کتابون کا
ترجمہ کرنے کو بغداد مین عیسائی مقرر کئے تھے۔ اور اسپین مین جہانکہ حکمت نے بڑا رواج
پایا تھا عقلمند مسلمانون نے یہودی عالمونکی حجت سے علوم حکمت کو حاصل کیا۔ مگر وہان بھی

جیسا کہ قاعدہ ہے حکماء پر سخت ایذائین اور ذلتین پہونچین۔ اوسکے بعد پھر بھی کبھی کبھی علم دوست خلفاء ہوئے۔

لیکن اسلام جیسے مذہب کے قیود نے بڑھنے نہ دیا بارھوین صدی (عیسوی) کے بعد سے مسلمانون خصوصاً عربون مین کوئی ایسا حکیم نہین ہوا جسکی تصنیف انسان کی کچھ وقعت رکھتی ہو۔ اور چار سو برس تک اسلام مین ایسا تنازع رہا جو کبھی نہین ہوا تھا یعنے کمال کوشش کیجاتی ہے کہ اون باتون سے جنھین ازروے عقل تمام دنیا کے آدمی تسلیم کرتے ہین اسلام کو تطبیق دیجائے اور ترقی کے کچھ اصول اوسمین پیدا کئے جاوین مگر ان سب کوششون مین کمال ناکامی ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے اصلاح کی کوئی ایسی تدبیر جسمین اوسکے اصول کو کچھ بھی خلل ہوگا ضرور ہی رایگان جاے گی بہ اسلام کی خودمختار حکومت کو اگر مہذب قومون کے دائرہ مین داخل ہونا چاہئے تو اوسکا استقلال اور استحکام کی اُمید صرف اس صورت مین ہوسکتی ہے کہ طرز حکومت مین تغیر کلی اختیار کیا جاوے اور طریقہ حکمرانی بالکل بدل دیا جاوے نری اصلاح سے کچھ کام نہین چلتا ہے ✤

باب پنجم

احکام دین کے بیان مین

عقائد کا بیان - جو باب سابق مین گذرا ایمان سے متعلق تھا - اب باقی بیان دینیا سے متعلق ہے دین کے خاص احکام پانچ ہین جنھین ارکان دین (یعنے دین کے ستون) کہتے ہین وہ یہ ہین (۱) کلمہ پڑھنا - یا مختصراً ایمان کا اقرار کرنا - (۲) صلوۃ یعنے پانچون وقت کی نماز - (۳) تیسون روزے رمضان کے - (۴) زکوۃ - خیرات معین (۵) حج یعنے مکہ کا سفر - یہ پانچون احکام فرض ہین جو نص ظاہر سے یعنے قرآن کے صریح حکم سے ثابت ہین - جو ثبوت نص ظاہر سے ہے اوسے دلیل قطعی کہتے ہین - تمام اقسام ثبوت مین بھی نہایت پختہ ہے - مگر معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی احکام ہین جنکا ادا کرنا نیک مسلمان پر لازم ہے -

ایسے احکام سات ہین جو قرآن کی اون آیات سے ہین جنھین خفی کہتے ہین - جو دلیل نصوص خفی سے اخذ کیا اوسے دلیل باطنی کہتے ہین اور وہ احکام یہ ہین - (۱) عمرہ کرنا - سوا حج کے - (۲) اطاعت والدین کی - (۳) جورو پر شوہر کی اطاعت (۴) روزہ کے بعد خیرات دینی (۵) قربانی کرنی (۶) نماز وتر - وتر کی تشریح آگے کیجا سے گی - (۷) اعانت ذوی القربی کی احکام مندرجہ دفعات (۴) و (۵) امیر و غیر واجب ہین اور غریبون کے واسطے مستحب ہین اگر کرین تو ثواب پاوینگے اور اگر نہ کرین تو گناہ نہ ہوگا واجب کے بعد سنت کا مرتبہ ہے - اور وہ تین ہین جنکا کرنا یا تو موافق نبی کے طریق کے ہے یا موافق فطرت کے ہے - یعنے اگلے نبیون کے طریق مین پ

اور محمد صاحب نے اونکے کرنے کو منع نہین کیا۔ وہ یہ (۱) ختنہ (۲) حجامت سر اور بدن کے بالون کی (۳) ناخن کٹوانا۔ ان سُنتون کے سواے اور بھی کام ہین جنھین مستحب کہتے ہین جس کام کو محمد صاحب نے کبھی کیا اور کبھی ترک کیا وہ مستحب ہین مستحب سے بھی کمتر مباحات کا مرتبہ ہے۔ مباح وہ کام ہین جنکا کرنا ضرورت سے زیادہ ہے جنکے کرنے مین ثواب ہے اور ترک سے عذاب کا کچھ بھی اندیشہ نہین۔

اسکے ساتھ یہ بھی ذکر کرنا چاہئے کہ جو کام اور باتین بُری ہین ادنمین (۱) حرام یعنے وہ کھانے ہین جو قرآن اور احادیث سے ممنوع ہین۔ (۲) مکروہ اوسے کہتے ہین جسکی قباحت پر کامل یقین نہین ہے لیکن عموماً اوسے ناپسند جانتے ہین۔ (۳) مفسد وہ ہے جس سے عبادت فاسد ہو جاوے۔ چونکہ یہ الفاظ اصطلاح اب جابجا واقع ہونگے اسواسطے انکا ذہن نشین کر لینا ضرور ہے۔ آ۔ تشہد یعنی کلمۂ شہادت پڑھنا۔ کلمے متعدد ہین لیکن مشہور ترین یہ ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ و اشہد ان محمد عبدہٗ و رسولہ مین گواہی دیتا ہون کہ سواے خدا کے کوئی معبود نہین وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صاحب اوسکے بندے اور رسول ہین۔ اوسی کلمہ کی مختصر صورت یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ سواے خدا کے کوئی معبود نہین۔ اور محمد اوسکے پیغمبر ہین یہ پچھلا کلمہ نہایت پُر معنی ہے۔ اسمین عجیب قوت و تاثیر ہے۔ اسلام کی روح اور جان اسی کلمہ مین ہے۔ اسلام کے فوجون کو کوچ کے وقت اسی نے ہر جگہ راہ بتائی ہے۔ بارہ سو برس سے صبح کی ہوا مین اسلام کے منارون سے اسکی صدائین بلند ہین۔ یہ کلمہ کروڑون کروڑ بنی آدم کی زبان پر ایسا جاری ہے کہ کوئی اور کلمہ کبھی نہین ہوا تھا۔ اسلام کی قوت اور توحید کا اعلان اس جگہ اوس چیز سے نہایت وابستہ معلوم ہوتا ہے جسے مسلمان عالم ایسے نفس حقیقت سے جانتے ہین جو توحید کے برابر ہے

یعنی محمد صاحب کی رسالت کا اقرار جو ایک مسئلہ کہ جیسے دنیا نور علم حقیقت سے اور ایمان اور عقل سے منور ہوتی جاتی ہے ویسی اوس سے دست ایجاد کی کمی اور تنگی کو کشایش اور اسلام کو تنزل ہوتا جاتا ہے -

۲ - صلوٰۃ ہے (فارسی مین صلوٰۃ کو نماز کہتے ہین ہندوستان مین صلوٰۃ کی بہ نسبت نماز زیادہ مروج ہے - مگر مین اس بیان مین دونون لفظ استعمال کرونگا)

فقیہ کی تمام کتابین جنمین ارکان دین کا بیان ہے - اونمین صلوٰۃ کے ساتھ طہارت کے قاعدے لکھے ہوتے ہین - مین بھی اوس ترتیب کی پیروی کرونگا -

طہارت تین طرح کی ہے (۱) وضو - (۲) غسل - (۳) تیمم -

(۱) وضو بھی ایک قسم کی طہارت ہے جو نماز پڑھنے سے پہلے کیا جاتا ہے وضو مین چار فرض ہین (۱) دھونا منہ کا پیشانی کے سرے سے ٹھوڑی تک اور دونون کانون تک (۲) دھونا ہاتھون کا کہنیون تک (۳) ہاتھون کو پانی سے تر کرنا چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دھونا دونون پانون کا ٹخنون تک - طہارت کے باب مین نص وارد ہوئی ہے یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین - اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھو تو اپنے منہ کو اور ہاتھ کو اور کہنیون کو دھوو اور اپنے سر اور پانوون ٹخنون تک مل لو - المائدہ - ۸ اہل سنی پانون کو دھوتے ہین لیکن شیعہ بظاہر زیادہ درستی پر ہین کیونکہ وہ صرف مسح ہی کرتے ہین - وضو کرتے وقت اگر ذرا جگہ بھی خشک رہجاوے تو کل طہارت بے سود اور نماز باطل ہے - مگر وضو مین صرف اسی پر اکتفا نہین کیجاتی ہے اوسکے ساتھ ہم ۱۴ سنتین بھی ہین - اور وہ یہ ہین (۱) وضو کی نیت کرنے مثلاً ناپاکی دور کرنے کو وضو کی نیت کرتا ہون - (۲) گٹون تک دونون ہاتھ دھوئے - مگر یہ احتیاط ضرور ہے کہ یکایک دونون ہاتھوکو

پانی مین بالکل نہ ڈبووے بلکہ تین مرتبہ پانی ڈالکر خوب ملے - (۳) وضوء کے شروع مین خدا کے نامون مین سے کوئی نام لینا - مثلاً شروع کرتا ہون مین ساتھ نام خدا کے ایسا خدا کہ بزرگ یا خدا کا شکر کرتا ہون واسطے مذہب اسلام کے (۴) دانت مانجنا (۵) تین دفعہ کلی کرنا (۶) تین بار نتھنون مین پانی ڈالنا - (۷) ترتیب وضوء کی نگاہ رکھنا (۸) اِن کامون کے درمیان وقفہ نکرنا (۹) بدن کو تین بار دھونا (۱۰) ایک ہاتھ کی اونگلیونکے بیچ مین جو جگہہ ہے اوسے دوسرے ہاتھ کی تر اونگلیونسے خلال کرنا (۱۱) ڈاڑھی کو اونگلیونسے خلال کرنا (۱۲) سارے سر کا ایکدفعہ مسح کرنا - (۱۳) بعد مسح کے جو تری اونگلیونمین رہجاوے اوس سے کانون کا مسح کرنا (۱۴) خلال کرنا پیر کی اونگلیونکا بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے اسطرحپر کہ نکالے ہاتھ کی چھنگلیا کو داہنے پانونکی چھنگلیا سے اور پھر نوبت بنوبت ایسا کرے

امام شافعی کے نزدیک احکام مندرجہ دفعات (۱، ۳، ۷) فرض ہین اور مسح سر کا تین بار چاہیئے - امام مالک حکم مندرجہ دفعہ (۸) کو فرض جانتے ہین -

وضوء کرتے وقت خاموش رہنا یا کوئی دعا پڑھنا چاہیئے لیکن دعا پڑھنا سنت یا فرض نہین ہے مستحب ہے - اِن دعاون مین سے ایک دعا بطور نمونہ مندرجہ حاشیہ ہے [a]

---

[a] وضوء سے پہلے یہ پڑھتے ہین - اب مین نماز کیواسطے تمام نجاست بدنی کے پاک کرنیکی نیت کرتا ہون نماز وہ کام ہے کہ اوس سے میری روح خدا تعالے کے تخت سے قرب حاصل کریگی - خدا سے بزرگ و برتر کے نام شروع کرتا ہون سب تعریف اوسی خدا کو ہے جسنے اپنے فضل سے مجھے مسلمان بنایا - اسلام برحق ہے اور کفر باطل ہے - اور دانت مانجتے وقت یہ کہتے ہین ایخدا جیسے مین اپنے دانتونکو صاف کرتا ہون - اسطرح تو مجھے میرے عیبون سے پاک کر اور میری بندگی کو قبول فرما - اے رب بروز حساب دانتونکی سفیدی چہرہ کے نور کا باعث ہو نتھنون مین پانی ڈالتے وقت کہتے ہین ایخدا اگر میرا یہ فعل تیری نظر مین پسندیدہ ہو تو بہشت کی خوشبوؤن سے میرے دماغ کو معطر کر - داہنے ہاتھ کو دھوتے وقت کہتے ہین ایخدا قیامت کے دن میرے اعمال کی کتاب داہنے ہاتھ مین دیجیے اور رحم کے ساتھ میرا حساب لیجیے بائین ہاتھ دھوتے وقت کہتے ہین - قیامت کے دن مین میرے اعمال کی کتاب کو بائین ہاتھ مین ندیجیے اسیطرحکی دعائین اور اعضاء کے دہوتے وقت بھی مانگی جاتی ہین -

(۲) غسل شرعاً نجاست معینی کے بعد تمام بدن کا دھونا لازم پڑتا ہی اور وہ اسطریق پر ہونا چاہیے
غسل کرنیوالے کو چاہیے کہ کپڑے اوتار کر وضو کری پھر یہ کہے کہ نجاست دور کرنیکو غسل کرتا ہون
پھر اسطریق سے بدن دھووے کہ اول داہین کاندھی پر تین بار پانی ڈالے۔ پھر بائین پر تین بار
پھر اوتنی ہی مرتبہ سر پر پانی بہاوے۔ غسل مین تین فرض ہین (۱) کلی کرنا (۲) ناک مین پانی ڈالنا
(۳) تمام بدن پر پانی بہانا۔ اگر ایک بال خشک رہجاوے تو سارا غسل بیکار ہی اور فاسد ہی۔
باقی اور جزئیات سُنت یا مستحب ہین۔

اور یہ ظاہر ہی کہ جن سببونسے طہارت باطل ہوجاتی ہی یا جن صورتونمین غسل فرض ہوتا ہی اُنکی
تفصیل مین اسجگہ کر نہین سکتا ہون۔ مسلمانون کی کُتب فقہ مین اسمضمونکو خوب شرح وبسط سے
قلمبند کیا ہی اور فقہ سے بڑھکر کوئی چیز نہین ہی جو مسلمان طالب علم کو اس امر پر مطلع کرے۔ کہ مسلمان
کے چلن رویے کسقدر سنت کی محکوم ہین احادیث نے ذری ذری سی باتونکو ضروری الاذعان
اور واجب الامتثال کردیا ہی اس سے انکار نہین کہ مسلمانونمین صاف باطن اور بزرگ لوگ بھی ہوئے
ہین۔ لیکن ایسا ایک مذہب جسمین نماز کی صحت وضو پر موقوف ہو اور بھی جبتک ترتیب سُنی پر ہو
بیکار تصور کیا جائے اس لائق ہی کہ اُس سے بجز اسکے کہ لوگ مقید بقیود مقررہ ہون اور کچھ حاصل
نہین۔ اگر کوئی شخص وضو کرتے وقت دائین ہاتھ سے پہلے بائین ہاتھ کو دھوڈالے یا کُلّی کرنیسے
پہلے ناک مین پانی ڈالدے تو اُسکی نماز درست نہین ہوتی۔ جن لوگون نے اسمضمون پر مسلمانونکی
کتابین دیکھی ہین وہ اُن طفلانہ بحثونکو بخوبی سمجھ سکتے ہین جو ایسی باتون پر ہوئے جو بظاہر لغو اور مہمل
ہین۔ لیکن اس سبب سے کہ اُنھین سُنت سے خاص تعلق ہی۔ عالم مسلمانون نے اُنھین بڑا ضروری سمجھا ہی
(۳) تیمم یعنے طہارت کرنا۔ جن صورتونمین جائز ہی وہ یہ ہین (۱) اُس صورتمین کہ جسجگہ پانی ملسکتا
ہو وہ ایک کوس (قریب دو میل) کے فرق پر ہو۔ (۲) کسی عارضہ کے سبب سے پانی نقصان کرتا ہو
(۳) پانی ایسی جگہ پر ہو جہان کسی دشمن کا جانور یا کیڑے مکوڑے کا اندیشہ ہو (۴) نماز عیدین یا نماز

جنازہ مین نمازی کو دیر ہوگئی ہو اور وضو کا وقت نہ رہا ہو۔ ایام معمولی مین وضو کے عوض تیمم جائز ہی نہین اور طریق یہ ہی کہ اول تیمم کرنے والا کہتا ہی کہ نیت کرتا ہون مین تیمم کیواسطے دور کرنے ناپاکی کو

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ العلی العظیم والحمد للہ وعلے دین الاسلام۔

اور پناہ مانگتا ہون مین اللہ کیسے شیطان راندہ ہوئے سے۔ اور شروع کرتا ہون ساتھ نام خدا برتر کے اور سب تعریفین دین اسلام مین خدا ہی کو ہین۔ پھر ہاتھ ٹھوککر پانو پر مارے اور اُن ہاتھونکو مُنھ پر ملے۔ اور پھر دونون ہاتھون کا کُھنیون تک مسح کرے اگر ایک بال بھی بغیر مسح کے رہجائیگا تو تیمم نہوگا۔ تیمم مین نیت مسح اور ہاتھون مُنھ کا فرض ہی۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین یا تم مین سے کوئی جائے ضرور سے آیا ہی یا عورتون سے لگے ہو۔ پھر پانی نہ پاؤ تو زمین پاک کا قصد کرو اور اپنے ہاتھ اور مُنھ اُس سے ملو۔ (المائدہ ۵ و ۹)۔

جو پانی طہارت کے واسطے مستعمل ہو سکتا ہی اُسکی نسبت بھی مفصل قاعدے مقرر کیے گئے ہین۔ اِتنے قسم کے پانی سے طہارت روا ہی۔ بارش کے سمندر کے چشمہ کے کنوئین کی برف کے پانی سے۔ پالا جبتک پگھل نہ جاوے طہارت اُس سے جائز نہین۔ مینھ کے پانی کا ثبوت قرآن مین موجود ہی۔ وینزل علیکم من السماء ماءً لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان۔ اور تمپر آسمان سے پانی اوتارا کہ اُس سے تمھین پاک کرے اور شیطان کی نجاست تمسے دور کرے (انفال ۱۱) باقی اور اقسام کے پانی کی اجازت احادیث سے ہی۔ اُسکی ایک مثال یہان پر دیجاتی ہی۔ ایکدن کوئی شخص حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین سفر کو جاتا ہون اور پانی تھوڑا ہی اگر اُس سے وضو کرون تو پینے کو نہین رہیگا۔ اگر اجازت ہو تو سمندر کا پانی استعمال کرون آپ نے کہا کہ سمندر کا پانی پاک ہی۔ ترمذی کا بیان ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی۔ پانی کی ناپاکی کی نسبت بڑا اختلاف ہی اور ایسا پانی طہارت کے کام کا نہین ہی۔ اسکی کل تفصیل پڑھنا پڑھنیوالے کو گران ہوگا اسواسطے مختصر یہ کہتا ہون کہ سُنیون مین عموماً یہ دستور ہی کہ اگر بہتے پانی مین یا کسی ایسے حوض مین جو

۵ فیٹ مربع سے زیادہ ہو کسی مردہ کی نعش یا کوئی ناپاک چیز گر پڑے تو طہارت اُس سے جائز ہے بشرطیکہ رنگ بو و مزہ نہ بدلا ہو۔ اسی سبب سے کوئی حوض مسجد کے قریب دس ہاتھ مربع سے کم نہین ہوتا ہے۔ اسیکو دہ در دہ (۱۰+۱۰) کہتے ہین۔

اس سے بڑا بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہے بلکہ بالعموم اس سے بڑا ہی ہوتا ہے۔ عمق ایک فٹ کے قریب ہونا چاہیئے۔ طہارت کرنیوالا ضروری طہارت سے فارغ ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے (۴) صلوٰۃ یعنے نماز۔ اکیلے بھی اور جماعت کے ساتھ بھی یعنی دونون طرح نماز ہوسکتی ہے۔ فقط اسیقدر ضروری ہے کہ نمازی کے کپڑے اور بدن پاک ہو عبادت کی جگہ پر کسی قسم کی نجاست نہو اور قبلہ کی طرف اُسکا مُنھ ہو۔ اور نماز خواہ اکیلے مین ہو یا جماعت کے ساتھ ہو وضو اُس سے پہلے ضروری ہے بجز اسصورت کے کہ تیمم جائز ہے۔ اگر مسجد مین پڑھی جائے کہ اسمین بہ نسبت اکیلے کے زیادہ ثواب ہے تو اُس سے پہلے (اذان نماز کی طلبی) اور اقامت چاہیئے جسطرح مصلے یعنی نمازی کو کھڑا ہونا اور جو کچھ کہنا چاہیئے اُسکی نسبت بہ تفصیل ہدائتین مسلمانون کی کتابون مین موجود ہین بیان مندرجہ ذیل سے (نماز) یعنی عبادت کا حال معلوم ہو گا۔ موذن بآواز بلند عربی مین کہتا ہے" اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر (چار بار) سب سننے والے جواب دیتے ہین اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر پھر مؤذن کہتا ہے۔

اشہد ان لا الہ الا اللّٰہ۔ واشہد ان لا الہ الا اللّٰہ۔ (دو بار) مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہین۔ مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہین۔

سامع اُسکے جواب مین کہتا ہے کہ۔

اشہد ان لا الہ الا اللّٰہ۔ واشہد ان لا الہ الا اللّٰہ۔

موذن اشہد ان محمد الرسول اللّٰہ۔ واشہد ان محمد الرسول اللّٰہ (دو بار) مین گواہی دیتا ہون کہ محمد خدا کے رسول ہین ۔۔

سامع - اشہدان محمد الرسول اللہ - مین گواہی دیتا ہون کہ محمد خدا کے رسول ہین -
موذن - حی علے الصلوۃ - حی علے الصلوۃ (دو بار) نماز کو آؤ نماز کو آؤ -
سامع - لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلے العظیم نہ بازگشت گناہ سے نہ طاقت ثواب کی مگر ساتھ مدد اللہ برتر اور بڑے کے -

موذن - حی علی الفلاح - حی علی الفلاح - نیک کام کو آؤ - نیک کام کو آؤ - (۲ بار)
سامع - دلقیع مالیشار ولاالقیع الذی لاالیشار - جو خدا چاہتا ہی وہی ہوتا ہی اور جو نہین چاہتا ہی وہ نہین ہوتا ہی فجر کی نماز کیوقت موذن کہتا ہی - الصلوۃ خیر من النوم - نماز نیند سے بہتر ہی جسکی جواب مین سامع کہتا ہی - تونے خوب کہا ہی - اللہ اکبر اللہ اکبر (دو بار) اور اخیر مین لا الہ الا اللہ (سوائے اللہ کے کوئی معبود دوسرا نہین) ایکدفعہ کہکر اذان ختم کیجاتی ہی - اقامت (جسکے لفظی معنے قائم کرنے کے ہین) یہی اذان کا اعادہ ہی - لیکن حی علے الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ اور کہتے ہین جسکے معنے تھے نماز قائم ہوئی - بعد اختتام ان مبادیات کے پھر نماز شروع ہوتی ہی اور وہ اسطرح پر ہی -
اوّل - نمازی ہاتھ جوڑکر کھڑا ہوتا ہی اور آہستہ سے اسطرح نیّت باندھتا ہی - نیت کرتا ہون مین خالص خدا کے لیے صدق دل سے فجر کی (یا جسوقت کی نماز ہو اُسوقت کا نام لے) واسطے دو رکعت (یا جتنی رکعتین ہون اُتنی کہے - نماز فرض یا سُنّت یا نفل کی یا جیسی صورت ہو) منہ میرا طرف کعبہ شریفہ کے پھر ہاتھون کے انگوٹھے بناگوش پر رکھکر تکبیر تحرمیہ کہتا ہی - اور ہاتھونکی ہتھیلیان قبلہ کیطرف کو رہتی ہین اور ایکدوسرے سے کسیقدر جُدا رہتی ہین اس حیثیت سے مصلے اللہ اکبر کہتا ہی اور صورت قیام یعنے کھڑے ہونے کی یہ ہی کہ داہنے ہاتھ کی ہتیلی کو بائین ہاتھ کی پشت پر رکھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائین ہاتھ کی کلائی کو پکڑ لیتا ہی اور دونون ہاتھ زیر ناف

رہتی ہین اور نگاہ سجدہ کیطرف رہتی ہی - پھر ثنا پڑھتا ہی اور وہ یہ ہی - سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولاالہ غیرک - ای اللہ مین تجھے پاکی کے ساتھ اور تیری تعریف کے ساتھ

یاد کرتا ہون اور تیرا نام بہت خوبیونکا ہی اور تیرا مرتبہ بہت بلند ہی اور تیرے سوای اور کوئی بزرگی کے لائق نہین۔ اسکے بعد تعوذ پڑھتے ہین۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم مین اللہ کے ساتھ شیطان راندے گئے سے پناہ مانگتا ہون۔ پھر کہتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہی شروع کرتا ہون اسکے بعد قرآن کی پہلی سورت یعنی فاتحہ پڑھتے ہین۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہان کا صاحب ہی۔ بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہی۔ انصاف کے دن کا مالک ہے۔ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہمین سیدھی راہ چلا۔ انکی راہ جنپر تو نے فضل کیا نہ جنپر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے۔ اسکے بعد نمازی کو اختیار ہی جتنی سورتین چاہے پڑھے مگر چند آیتین تو ضرور ہی پڑھنی ہوتی ہین بالعموم سورہ اخلاص (۱۱۲ سورہ) پڑھتے ہین۔ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ "تو کہہ اللہ ایک ہی اللہ پاک ہی (کہاتا پیتا نہین) نہ اُسنے کسیکو جنا نہ کسی نے اُسکو جنا اور اُسکے برابر کوئی نہین" اسکے بعد تکبیر رکوع۔ یعنے اللہ اکبر کہکے رکوع مین جاتا ہی یعنی سر اور بدن جُھکا دیتا ہی اور انگلیونکو ذرا کھولکر ہاتھونکو گھٹنونپر رکھدیتا ہی۔ اور اُسیوقت تسبیح رکوع کہتا ہی۔ سبحان ربی العظیم (کم سے کم تین بار) پاک ہی میرا صاحب بڑی عظمت والا پھر بدن سیدھا کرکے اور کانون پر ہاتھ دونو طرف چھوڑکے تسمیع کہتے ہین۔ سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد۔ سنا اللہ نے اُسکو جسنے اُسکی تعریف کی۔ ای ہمارے رب سب تعریف تیرے ہی واسطے ہی۔

(۱) اُسکے بعد سجدہ کو جاتے ہوئے اللہ اکبر تکبیر سجدہ کہتا ہی۔ انگلیونکو جوڑکر ہاتھونکو زمین پر ٹیکتا ہی۔ اور پانون سیدھے رہتے ہین صرف انگلیان زمین پر لگی ہوتی ہین۔ کہنیان اور پیٹ اور ران الگ رہتی ہی اور ران سے ٹانگ بھی نہین لگنے پاتی ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہی کہ نگاہ نیچی رہے۔ اس حیثیت سے اول ناک کو پھر ماتھے کو زمین پر ٹیکتا ہے اور یہ لحاظ رکھتا ہی کہ ہاتھون

کے انگوٹھے عین بناگوش سے ملے رہین۔

(۲) جب یہ سب کر چکتا ہی تو اسوقت تسبیح سجدہ اسیطرح پر کہتا ہی۔ سبحان ربی الاعلے۔ سبحان ربی الاعلے۔ سبحان ربیّ الاعلے۔ پاک ہی صاحب میرا بہت اونچا۔ (کم از کم تین بار) پھر سجدہ سے سر اوٹھاتے وقت اللہ اکبر تکبیر جلسہ کہتا ہی اور دو زانو بیٹھکر ہاتھ گھٹنونسے اوپر ذری رکھ لیتا ہی اور تھوڑا توقف کر کے دوسرے سجدہ کو جاتا ہی اور تکبیر تسبیح حسب سابق پڑھتا ہی اور اوٹھتے وقت تکبیر (قیام اللہ اکبر) پڑھتا ہے۔ اسوقت ایک رکعت تمام ہوتی ہی۔ دوسری رکعت سورۂ فاتحہ سے شروع ہوئی یعنے بعد تکبیر قیام کے پھر اوسی جگہ سے مصلے شروع اور جو کچھ پہلی رکعت مین پڑھتا پڑھتا ہی۔ صرف فرق اتنا ہوتا ہی۔ کہ فاتحہ کے بعد قرآن کی وہ آیات نہین پڑھتا ہی۔ کہ جو پہلی رکعت مین پڑھی تھین۔ دو رکعت بعد اور اخیر رکعت کے بعد عام اس سے کہ وہ طاق ہو یا جفت مصلے اگر شیعہ ہی بایان پانون ٹیک کر اوسپر بیٹھ جاتا ہی اور جسطرح تکبیر جلسہ مین کیا تھا ہاتھ زانو پر رکھکر اور اپنی گود کی جانب نگاہ کر کے التحیات پڑھتا ہی التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات والسلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ زبان کی سب بندگیان اور نیز بدن کی اور پاک مال کی سب بندگیان اللہ کو ہین ای نبی تم پر سلام اور خدا کی مہر اور برکتین ہم پر اور جتنے نیک بندے ہین سب پر سلام پھر داہنے ہاتھ کی پہلی انگلی اوٹھا کر تشہد پڑھتا ہی۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد عبدہ ورسولہ مین اس باتکا گواہ ہون کہ محمد اسکا بندہ اور اسکا رسول ہی۔ پھر سب رکعتون کے اخیر مین نمازی درود پڑھتا ہی۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علے ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ الٰہی محمد پر اور آل محمد پر رحمت خاص بھیج جیسی کہ تو نے ابراہیم پر بھیجی تھی۔ تو ہی سراہا گیا اور بزرگی والا ہی۔ اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علے ابراہیم وعلے آل ابراہیم انک حمید ومجید۔ الٰہی محمد پر اور آل محمد پر برکت بھیج جیسے کہ تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر برکت بھیجی تھی۔ اسکے بعد دعا پڑھی جاتی ہی نمازی کو اختیار ہی کہ اپنی طرفسے کوئی دعا پڑھے اگرچہ معمول

اس دعا کے پڑھنے کا ہی ربنا اتنا فی الدنیا حسنہ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ای ہماری رب تو ہمین
دنیا و آخرت کی برکتین دے اور عذاب دوزخ سے بچا۔ پھر داہنی طرف کو منہ پھیر کر مصلے کہتا ہی۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تمپر خدا کی رحمت اور سلام پھر بائین طرف منہ پھیر کر کہتا ہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ
تمپر خدا کی رحمت اور سلام جب سب نماز ہو چکتی ہی تو نمازی کندھون کے برابر ہاتھ اونچے تھلیان
آسمان کی طرف کو یا اپنے منہ کیطرف کو کرکے عربی مین یا اپنی زبان مین دعا مانگتا ہی۔ پھر ہاتھ منہ
پر پھیرتا ہی گویا کہ ان برکتونکو جو آسمان سے پائی ہین ہر عضو بدن پر پہونچاتا ہی۔ نماز کے اوقات
معینہ پانچ ہین جنکا ثبوت قرآن کی اس آیت سے ہے سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو اور
صبح کرو اور اسکی خوبی آسمان و زمین ہی اور پچھلے وقت (عشی) اور جب دوپہر ہو (سورہ روم ۱۷)
مفسر کہتے ہین کہ مسا مین وقت غروب اور بعد غروب یعنی صلوۃ المغرب اور صلوۃ العشاء دونون
داخل ہین۔ ذیل کی آیات مین نماز کے معینی وقت کیطرف بھی اشارہ ہی۔ اور کھڑے ہو کر نماز دونون
سرے دن کے اور کچھ ٹکڑون مین رات کے (سورہ ہود ۱۱۶) روزمرہ کی نماز دن مین فرض سنت وتر
نفل کئی قسمین ہین۔ نماز فرض وہ ہی جسے خدا نے مقرر کیا ہی۔ مثلاً نماز کے پانچون معینی وقت
کہ خدا نے مقرر کیے ہین۔ سنت ان مخصوص رکعتونکو کہتے ہین کہ پیغمبر صاحب پڑھا کرتے تھے۔
وتر ان طاق رکعتونکو کہتے ہین خواہ وہ تین ہون یا پانچ سات جو عشا کے اخیر نماز مین اور فجر سے
قبل پڑھ سکتے ہین لیکن معمول یہ ہی کہ نماز عشا مین تین وتر پڑھتے ہین۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک
وتر واجب ہین یعنے خدا نے انکے پڑھنے کو حکم کیا ہی۔ قرآن کی کسی آیت سے اسکی سند نہین ملتی۔
لیکن احادیث سے کہ ہر واحد انمین کی حدیث صحیح تصور کیجاتی ہی۔ ثابت ہی اسی سبب سے رکعت
وتر کو حکم الٰہی جانتے ہین۔ مگر امام شافعی کے نزدیک وتر سنت ہی۔ لفظ سنت کی تصریح قبل ازین ہو چکی
ہی۔ اور مضمون احادیث وتر کا یہ ہی کہ خدا نے تمہاری نماز کے ساتھ ایک اور نماز بڑھا دی ہی اور وہ
وتر ہی صلوۃ العشاء اور فجر کے درمیان اسے پڑھو۔ محدث بزور سے روایت ہی کہ نبی نے کہا کہ وتر مسلمانون

پر واجب ہی اور تاکید اً یہ کہا کہ وتر حق ہی جو کوئی اُسے نہ مانے میرا پیرو نہین - بنی اصحاب تابعین اور تبع تابعین سب وتر پڑھتے تھے - وتر کے لفظی معنے عدد طاق کے ہین - ایک حدیث کا مضمون ہی کہ خدا طاق ہی - وہ طاق کو پسند کرتا ہی - اللہ وتر یحب الوتر - مسلمان وتر کی بڑی تعظیم کرتے ہین کسی کام کا یا سفر کا آغاز ایسے دن منحوس ہی جسکی تاریخ جفت ہو طاق نہو صفحۂ کتاب مین سطرونکی تعداد اکثر طاق ہوتی ہی
نماز نفل اختیاری ہی اُسکا پڑھنا مستحب یعنے ثواب ہی لیکن خدا کیطرفسے اُسکا تعین نہین ہی -
یہ ضرور سمجھ لینا کہ سب نمازین فرض ہون یا سنت یا نفل ایک ہی طرحکی ہوتی ہین صرف تعداد رکعات کا تعین ہوتا ہی جسکی ایک پوری مثال قبل ازین دیچکا ہون -
جو مسلمان ہر روز پانچون وقت کی نمازین پوری رکعتین ادا کرتا ہی مین بیان کرچکا ہون کہ اُسے ایکدن مین پچاس دفعہ وہی نماز پڑھنی پڑتی ہی جس سے کل میزان ۵۷ رکعتین ہوتی ہین مگر یہ معمول ہی کہ چند رکعات سنت ترک بھی کرتے ہین تسپر بھی تکرار نہایت کثیر ہی - اور چونکہ کل نماز عربی مین پڑھی جاتی ہی اس سبب سے ایک تماشا سا معلوم ہوتا ہی -
ایک مسلمان نے بڑی جرأت سے یہ کہا کہ نماز (۱) ہندوستانی مین پڑھنی چاہیئے اسپر تمام نمازیون نے ۱۳ فروری ۱۸۸۰ء کو جمعہ کے دن مدراس کی مسجد سے نکالدیا - جن سنتون کے پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار ہی - اُنھین سنت غیر موکدہ کہتے ہین جو سنتین فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہین وہ موکدہ ہین اور اُنکے پڑھنے کی تاکید آئی ہی -
مزید برین چند اقسام نماز کے اور بھی ہین جو مختلف اوقات اور خاص صورتونمین پڑھتے ہین
(۱) صلوۃ الجمعہ - یعنے جمعہ کی نماز فرض ہی - قرآن اور سنت اور اجماع تینونسے اسکا حکم ہی مثلاً
ای ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو تو اللہ کی یاد کو دوڑو اور بیچنا چھوڑ دو (جمعہ ۲ ع ۹)
نبی نے بھی کہا ہی کہ جمعہ فرض ہی - جو کوئی جمعہ کی (۳) نماز قضا کریگا خدا اُسکے دلپر مُہر کر دیگا -
(نور الہدایہ صفحہ ۱۵۵) مگر آٹھ قسم کے لوگ ہین جو نماز کی تکلیف سے بری ہین یعنے مسافر

مریض - غلام - عورت - نابالغ - مجنون - نابینا - اپاہج - شرائط فرضیت نماز جمعہ کے یہین
(۱) جسجگہ نماز جمعہ کی ادا کیجائے وہ کوئی ایسا قصبہ ہو جہان قاضی رہتا ہو -
(۲) اوس قصبہ مین کوئی حاکم یا نائب اوسکا ضرور رہتا ہو -
(۳) نماز جمعہ نماز ظہر کے عوض مین ہو کہ اوس سے ملتی ہے بجز اسکے کہ اسمین چار فرض کی جگہ دو پڑھے جاتے ہین نفلین نہین پڑھتے ہین - چار سنتین فرض سے پہلے اور دو اوسکے بعد پڑھتے ہین
(۴) ایک خطبہ یا بموجب معتقدین امام شافعی کے دو خطبے پڑھے جاتے ہین چار سنتون کے بعد اور دو فرض سے اول امام خطبہ پڑھتا ہے جسمین خدا کی تعریف اور احکام نیک کا ذکر ہوتا ہے -
(۵) جماعت مین سوائے امام کے کم از کم تین آدمی ہونے ضرور ہین شافعیون کے نزدیک چالیس سے کم نہون -
(۶) اذان یعنی نماز کی طلبی بغیر امتیاز مرتبہ کے سب مسلمانون کے واسطے ہے - جو شخص اور نمازون مین امامت کرسکتا ہے وہ یہ بھی نماز پڑھ سکتا ہے -
امام اور خطیب بالعموم ایکہی ہوتا ہے اگرچہ لازم نہین ہے کہ ایسا ہی ہو خطبے طویل نہین ہونے چاہئین کیونکہ محمد صاحب نے کہا کہ یہ اخیر زمانہ کے ضعف کی علامت ہے - کہ خطبے طویل ہون اور دعائین مختصر ہون - جب دو خطبے پڑہتے ہوتے ہین تو امام دوسرا خطبا شروع کرنیسے پہلے ذرا وقفہ کرتا ہے اسوقت نمازیونکو اختیار ہے کہ کچھ دعا مانگین - مگر بعضون کے نزدیک بدعت ہے اور بہت برا سمجھتے ہین - محدثین بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی کے نزدیک جمعہ کے دن کپڑے بدلنا مستحب ہے - خطیب ممبر کی دوسری سیڑھی پر کھڑے ہوکر اور ایک بڑا ڈنڈا یا عصا ہاتھ مین لیکر یہ خطبہ پڑھتا ہے - (جن ملکونمین مسلمانونکی عملداری ہے وہان لکڑی کی تلوار خطیب کے ہاتھ مین ہوتی ہے) خطبون کا نمونہ مندرجہ ذیل ہے +

فضائل جمعہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہون ساتھ نام رحمن ورحیم کے سب تعریف خدا کو ہے جو بادشاہ اور پاک اور بڑا عالم ہے۔ اوسنے اسلام کی برکت سے ہمارے دل کھولدیئے ہین اوسنے جمعہ کو سب دلون پر فضیلت دی ہے ہم گواہی دیتے ہین کہ سواے خدا کے اور کوئی بندگی کے لائق نہین۔ وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین۔ جو لوگ ایسا اقرار کرتے ہین وہ خوف ظلمت سے محفوظ رہتے ہین۔ ہم گواہی دیتے ہین کہ سید ہمارے محمد صاحب اوسکے بندے اور رسول ہین جو تمام بنی آدم کے واسطے مبعوث ہوئے ہین خدا کی رحمت اور سلام اونپر اور اونکی اولاد پر اور اونکے اصحاب پر ہو۔ اے لوگو۔ اے خدا کے ایمان لانے والون مین تمھین اور اپنے نفس کو اسطرح نصیحت دیتا ہون کہ خدا کی اطاعت کرو۔ اور اے خدا کے بندون یہ جانو کہ جب جمعہ شروع ہوتا ہے تو فرشتے چوتھے آسمان پر جمع ہوتے ہین جنمین جبرئیل علیہ السلام مؤذن اور میکائیل خطیب اور اسرافیل امام اور عزرائیل مکبر یعنے تکبیر کہنے والے (اللہ اکبر خدا بڑا ہے) اور باقی اور فرشتے شریک جماعت ہوتے ہین جب نماز ہوچکتی ہے تو جبرئیل کہتے ہین کہ مین مؤذن ہونے کی حیثیت سے مذہب اسلام کے سب مؤذنون کو اپنا ثواب دیتا ہون اور میکائیل کہتے ہین کہ مین اپنا ثواب خطیبون کو دیتا ہون۔ اسرافیل کہتے ہین کہ مین اپنا اماموں کو دیتا ہون۔ عزرائیل کہتے ہین کہ مین مکبرون کو دیتا ہون۔ اور فرشتے کہتے ہین کہ ہم اپنا ثواب مسلمانون کی جماعت کو دیتے ہین۔

مینے کہا کہ جمعہ کی رات اور دن ۲۴ گھنٹہ رہتا ہے۔ اور ہر گھنٹہ مین خدا ے تعالے اکہزار جانین دوزخ سے چھوڑتا ہے جو کوئی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے خدا اوسے عوض

ہر موے بدن کی دس نیکیون کا ثواب دیگا۔ جو شخص کہ جمعہ کے دن انتقال کرے خدا اوسے
ایک شہید کا ثواب دیتا ہے۔ بلا شبہ عمدہ اور فصیح ترین کلامون کا قرآن شریف
کلام خدائے ملک العزیز العلام ہے۔ اوسکا کلام برحق اور درست ہے جب تو قرآن
پڑھے تو یہ کہہ اے خدا مجھے شیطان ملعون سے محفوظ کر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدائے رحمٰن اور رحیم کے نام سے شروع کرتا ہون۔
اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو تو بیچنا چھوڑ کر اللہ کی یاد کو دوڑو۔
یہ تمھارے حق مین بہتر ہے اور تمکو سمجھ ہے۔ پھر جب نماز تمام ہو چکے تو زمین مین پھیل پڑو
اور اللہ کا فضل ڈھونڈھو اور اللہ کی بہت یاد کرو تاکہ تمھارا بھلا ہو۔ اور جب سودا بکتا یا
کچھ تماشہ دیکھتے ہین تو تجھے کھڑا چھوڑ کر اوسکی طرف چلے جاتے ہین۔ جو اللہ کے
پاس ہے سو تماشہ اور سوداگری سے بہتر ہے اور اللہ بہتر روزی دینیوالا ہے۔
(سورۂ جمعہ ۶۲ و ۹ و ۱۱) خدائے تعالے قرآن شریف کے وسیلہ سے ہمین اور
تمھین برکت اور اوسکی نشانیون سے اور ہدایت سے ہمین اور تمھین بدلا دیگا۔ خدا
قادر مطلق اور سخی اور مہربان اور قدیم اور پاک رحمت والا ہے۔

یہان پر پہلا خطبہ ختم ہوا تھوڑا توقف کر کے خطیب دوسرا خطبہ شروع کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع کرتا ہون مین ساتھ نام رحمٰن اور رحیم کے۔
سب تعریف خدا کو ہے جو زمین اور آسمان کا خالق اور نور اور تاریکی کا بنانیوالا ہے۔
مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہین وہ اکیلا ہے اور اوسکا کوئی
شریک نہین۔ اے مومنون یقین جانو کہ یہ اقرار تمھین تکلیف اور مصیبت سے
بچا دیگا۔ مین شہادت دیتا ہون کہ محمد صاحب جو کفر اور ضلالت کے مٹانے والے
ہین اللہ کے رسول اور بندے ہمارے پیغمبر محمد پر خدائے رب الخلق کی رحمت ہو

اور اونکی اولاد پر اونکے اصحاب پر اوسکا فضل وکرم ہو۔ اے خدا کے بندو تمھین اور
اپنے نفس کو نصیحت دیتا ہون کہ خدا کی بندگی کرو اور اوس سے ڈرو جسنے زندگی اور
موت کو پیدا کیا ہے اور جو ہمارے نیک کامون کو خوب پہچانتا ہے۔ ای خدا ابوبکر صدیق
یار نماز سے اور امیر المومنین بیٹے عمر خطاب سے اور عثمان ذی النورین سے جنھون نے
قرآن مجید پڑھتے وقت شہادت پائی اور کافر گنہگارون کے غارت کرنیوالے علی مرتضے
سے تو راضی رہ۔ اے خدا بڑے امامون حسن اور حسین سے راضی رہو۔ اور اونکی
مان فاطمہ زہرہ سے جو عورتون مین خاص ہین اور پیغمبر کے چچون حمزہ اور عباس سے اور
سب اصحاب سے راضی رہ۔ ای خدا جو محمد کے دین کی مدد کرتے ہین تو اونکی مدد کیجیے
اور مجکو اونھین کے گروہ مین شامل کیجیے۔ اور اوسے بگاڑتے ہین تو اونھین تو بگاڑ
اور ہمین اونسے تو علیحدہ رکھیے۔ اے ایمان والو درحقیقت خدا حکم کرتا ہے کہ اپنے رشتہ دارون
کے درمیان عدل کرو اور محبت سے پیش آؤ اور منع کرتا ہے کفر اور منکر سے اور نصیحت
دیتا ہے تمھین۔ خدا سب سے اعلے اور اولے اور بزرگ اور بڑا ہے۔

جس مجموعۂ خطب سے خطبات مذکور الصدر کا ترجمہ کیا ہے اوسمین اور بہی متعدد خطبے
ہین جنمین نماز کا اور قیامت کا اور ترک دنیا کا اور عید اور ایام صیام کا ذکر ہے وغیرہ۔
مگر سب خطبون کا طرز یکسان ہے۔ شروع کی اور اخیر کی عبارت سب مین یکسان ہے
البتہ ہر خطبہ کے بیچ مین چند مخصوص جملے ہوتے ہین۔ سب خطبون مین دوسرا
خطبہ ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ دستور ہے کہ دوسرے خطبہ مین اوس مغفرت اور
برکت کا ذکر ہوتا ہے۔ جو اشخاص معین کے واسطے طلب کیجاتی ہے۔ دونون
خطبے عربی مین پڑھتے ہین جیسا کہ ہمارے یہان دستور ہے کہ خطبہ پڑھنے سے مراد کسی
مسئلہ کی تشریح ہوتی ہے۔ سو یہ بات خطبہ سے مقصود نہین ہے مسلمانون کے

یہان یہ نہین ہے۔ کہ مسجد مین نماز کے ساتھ آیات قرآن کے معانی و مطلب بھی بیان کیے جا دین ۔

لیکن ایسا ہوتا ہے کہ اگر مسجد مین یا کسی مناسب جگہ پر لوگ جمع ہون یا ملا یا کوئی عالم جسکا جی چاہے بطریق وعظ اُنکو سُنا تا ہے ۔

(۳) صلوۃ المسافر۔ جو سفر مین پڑھتے ہین جو کوئی تین دن یا رات کا سفر کرے اوسے اصطلاح شرعی مین مسافر کہتے ہین (نور الہدایہ صفحہ ۱۰۵) اور منزل کا حساب شرع لگاتے ہین کہ ایام سفر مین جتنی دور اونٹ ایک دن مین چل سکتا ہے وہ ایک منزل ہے۔ اگر کوئی مسافر کسی جگہ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرتا ہو تو اوسے پوری نماز پڑھنا چاہیے۔ اور اگر اس سے کم ٹھہرے یا سفر مین ہے تو اختیار ہے کہ اختصار کرے ۔ ایسی صورت مین صرف دو رکعت فرض پڑھنا چاہیے ۔ سنت اور نفل ترک چاہے کرے ۔ لیکن تین وتر صلوٰۃ العشاء مین پڑھنے واجب ہین ۔ اگر کوئی مسافر کسی جگہ بمقابل موجودین کے امامت کے لائق متصور ہو تو وہ بوجہ سفر کے صرف دو رکعت پڑھے گا اور مقتدا اپنے باقی رکعتون کو پوری کر لینگے ۔ لیکن جسجگہ کہ امام مقرر ہے اگر مسافر اوسکا اقتدا کرے تو امام سب رکعتین پڑھے گا اور اوس مسافر کو بھی اوسکے پیچھے پڑھنے پڑینگے ۔

قاعدہ یہ ہے کہ مقتدا کو امام سے نماز کم نہین پڑھنی چاہیے ۔

(۴) صلوۃ الخوف ۔ نماز خوف یہ نماز جنگ کے وقت پڑھی جاتی ہے ۔ جب غنیم کے نزدیک آپہونچنے سے خطر عظیم ہو تو امام کو چاہیے کہ کل فوج کو دو گروہون پر منقسم کرے ایک گروہ کا رخ دشمن کی جانب کو ہو اور دوسرا نماز مین مصروف ہو ۔ اگر کوچ پر ہو تو ایک رکعت اور اگر مقامی ہو تو دو رکعت پڑھے ۔ پھر یہ گروہ دشمن کیجانب رخ کرے اور دوسرا گروہ آکر باقی رکعتون کو تمام کرے ۔ سلام فقط امام ہی کہتا ہے (صفحہ ۱۹۰ دیکھو)

فوج کا اول حصہ قرأت نہین کرتا یعنے سورہ فاتحہ کے بعد جو آیت پڑھی جاتی ہین نہین پڑھتا ہے۔ (صفحہ ۱۹۵ دیکھو) دوسرا گروہ اگرچہ کچھ پہلے نے چھوڑ دیا ہے اوسے پورا کرلیتا ہے۔ اگر دشمن ایسا قریب ہو کہ سوار کو گھوڑے سے اوترنے کی جرأت نہو تو ہر شخص اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑھے اور رکوع وسجدہ اشارونسے کرے۔

اگر وہ ایسی حالت مین ہو کہ قبلہ کی طرف رخ نہین کرسکتا۔ تو جائز ہے کہ جو سمت مناسب معلوم ہو اوسطرف منہ کرے۔ اثناء نماز مین ہرگز جنگ نہ کرے نہ گھوڑیکو حرکت دے تاکہ نماز رائگان نجاوے۔ اور جب تم ملک مین سفر کرو تو تمپر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر تمکو ڈر ہو کہ کافر تمھین ستاوینگے البتہ کافر تمھارے صریح دشمن ہین۔ اور جب اے رسول تو اونمین ہو پھر اون کو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے کہ ایک جماعت اونکی تیرے ساتھ کھڑی ہو اور ساتھ لیوین اپنے ہتھیار۔ پھر جب یہ سجدہ کرچکین تو پرے ہوجاوین اور دوسری جماعت آوے جسنے نماز نہین کی ہے وے نماز پڑھین تیرے ساتھ (سورہ نساء ۱۰۲ و ۱۰۳)

(۴) صلوۃ التراویح۔ ہر شب کو ماہ رمضان مین دو دو رکعت کرکے بیس رکعتین پڑھی جاتی۔ عشاء کی نماز کے وقت سنت اور فرض کے بعد اور وتر سے پہلے نماز تراویح پڑھتے ہین۔ نماز تراویح بھی داخل سنت ہے اسکا رواج خلیفہ عمر کے وقت سے ہے۔ محدث عبدالرحمن بیان کرتے ہین کہ رمضان مین ایک شب مین مسجد کو عمر کے ساتھ گیا۔ ہمنے دیکھا کہ بعض شخص اکیلے نماز پڑھ رہے ہین اور بعضے جماعت کے ساتھ بقرأت پڑھ رہے ہین۔ عمر نے کہا کہ اگر مین سبکو جمع کردون تاآنکہ وہ سب ایک امام کے پیچھے پڑھین تو اچھا ہوگا۔ اونھون نے ایسا ہی کیا اور دوسری رات کو جو لوگ علیحدہ پڑھتے تھے بکثرت آئے اور جماعت کی تو عمر نے کہا کہ یہ بدعت حسنہ ہے پس بدعت کے

جاری کرنے کو یہ اچھی سند ہے۔ کیونکہ نبی نے فرمایا کہ تم میری سنت کی اور خلفاء راشدین کی پیروی کرو۔ ایک حدیث صحیح بھی اس مضمون کی ہے کہ خدا نے رمضان کے روزے فرض کئے ہین اور قیام سنت ہے (۱)

نبی کو تردد ہوا کہ مبادا نماز تراویح فرض ہوجاوے اسواسطے آپ نے دو رات پیہم جاکے تیسری رات وقفہ کیا۔ اور یہ فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر ہر رات جایا کرون تو لوگ شاید فرض سمجھین (نور الہدایہ ۱۴۱ صفحہ) تعداد رکعات کی بیس ہے۔ کیونکہ محمد صاحب اور خلیفہ عمر اسی قدر رکعتین پڑھتے تھے۔ شیعہ نماز تراویح مطلق نہین پڑھتے ہین نہ ایسے موقعون پر کبھی مسجد مین جاتے ہین۔ کیونکہ ہر چار رکعت کے بعد تسبیح مین چارون خلیفون کی تعریف پڑھی جاتی ہے۔ جنمین سے تین کے ساتھ شیعون کو قطعی عداوت ہے

(۵) صلوٰۃ الکسوف اور صلوٰۃ الخسوف۔ جو نماز سورج یا چاند گہن ہوتے وقت پڑھی جاتی حالت کسوف مین امام جماعت کے ساتھ مسجد مین دو رکعت پڑھتا ہے اذان اور اقامت نہین ہوتی ہے نہ کوئی خطبہ پڑھا جاتا ہے ہر رکعت مین ایک رکوع پڑھتے ہین مگر شیعہ دو رکوع پڑھتے ہین بعد اتمام رکعات کے تا اختتام کسوف موجود بین مصروف بدعا رہتے ہین۔ نماز خسوف بھی بجز اتنے فرق کے کہ جماعت کی قید نہین ہے ہر مسلمان تنہائی مین اپنے گھر پر پڑھ سکتا ہے یہ دستور نبی کی حدیث کے موافق ہے کہ

جب تم گہن دیکھو تو خدا کی یاد کرو اور دعا مانگو اور نماز پڑھو تاکہ پھر روشنی ہوجاوے۔

(۶) صلوٰۃ الاستسقاء خشکی کے وقت کی نماز۔ جب پانی نہ برسے تو ہر شخص کو چاہئے کہ قبلہ رو ہوکر خدا سے دعا مانگے۔ نماز استسقاء گھر پر اکیلے مین بھی ہوسکتی ہے۔ یہ احتیاط ضرور چاہئے کہ کوئی ذمی اوسوقت موجود نہو۔ سبب اسکا یہ ہے کہ نماز واسطے برکت کے ہے اور خدا تعالے کی برکت ایسے وقت مین کہ کوئی قوم بھی شریک جماعت

ہونہین نازل ہوتی ہے۔ صلوۃ الاستسقاء کوئی نماز نہین ہے دعا ہے اور کوئی معتبر
حدیث بھی اس باب مین نہین آئی ہے کہ نبی نے ایسے موقع پر کبھی نماز پڑھی۔ البتہ اس
باب مین بہت حدیثین ہین کہ آپ دعا کیا کرتے تھے یہ ایک اچھی نظیر اس امر کی ہے
کہ لفظ صلوٰۃ مشترک المعنی ہے یعنے متعدد معنی رکھتا ہے۔ اسکے معمولی معنے نماز کے ہین اور
یہان بمعنی دعا کے ہے۔

(۷) صلوۃ الجنازہ۔ جنازہ کی نماز۔ جب کوئی شخص قریب المرگ ہوتا ہے تو جو لوگ
اوسوقت موجود ہوتے ہین وہ اوسکے داہین جانب اور مُنھ قبلہ کیطرف پھیر دیتے
ہین۔ اوسوقت مرنے والے کو کلمۂ شہادت پڑھنا چاہئے ۔مین شہادت دیتا ہون
کہ خدا ایک ہے اور کوئی اوسکا شریک نہین اور بہ تحقیق محمد اوسکے بندے اور
رسول ہین۔ بعد انتقال کے نعش کو رکھکر خوشبو جلاتے ہین اور کفن کو طاق مرتبہ معطر کرتے
ہین۔ حدیث مین آیا ہے کہ عدد طاق اسلئے مقرر ہوا ہے کہ جو عدد وحدت کیطرف
اشارہ کرتا ہے وہ طاق ہے جفت نہین اول مردہ کا وضو کراتے ہین۔ پانی مین
پھول ڈالکر جوش دیتے ہین اوس پانی سے مُردہ کا سر اور داڑھی دھوتے ہین
پھر غسل کیا جاتا ہے جو اعضاء بدن سجدہ مین کام دیتے ہین یعنی پیشانی اور ناک
اور ہاتھ اور گھٹنے اور پیر کو کافور سے ملتے ہین۔

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے یعنے اگر جماعت کے چند آدمی بھی اوسے پڑھلین
سب کے ذمہ سے اوتر جاتی ہے۔ اِس نماز کے فرض ہونے کے ثبوت مین
قرآن کی یہ آیت نقل کیجاتی ہے۔ (سورۂ توبہ ۹ ۔ ۱۰۴) اونکے مال مین سے زکوۃ لے کہ
اونکو اوس سے پاک کرے اور تربیت اور دعا اونکو دے البتہ اونکے واسطے آسودگی
ہے اور اللہ سب سنتا جانتا ہے۔ اور اس امر کا ثبوت ایک حدیث سے ہے کہ جنازہ

کی نماز فرض عین نہین ہے۔ (جسکا ادا کرنا سب پر فرض ہو) بلکہ فرض کفایہ ہے۔
نبی نے ایک دفعہ کسی مسلمان موتے کے جنازہ پر نماز نہین پڑھی۔ پس اگر یہ نماز فرض ہوتی
تو نبی کبھی ترک نہ کرتے۔ ایکی طریق سے حقیقت اس فرض کی جسکا ذکر قرآن کی آیت مذکورالصدر
مین ہے۔ قرار پائی ہے۔ جنازہ کی نماز مُردہ کے سامنے کھلے میدان مین مسجد کے
آگے یا کسی اور قریب جگہ مین پڑھتے ہین جب سب جمع ہو جاتے ہین تو امام یا پیشوا
یہ کہتا ہے شروع کرتا ہون مین نماز اس جنازہ کی۔ سب جماعت صف باندھکر
اور قبلہ رو ہوکر کھڑے ہوتے۔ امام ذری آگے کو اگر میت مرد ہے تو سر کے برابر اور
اگر عورت تو سینہ کی برابر کھڑا ہوتا ہے اور سب کھڑے ہوکر اسطرح نیت کرتے ہین۔
پڑھتا ہون مین نماز واسطے اللہ کے اور دعا واسطے اس میت کے پیچھے اس امام کے
(پھر پہلی تکبیر پھر ہاتھونکو بناگوش پر رکھکر کہتے ہین۔ اللہ اکبر۔ اللہ سب
سے بڑا ہے۔ پھر ثنا پڑھتے ہین (دیکھو صفحہ ۱۹۵) سُبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک
وتعالے جدک وجل ثناءک ولا الہ غیرک۔ پھر دوسری تکبیر کہتے ہین اللہ اکبر۔ خدا سب سے
بڑا ہے۔ پھر درود ابراہیم پڑھتے ہین۔ اے اللہ رحمت بھیج محمد پر اور اونکی اولاد پر جیسا
کہ تونے ابراہیم پر اور اونکی اولاد پر رحمت اور امن اور برکت بھیجی اور رحم و ترحم کیا۔ توہی
سراہا گیا اور بزرگ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰے مُحَمَّدٍ وَعَلٰے آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰے اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰے
آلِ اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰے اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاہِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
پھر تیسری بار تکبیر کہی اللہ اکبر۔ اللہ سب سے بڑا ہے پھر یہ دعا پڑھی اے اللہ ہمارے
زندون کو اور مُردون کو اور اونکو جو غائب ہین اور چھوٹون اور بڑونکو اور مردکو اور
عورت کو بخشدے۔ اور خدا ہم مین سے جسے تو زندہ رکھے اسلام پر قائم رکھیو۔ اور

جسے تو مارے اوسے ایمان کے ساتھ اوٹھائیو۔ اور جو میت لڑکا یا مجنون ہے تو یہ دعا پڑھتے ہین۔ اے خدا تو ہسے ہماری ہدایت اور آیندہ کے اجر کا ذریعہ گردان اور ہمارے واسطے شفاعت کرنے والا اور شفاعت پانے والا کردے۔ اور جو میت لڑکی ہے تو یہ دعا پڑھتے ہین۔ اللھم اجعلھا لنا فرطًا واجعلھا لنا اجرًا وذخرًا واجعلھا لنا شافعۃً ومشفعۃً۔ معنے اسکے بھی وہی ہین صرف ضمیر کا فرق ہے۔ اسکے بعد چوتھی تکبیر ہوتی ہے۔ اللہ اکبر۔ خدا سب سے بڑا ہے پھر سب یہ پڑھتے ہین۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً و فی الآخرۃ وقنا عذاب القبر وعذاب النار۔

اے خدا دنیا اور عقبیٰ مین ہمین نیکی کی توفیق دے اور اپنی رحمت سے عذاب قبر اور دوزخ سے بچا۔ پھر ہر شخص حسب دستور اور نمازون کے آہستہ سلام دیتا ہے۔ امام کی نیت سلام کے وقت یہ ہوتی ہے کہ دونون نگہبان فرشتون اور سب مقتدیونکو سلام پہونچے۔ اور ہر مقتدی یہ نیت کرتا ہے کہ میرے نگہبان فرشتون کو اور نماز کے ساتھیون کو اور امام کو سلام پہونچے۔ پس اب نماز ختم ہوئی اسکے بعد لوگ دوسری دعا پڑھتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔ اے ہمارے رب دل نہ پھیر ہمارے جب ہمکو ہدایت دیچکا اور ہمکو اپنے یہان سے مہربانی دے بیشک تو ہی ہے سب دینے والا۔ اے خدا تو اوسکا مالک ہے۔ تونے اوسے پیدا کیا اور تونے اوسے پالا اور تو ہی نے اسلام کی طرف اوسکی ہدایت کی اور تو ہی اوسکی جان لینے والا ہے اور ظاہر اور باطن اوسکا تو ہی خوب جانتا ہے۔ اے خدا تو ہمارے واسطے شفیع مقرر کر اور اوسے بخشدے کیونکہ تو غفور الرحیم ہے۔ پھر نعش کے سر پر جاکر یہ پڑھتے ہین۔ اس کتاب مین کچھ شک نہین۔ راہ بتاتی ہے ڈر والون کو جو یقین کرتے ہین بن دیکھے۔ اور درست کرتے ہین نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین (خدا کی راہ مین) اور جو یقین

کرتے ہین جو کچھ اوترا تجھپر (محمد صاحب پر) اور جو کچھ اوترا تجھسے پہلے اونھون نے پائی راہ اپنے رب کی اور وہی مراد کو پہونچے ۱۲- (سورۂ بقر ۱-۴) پھر اوس نعش کے پائون پر آکے پڑھتے ہین-

جو کچھ رسول پر اوسکے رب کیطرف سے اوترا اوسے اوسنے اور مسلمانون نے مانا سب نے اللہ کو اور اوسکے فرشتون کو اور کتابون اور رسولون کو مان لیا ہم اوسکے رسولون مین کسیکو جدا نہین کرتے- اور ہمنے سنا اور قبول لیا اے ہمارے رب تیری بخشش چاہئے- اور تجھی تک رجوع ہے- اللہ کسی شخص کو اوسکی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہین دیتا ہے- اوسکا کمایا اوسیکو ملتا ہے اور اوسکا کیا اوسی پر پڑتا ہے- اے ہمارے رب اگر ہم بھول چوک کرین تو ہمپر مواخذہ مت کر- اے ہمارے رب ہمپر بھاری بوجھ جیسا کہ اگلون پر رکھا تھا مت رکھ- اے ہمارے رب جسکی ہمکو طاقت نہین مت اوٹھوا اور ہمسے درگذر کر اور ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر- تو ہمارا صاحب ہے سو ہماری مدد کر کافرون کی قوم پر (سورۂ بقر ۲۸۵-۲۸۶) پھر غمزدون مین کوئی خاص آدمی اذان عام دیتا ہے یعنے یہ کہتا ہے کہ اب سب کو رخصت ہے یہ سنکر بعضے گھرون کو لوٹ جاتے ہین- اور بعضے قبرستان تک جنازہ کے ساتھ جاتے ہین- اور جب جنازہ اوٹھتا ہے یا جبکہ قبر کے پاس اوسے رکھتے ہین تو کہتے ہین ہم تجھے خدا کے نام پر اور نبی کے دین پر زمین کے سپرد کرتے ہین- اگر زمین سخت ہوتی ہے تو قبر کی بغل مین لحد بھی کھدواتے ہین اور لحد اتنی اونچی ہونی چاہئے کہ جھوقت منکر نکیر آوین تو مردہ بیٹھ سکے- اور جو زمین نرم ہوتی ہے تو قبر کے اندر اور ایک چھوٹی سی قبر بناتے ہین اوسمین مردہ کو رکھتے ہین- دونون صورتون مین یہ خیال رکھتے ہین کہ نعش ایسے محل پر ہو کہ حرکت نہ دین دقت نہو- مردہ کا منہ قبلہ

کیطرف کرتے ہین اور کفن کے بند کھولتے وقت لوگ یہ کہتے ہین۔ اے خدا مردہ کو ثواب آخرت سے محروم نرکھ۔ اور تکلیف سے محفوظ رکھ۔

پھر ہر شخص مٹی اوٹھاتا ہے اور ہر دفعہ بسم اللہ اور سورۂ اخلاص پڑھکر مُردہ کے سرہانے پر ڈالدیتا ہے۔ کچی اور بانسون اور تختون سے قبر کے اندر کرڑا لگاتے ہین اور پھر ہر شخص تین بار مُٹھی بھر بھر کر مٹی ڈالتا ہے۔

پہلی بار یہ پڑھتا ہے۔ منہا خلقنا کم۔ اسی زمین سے ہمنے تمکو بنایا۔ اور دوسری بار وفیہا نعید کم اور اسی مین تمکو پھر ڈالتے ہین۔ اور تیسری بار کی مٹی پر یہ پڑھتے ہین۔ ومنہا نخرجکم تارۃ الاخریٰ۔ اور اسی سے تمکو دوسری بار نکالینگے۔ (طہٰ ۲۰ و ۵۷) پھر وہ یہ دعا پڑھتے ہین۔ اے خدا محمد کے وسیلہ سے تو اسے غضب کی تکلیف سے بچا۔

پھر سب حاضرین مٹی بھرتے وقت کہتے ہین اللھم احفظہ من الشیطان وعذاب القبر اے خدا تو اوسے شیطان سے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھ۔ اور مٹی ڈال چکتے ہین تو تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور اوسپر پانی چھڑکتے ہین۔ اور ایک ہری ٹہنی کسی درخت کی گاڑ دیتے ہین۔ مدراس مین انار کی ٹہنی گاڑنے کا دستور ہے۔

پھر اہل ماتم سے ایک شخص قریب وسط قبر کے تلقین پڑہتا ہے۔ ای اللہ کے بندہ اے بیٹے فلان عورت کے اوس ایمان کو جسکا تو نے اس دنیا مین اقرار کیا تھا آخر تک یاد رکھ یعنے یہ کہ سوا ے خدا کے کوئی معبود نہین۔ اور بہ تحقیق محمد اللہ کے رسول ہین اور بہشت اور دوزخ اور بعد موت کے جی اوٹھنا برحق ہے۔ اور یہ کہ ایک روز انصاف مقرر ہے۔ اور مین اقرار کرتا ہون کہ خدا میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور محمد صلعم میرے بنی ہین۔ اور قرآن میرا ہادی ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور مسلمان میرے بھائی ہین اے خدا تو اسی (مردہ کو) ایمان مین پختہ رکھ اور اوسکی قبر کو وسیع کر

اور اوسکے امتحان کو (جو منکر نکیر لینگے) آسان کر۔ اوسے مرتبہ دے اور اوسپر رحم کر اے نہایت رحم کرنے والے صاحب " پھر اور شخص جو موجود ہوتے ہین اوسپر فاتحہ پڑھتے ہین۔ اسکے بعد اختیار ہے کہ سورہ یسین (۳۶) اور سورہ ملک (۶۷) پڑھین لیکن اسکا رواج عام نہین ہے۔ پھر قبر سے ۴۰ قدم ہٹ کر پھر فاتحہ پڑھتے ہین کیونکہ اسی وقت سے مونے کا امتحان شروع ہوجاتا ہے۔ پہلی رات مردہ پر بڑی تکلیف ہوتی ہے اسواسطے اوس رات اوسکے نام پر خوب خیرات دینی چاہیئے اور تخفیف عذاب کے واسطے دو رکعت نفل ہے اور ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی (سورہ بقر ۲۵۶) تین بار پھر سورہ التکاثر (۱۰۲) گیارہ بار اور سورہ اخلاص (۱۱۲) گیارہ بار پڑہنی چاہیئے۔ پھر سلام اور درود کے بعد نمازی دونون ہاتھ اوٹھاکر بڑے عجز و انکسار سے یہ دعا کرتا ہے کہ اس نماز کا ثواب مردہ کی روح کو پہونچے۔

(۸) صلوٰۃ الاستخارہ۔ جب کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اوس سے پہلے یہ نماز پڑھتا ہے۔ اسمین دو رکعتین ہین ہر رکعت کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اے خدا جو کچھ میرے حق مین بہتر ہو وہ ظاہر کر اور بدی سے محفوظ رکھ اور توفیق خیر کی عطا کر کیونکہ مین نہین جانتا کہ میرے حق مین کیا بہتر ہے" یہ دعا پڑھ کر سو رہتا ہے اور متوقع ہوتا ہے کہ عالم خواب مین القا کے ذریعہ سے اوس امر خاص کے کرنے یا نکرنے کی ہدایت ہوجاویگی۔

(۹) صلوٰۃ التراویح۔ تراویح کی بیس رکعات ہوتے ہین جو ماہ رمضان کی ہر شب کو پڑھتے ہین۔ اسکا بیان دوسرے باب مین رمضان کے روزون کے ساتھ ہوگا

۳۔ رمضان کے تیسون روزے کا بیان۔ روزہ کی تعریف یہ ہے کہ طلوع آفتاب

ست تا غروب کھانے اور پیئے اور جماع سے پرہیز کرنا - روزے کی نیّت دل مین ضرور کرنا چاہئے کہ اے میرے خدا مین نیّت کرتا ہون کل کے روزہ کی خاص تیرے واسطے یارب بی الصوم غداً نویت نالصاً لک میرے اگلے اور پچھلے گناہون کو معاف کر - اور جب روزہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ کہتے ہین کہ اے خدا مینے تیرے واسطے روزہ رکھا تھا تجھ ہی پر میرا ایمان تھا اور تیرے ہی اوپر بھروسا تھا اور اب مین روزہ کو اس کھانے سے جو تونے دیا ہے افطار کرتا ہون - تو ہی قبول کرنے والا ہے - ماہ رمضان کے تیسون روزے فرض ہین - قرآن مین آیا ہے - اے ایمان والو تمپر روزے کا حکم ہوا ہے جیسے تم سے اگلون پر ہوا تھا - مہینہ رمضان کا جسمین نازل ہوا قرآن لوگون کی ہدایت کے واسطے اور کھلی نشانیان راہ کی اور فیصلہ - پھر جو کوئی پاوے تم مین یہ مہینہ بھر وہ روزہ رکھے (سورۂ بقر ۲ - ۱۸۳ - ۱۸۵) اِس پر اجماع کا اتفاق بھی ہے نابالغ لڑکی یا لڑکے - اور مجنون آزاد ہین مریض اور مسافر کو اختیار ہے کہ قضا کرے - اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر مین ہو تو گنتی اور دونون سے چاہئے - اللہ تمپر آسانی چاہتا ہے مشکل نہین چاہتا ہے اور اسواسطے کہ گنتی پوری کرو (بقر ۲ و ۱۸۵) اِسے قضا کرنا کہتے ہین یعنے جو روزہ جاتا رہے اوسکے عوض مین کسی اور وقت روزہ رکھنے کو قضا کا روزہ کہتے ہین -

اگر کوئی شخص کہے خدا میری فلانی مراد پوری کرے تو اوسکے نام پر روزہ رکھونگا - (یعنے نذر کا روزہ) یا اگر کوئی خطا کی ہے اور لبطور کفارہ کے روزہ اوسپر عائد ہوا ہے تو دونون صورتون مین روزہ اوسپر واجب ہو جاتا ہے - وہ لوگ اپنے دعوے کو قرآن کی اس آیت پر محمول کرتے ہین " پھر چاہئے کہ اپنا میل دور کرین اور اپنی نذرین پوری کرین - (الحج ۲۲ و ۳۰) باقی اور کل روزے نفل ہین نفل کی معزاص ۹۹ مین بتا چکے ہون عشرہ محرم کا روزہ اور ایام بیض (چاندنی کے دن) یعنے ہر قمری مہینے کی ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۱۵ کا روزہ اور پندرھوین شعبان یعنے شب برات سے دوسرے دن کا روزہ اور جو مہینہ تیس دن کا ہو تو تیسوین تاریخ کا روزہ یہ سب نفل ہین جب کسی نے روزہ نفل کی نیّت کی ہو اگر کوئی اوسکی دعوت کرے تو روزہ دار کو جائز ہے کہ روزہ توڑ ڈالے بخاری مین آیا ہے کہ عورت بغیر مرضی اپنے شوہر کے روزہ نفل نہ رکھے لیکن شوہر کو عورت کی مرضی کا اتباع لازم نہین۔

مرد عورتون پر حاکم ہین اسواسطے بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اسواسطے کہ اونھون نے اپنے مال خرچ کی (النساء ۴ و ۳۸) کہتے ہین کہ ایک روز کوئی عورت پیغمبر کے پاس آکر کہنے لگی کہ میرے خاوند نے تھپّڑ مارا ہے" نبی نے چاہا کہ شوہر کو اپنے نا ملائم فعل کی سزا دے" لیکن آسمان سے آیت مذکورہ الصدر نازل ہوئی جس سے اس امر کا تصفیہ ہوگیا کہ عورت مردون سے کمتر ہین اوسی آیت کا جزو یہ بھی ہے۔ اور جن عورتون کی بدخوئی کا تمکو ڈر ہے تو اونکو سمجھاؤ اور سونے مین اونکو جدا کرو اور اونکو مارو۔ ” شوال کے چند روزے مستحب ہین۔ کیونکہ محمد صاحب کو اطلاع دی گئی تھی کہ لوگون سے کہہ دین۔ جو کوئی روزے رمضان کے اور اگلے مہینہ مین یعنے شوال مین سات روزے رکھے گا تو گویا اوسنے تمام عمر روزے رکھے۔۔

اگر ابر کے سبب سے یا گرد غبار کے سبب سے چاند نظر نہ آوے تو کسی معتبر آدمی کی ایسی شہادت کافی ہے جو کہے کہ رمضان شروع ہوگیا۔ امام شافعی کے نزدیک دو گواہ چاہئیں لیکن حدیث ذیل اونکی راے کے مخالف وارد ہے۔ ایک عرب نبی کے پاس آیا اور کہا کہ مینے چاند دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تو ایمان رکھتا ہے کہ سوا خدا کے کوئی دوسرا معبود نہین ہے۔ اوسنے جواب دیا بے شک۔ اوسپر نبی علیہ السلام نے ہلال موذن کو بلا کر کہا ” لوگون سے کہدو کہ روزہ رکھین۔ اس سے

ثابت ہے کہ ایک نیک مسلمان کی شہادت اس معاملہ مین کافی ہے - اور جن صورتون
سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہین اگر دانت مانجتے وقت حلق مین پانی چلا جاوے
یا اگر بزدستی کھانا کھلاوے یا عمل کرایا جاوے - یا کانون مین یا سر کے زخم مین دوا
ڈالی جاوے - یا اس گمان سے کہ رات ہے اور درحقیقت دن ہو کھانا کھا لیا جاوے
یا رمضان کے روزے کی نیت درست نہ کی ہو - یا رات کا کھانا دانتون مین یا دانت
کے کسی جوف مین رہگیا ہو اور وہ ایک دانہ سے بڑا ہو - یا اگر کھانا رد ہو جاوے تو
ان سب صورتون مین روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا عائد ہوتی ہے اگر کوئی قصداً روزہ
توڑ ڈالے تو اوسکے کفارہ مین یا تو ایک غلام آزاد کرے یا اگر یہ نہو سکے تو دو ماہ متواتر
روزہ رکھنا چاہیے - اگر یہ بھی نہو تو ساٹھ ۶۰ آدمیون کی دو دو خوراک ایک دفعہ مین دیدے
یا ساٹھ ۶۰ دن تک روزانہ دو خوراکین ایک آدمی کو دیا کرے - کسی چیز کے چکھ لینے یا
سُرمہ آنکھون مین لگانے سے یا ڈاڑھی مین تیل ڈالنے سے یا دانت مانجنے سے یا
بوسہ لینے سے روزہ نہین ٹوٹتا ہے - مگر اولی یہی ہے کہ دن مین ایسا نہ کرے -
امام شافعی کے نزدیک بعد دوپہر کے ایسا کرنا نادرست ہے - امام موصوف ایک
حدیث جو طبرانی سے پہونچی ہے پڑھا کرتے تھے - نبی نے کہا جب تم روزہ رکھو تو
تو صبح فجر کو دانت مانجو کیونکہ روزہ دار کے خشک ہونٹھ انصاف کے دن اوسکے واسطے
نور ہو جاوینگے - اگر کوئی پیرانہ سالی سے طاقت روزے کی نرکھتا ہو تو صدقہ دینا چاہیے
یعنے ایک محتاج کھلاوے - اس راے کا ماخذ قرآن کی ایک آیت ہے جسپر بڑی
بحث ہے - اور وہ یہ ہے - (البقر ۲ و ۱۸۰) اور جنکو طاقت ہے روزہ رکھنے کی پھر
بھی نہین رکھتے) تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا کھانا - اس سے پایا جاتا ہے کہ ہر شخص
کو روزہ رکھنے یا نرکھنے کا اختیار ہے - اور بعض مفسر تسلیم کرتے ہین کہ پہلے یوہین

تھا بعد کو یہ حکم دوسری آیت سے منسوخ ہوگیا - پھر جو کوئی تم مین یہ مہینہ پاوے تو وہ روزہ رکھے " بعض کہتے ہین کہ حرف نفی یعنے لا کا یطیقونہ کے پہلے (یعنی طاقت سے پہلے نہین کا حرف) مقدر سمجھنا چاہیئے - اس صورت مین جو عبارت خط وحدانی کے اندر ہے نہین پڑھائی جاویگی - اور بعضے اسکی تفسیر اسطرح کرتے ہین کہ جنکو طاقت سے ہم معنی اسکے ہے جنکو اوس سے سخت تکلیف " مثلاً عمر رسیدہ اور ضعیف آدمی - یہی تفسیر بہتر معلوم ہوتی ہے اور اسی پر عملدرآمد ہے - اور جو عورتین حاملہ ہین یا جو مائین اپنے بچون کو دودھ پلاتی ہین یا بیمار ہین اور احتمال ہے کہ حالت مرض مین روزہ ضرر پہونچاویگا تو اونھین لازم ہے کہ قضا کرین - ان صورتون مین صدقہ دینا یا محتاج کو کھلانا نہین چاہیئے ابوداؤد کہتے ہین کہ نبی نے فرمایا کہ خدا نے مسافر کو اجازت دی ہے کہ نماز مین قصر اور روزہ کو قضا کرین - عورتون کو بھی قضاء روزہ کی اجازت ہے - قرآن مین بھی صاف لکھا ہے کہ جو کوئی بیمار ہو یا سفر مین ہو تو اور دنون سے گنتی چاہئے (بقرہ ۱۸۱) سال مین پانچ دن ایسے ہین کہ اون دنون مین روزہ رکھنا حرام ہے " عید الفطر اور عید الضحی اور تین روز اوسکے بعد یعنے ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذی الحجہ - اگر رمضان کے مہینہ مین کوئی شخص بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اوسپر اون ایام کا روزہ فرض ہے - جو باقی رہے ہون سحری کھانا یعنے ماہ رمضان مین طلوع آفتاب سے پہلے کچھ کھالینا سُنت ہے -

بخاری اور مسلم اور ترمذی تینون بڑے محدثون کا اتفاق ہے کہ نبی نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ اوسمین برکت ہے - کیونکہ ہمارے اور اہل کتاب (مسیحیون) کے روزہ مین سحری کا فرق ہے -

غروب آفتاب کے عین بعد جو کھانا کھاتے وقت افطار کرنا یعنے کھولنا کہتے ہین ہندوستان مین یہ دستور ہے کہ چھوارہ سے اور اگر چھوارہ میسر نہو تو تھوڑے پانی سے روزہ

کھولتے ہین - ٹرکی مین زیتون سے روزہ افطار کرنے کو بہتر جانتے ہین - مسلمانون مین روزہ صرف دن کا ہوتا ہے - امرا رات کو دن کر کے روزہ کی سختی سے محفوظ رہتے ہین بلکہ امیر لوگ اکثر روزہ رکھتے بھی نہین ہین مگر یہ فعل پوشیدہ کرتے ہین - کیونکہ عموماً تمام جہان کے مسلمان ایسے شخص سے جو رمضان کی حرمت نہین کرتا نفرت کرتے ہین -

محنت مزدوری کرنے والے آدمیونکو روزہ سخت دشوار ہے کیسے ہی محنت کا کام کرتے ہون کوئی پینے کی چیز بھی نہین پی سکتے ہین - پھر بھی عام قاعدہ یہ ہے کہ ادانی روزہ کے بڑے پابند ہوتے ہین - گرم ملکونمین روزہ کی صعوبت زیادہ ہوتی ہے - لوگون کی نگاہین آسمان پر لگی رہتی ہین کہ سورج ڈوبتے ہی روزہ کو افطار کرین -

ماہ رمضان مین سواے روزہ رکھنے کے اور رسوم بھی ہوتے ہین جنکی تفصیل بات مابعد مین ہوگی -

۴ - زکواۃ - خیرات کے واسطے دو لفظ مستعمل ہین ایک تو زکواۃ ہے جسکے معنی پاک کرنے کے ہین - اور وہ بجز خاص صورتون کے ہر مسلمان سے لیجاتی ہے - دوسرے صدقہ ہے جو عید الفطر کے روز دیا جاتا ہے - اول ہم زکواۃ کا بیان کرتے ہین - قرآن اور اجماع سے ہر مسلمان بالغ پر فرض ہے کہ بعد گذرنے ایک سال کے اپنے مال کی زکواۃ دے بشرطیکہ اوسکے حوائج کو مکتفی ہو اور صاحب نصاب ہو یعنے جسکے پاس قریب پچاس روپیہ سالانہ کے آمدنی ہو - قرآن مین لکھا ہے - کھڑی کرو نماز اور دو زکواۃ " (بقر د ۴۰) خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کہا کرتے تھے - نماز نصف راہ تک پہونچاتی ہے اور روزہ خدا کے مکان کے دروازہ تک پہونچاتا ہے - اور زکواۃ منزل مقصود تک پہونچا دیتی ہے جن تین شرطون سے زکواۃ لازم آتی ہے اسلام اور حریت اور نصاب ہے - اسکا سبب یہ ہے کہ زکواۃ عبادت کا اصل جزو ہے - اور چونکہ کافر کی عبادت مقبول نہین

ہوتی - اسواسطے اوسپر زکواۃ بھی نہین ہے - زکواۃ کیواسطے حریت بھی ضرورہے کیونکہ غلامون
کے پاس مال نہین ہوتا ہے - اور نصاب بھی شرط ہے کیونکہ نبی صلعم کا حکم یون ہے -
جو نصاب روزمرہ کے خرچ مین آتا ہے اوسپر زکواۃ نہین ہے - اسی مین وہ غلام بھی داخل
ہے جو اپنی ذات کی خدمت کے واسطے ہو اور کھانیکا اناج اور آلات اور ہتھیار اور کتابیا
اور اثاث البیت اور پہننے کے کپڑے اور سواری کا گھوڑا وغیرہ - کیونکہ ایک حدیث
کا مضمون ہے کہ نبی نے ان سب چیزون کو زکواۃ سے بری کیا ہے - دوسری حدیث
جو بخاری سے مروی ہے اوسکا یہ بیان ہے کہ جو غلام گھر کے کام مین آتے ہین اونپر
صرف صدقہ فطر دینا چاہیئے صدقہ فطر یہ ہے کہ ایک خوراک کھانا یا اوسقدر قیمت مسکین
کو دینی چاہیئے - اگر کوئی مقروض ہو تو بعد منہائی قرض کے جو مال رہے اوسپر زکواۃ عائد
ہوگی لیکن اگر وہ قرض خدا کے نام پر ہو مثلاً کوئی نذر مانی تھی یا حکم شرعی کی کوتاہی سے
کفارہ دینا ہے تو اوسے اوس مال سے جسپر زکواۃ لازم ہے نہین ملانا چاہیئے - بقدار سونے
کی جو نصاب مین داخل ہے - ۲۰ مثقال اور چاندی کے دوسو درہم ہے - (جو ۲۵ روپیہ
برابر ہے) اور چاندی اور سونا خواہ مضروب ہو یا غیر مضروب ہو چالیسوان حصہ اوسکا
زکواۃ مین دینا چاہیئے - بعضون کا سونے چاندی کا زیور اس سے مستثنیٰ ہے لیکن
امام شافعی اسکو نہین تسلیم کرتے - اور ثبوت دعوی مین حدیث ابو داؤد سے سند پکڑتے
ہین - اور وہ حدیث یہ ہے "ایک روز ایک عورت حاملہ سونے کے موٹے موٹے
کھروے پہنے ہوئے نبی کے پاس آئی - آپ نے پوچھا کہ اس زیور کی زکواۃ دیچکی ہے
یا نہین اور جواب انکاری پاکر یہ فرمایا کہ خدا کو آسان ہے کہ انصاف کے دن تجھی آگ
کے کھروے پہنادے - تب اوس عورت نے اون کھروں کو اوتار کر کہا کہ یہ خدا کے اور اوسکے
نبی کے کام کے واسطے موجود ہین " جو دولت از قسم رکاز ہو یعنے گڑی ہوئی ہو اور اوسے

سی نے پایا ہوا زمین سے اور نیز اون قیمتی فلزات سے جو کھانون سے نکلتے ہین ایک خمس دینا ضرور ہے عام اس سے کہ جس زمین سے وہ شئے برآمد ہوئی خاجی ہو - یعنی بازار کی معمولی شرح پر کرایہ لیگئی ہو - یا وہ زمین عشری ہو یعنی دسوان حصہ اوس کے پیداوار کا دیا جاتا ہو اگر دار الحرب یعنے ایسے ملک مین ملی ہو جو مسلمانون کی حکومت مین ہو تو کل پانے والے کا حق ہے بشرطیکہ وہ زمین اوسی کی ملکیت سے ہو اور اگر کسی لاوارثی زمین سے نکلے تو ایک خمس دینا لازم ہے - اور اگر روپیہ برآمد شدہ پر مسلمان کی حکومت کے دار الضرب کا نشان ہو - تو پانیوالے کو لازم ہوگا کہ اگر ہو سکے تو مالک کو تلاش کرکے وہ روپیہ اوسکے پاس پہونچا دے - اور اگر کافرون کے دار الضرب مین بنا ہو تو ایک خمس بطور زکواۃ کے دیکر باقی کو اپنے صرف مین لاوے - موتیون اور قیمتی پتھرون پر کچھ دینا نہ چاہیے - کیونکہ نبی نے فرمایا کہ پتھرون پر زکوۃ نہین ہے اور مویشی کی نسبت قواعد مفصلۂ ذیل مقرر ہین - بھیڑ اور بکری پر جبتک چالیس سے کم ہون کچھ دینا نہین چاہیے - ایک سو بیس پر ایک اور پھر دوسرے ۸۰ پر دو اور پھر ہر سیکڑہ پیچھے ایک - بھینسون پر بھی یہی حساب ہے جو بھیڑ وغیرہ کا ہے -

اور اونٹون کا حساب یہ ہے - پانچ سے ۲۴ تک ایک بھیڑ یا بکری اونٹنی چاہیے - ۲۵ سے ۳۵ تک ایک سال کا بچہ اونٹ کا جو مادہ ہو (بنت مخاض) اور ۳۶ - ۴۵ تک دو برس کی مادہ اونٹنیان (بنت لبون) ۴۶ - ۶۰ تک - ایک اونٹنی تین برس کی - (حقہ) ۶۱ - ۷۵ تک ۴ برس کی اونٹنی (جذعہ) اور ۷۶ - ۹۰ تک ۲ بنت لبون اور ۹۱ - ۱۲۰ تک دو حقے اور ۱۲۱ سے اوپر ہر چالیس پر ایک بنت لبون یا ہر پچاس پر ایک حقہ - دینا چاہیے گھوڑون پر بھی یہی حساب ہے - یا فیصدی ڈھائی گھوڑے یا اوسکی قیمت دینی چاہیے - ۳۰ گاون پر ایک برس کی ایک بچھیا تبعیہ و ۴۰ پر

دو برس کی ایک بچھیا (مسنہ) دینی چاہیئے - اور بعد اوسکے ہر دس گاؤن پر ایک بچھڑا
ہے - گدہے اور خچر اِس سے مستثنےٰ ہین کیونکہ نبی نے کہا کہ اونکی نسبت میرے پاس کوئی
حکم نہین آیا ہے،، اگر نصاب کا سرمایہ نصاب (۵۲ روپیہ) سے زیادہ ہے تو اوسپر اور
اوسکے نفع پر ہر چالیس پر ایک یا فیصدی عا؍ر کے حساب سے زکواۃ دینا فرض ہے -
حنفی چالیس کی کسر شمار نہین کرتے - لیکن شافعی کسر کو چالیس قرار دیکر پوری زکواۃ
اوسپر دیتے ہین - شہد اور میوے اور اناج وغیرہ - اگرچہ پانچ وثق (پانچ اونٹ کے بوجھ)
سے کم ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسوان حصّہ اوسمین سے دینا چاہیئے - لیکن حنبلیا
اور امام شافعی کہتے ہین کہ اگر ۵ وثق سے کم ہو تو کچھ زکواۃ نہین ہے - نبی نے کہا اگر کسی ایسے
زمین کا پیداوار ہو جو قدرتے سیراب ہو تو ایک عشر اوسمین سے دینا چاہیئے - اور جس
زمین کو مصنوعی ذریعہ سے پانی دیا جاتا ہو اوسکی پیداوار کا بیسوان حصّہ دینا چاہیئے -
چونکہ مقدار کی نسبت کچھ خبر نہین دیگئی ہے اسواسطے حنفی اوس سے سند پکڑتے ہین -
جس قسم کے لوگون کو زکواۃ دینی چاہیئے اونکا ذکر اِس آیت مین ہے - زکواۃ حق ہے
مفلسون کا اور محتاجون کا اور اِس کام پر جانے والون کا - اور جنکا دل اسلام پر
راغب ہے اور گردن چھڑائی مین اور جو تاوان بھرین - اور اللہ کی راہ مین اور راہ
کے مسافر کو (توبہ ۹ ر ۶۰) جن الفاظ پر خط کھنچا ہے وہ تفسیر حسینی کے مضمون کے مطابق
منسوخ ہوگئے ہین - اسجگہہ عرب کے سردارون کی طرف اشارہ ہے جنھین پیغمبر صاحب
نے جنگ حنین مین مغلوب کیا تھا (۸ ہجری) اِس سورہ کی ۲۵ آیت مین اِس
قسم کی طرف اشارہ ہے - تمھین خدا نے بہت سے میدانون مین اور حنین کے
دن فتح دی - ابوبکر نے یہ زکواۃ نومریدون کو دینی چھوڑ دی اور خلیفہ عمر نے ایسے لوگون
کی نسبت کہا کہ یہ زکواۃ تمھارے دلون کو اسلام کی جانب رغبت دلانے کو دیجاتی تھی اب

اسلام خوب پھیل گیا ہے اگر تم اوسے قبول کرو تو کرو ورنہ ہمارے اور تمھارے درمیان تلوار ہے کسی صحابہ نے اس قول سے انکار نہین کیا اسواسطے اس فقرہ کی منسوخی کی سند اجماع اُمّت سے ہے۔ یہ سچ ہے کہ نامناسب وسائل کو ترک ہی کرنا چاہیے لیکن جہانتک مین جانتا ہون کہ کوئی مفسر اوسے اس حکم کی تنسیخ کی دلیل نہین گردانتا ہے اوسکی منسوخیت صرف اس بنا پر ہے کہ اسلام قوی ہوگیا ہے اب ایسے مدد کی حاجت نہین ہے۔ اس تغیر کا سبب کوئی اعلے دینی خیال نہ تھا بلکہ اسکو حقیر جانکر لاپروائی سے چھوڑ دیا۔ سوا اون لوگون کے جنکا ذکر آیت مذکور الصدر مین ہوا۔ مکاتیب کو یعنے اون غلامون کو بھی زکواۃ سے مدد دینی چاہیے جو اپنی آزادی کی مشقت کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے محتاج ہین کہ جہاد پر نہین جاسکتے ہین یا حج کی استطاعت نہین رکھتے ہین اونکی مدد ضرور ہے۔

مساجد کی تعمیر کو اور تجہیز تکفین کو اور میّت کے ادائے قرضہ کو یا غلامون کو آزاد کرنے کے واسطے خریدنے کو زکواۃ ہرگز نہین دینی چاہیے۔ مان باپ اور دادی دادا اور بیٹے بیٹیون اور پوتی پوتون کو زکواۃ دینی جائز نہین۔ نہ مرد عورت کو دے نہ عورت مرد کو نہ آقا اپنے غلام کو دے۔ صاحبین کے نزدیک عورت اپنے شوہر کے حوائج مین صرف کرسکتی ہے اور وہ اس حدیث سے سند پکڑتے ہین ”ایک عورت نے نبی سے پوچھا کہ مین اپنے خاوند کو زکواۃ دیدون آپ نے کہا اچھا۔ دیدو۔ اسمین دو ثواب ہین ایک تو زکواۃ دینے کا دوسرے اپنے رشتہ والے کے ادائے حقوق کا۔ دولتمند کو اور اوسکے بیٹے اور اوسکے غلام کو زکواۃ نہین دینی چاہیے۔ اولاد ہاشم اور آل نبی کو اوسکی ممانعت ہے۔ نبی نے فرمایا کہ اے اہل بیت تمکو زکواۃ حرام ہے کیونکہ مال غنیمت کا ایک خمس جو مجھے ملتا ہے اوسمین سے ایک خمس تم پاتے ہو۔ اس سبب

بعض لوگ کہتے ہین کہ سادات کو زکواۃ دینی نہین چاہیئے لیکن وہ عذر کرتے ہین کہ ہین
مال غنیمت سے کچھ نہین ملتا ہے۔ ذمی (یعنے غیر مسلمان رعایا) کو بھی زکواۃ دینی درست
نہین ہے۔ مسلمانون کے ملکون مین زکواۃ جمع کرنے پر لوگ متعین ہوتے ہین۔
لیکن ہندوستان مین یہ کام ہر شخص کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو سمجھتا ہے کہ مجھپر
فرض ہے وہ دیوے۔ اور جہان زکواۃ کا انتظام درست نہو تو مساکین کی خبرگیری
کیواسطے کافی اعانت لازم ہے۔

صدقہ زکواۃ سے جُدا ہے مگر اوسکا بیان اسی بحث کے متعلق ہے اوسکی تفصیل
باب مابعد مین عیدالفطر کے ساتھ ہوگی۔

۵۔ حج کرنا یعنے مکہ کو جانا فرض ہے اور جو کوئی اس سے انکار کرے وہ کافر ہے۔
اور اللہ کا حق لوگون پر ہے اس گھر کا حج کرنا جو کوئی پاوے اس تک راہ (آل عمران
۹۵) ابن عباس سے مروی ہے کہ پیغمبر نے کہا کہ خدا نے حج کو فرض کیا ہے۔ اسپر
اقرع بن حابث نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر سال حج کرنا چاہیئے۔
آپ نے فرمایا کہ مین ہان کرون تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جائیگا۔ لیکن تم اسکے
متحمل نہو سکوگے اسواسطے فقط ایک دفعہ فرض ہے۔ اور اس سے زیادہ جتنی تم
ہو نفل ہے۔ جو مسلمان حر اور بالغ اور تندرست ہو اوسپر حج فرض ہے۔ بشرطیکہ
اوسکے پاس اسقدر خرچ ہو کہ اوسکو اور اوسکے لوٹنے تک اور اوسکے گھر کے خرچ کو کافی
ہو۔ اگر کوئی غلام یا لڑکا حج کرے تو غلام کو آزاد ہونے کے بعد اور لڑکے کو بالغ ہونیکے
پھر حج کرنا چاہیئے۔ جس عورت کا مسکن مکہ سے تین دن کی راہ پر ہو اور وہ حج کرنا چاہے
تو اوسے اپنے شوہر یا قریب رشتہ دار کی ہمراہی ضرور ہے۔ امام شافعی کے نزدیک
یہ ضرورت شرط معتبر نہین ہے وہ کہتے ہین کہ آیت مذکور الصدر مین کوئی ایسی قید

نہین ہے۔ مگر اونکے اِس اعتراض کا جواب جیساکہ قاعدہ ہے حدیث سے دیا ہے۔ کوئی شخص نبی پاس آکر کہنے لگا کہ میری زوجہ حج کرنے کو آمادہ ہے اور مین جنگ کے لیئے طلب کیا گیا ہون۔ آپ نے کہا کہ تو لڑائی کو مت جا۔ اپنی عورت کے ساتھ حج کو جا۔ امام ابو یوسف کے نزدیک جس شخص کے پاس حج کے اسباب مہیا ہون یعنے جسپر حج فرض ہو جاوے وہ ایک سال سے زیادہ اوسکے ادا کرنے مین توقف کرے تو گنہگار ہے۔ امام محمد اور اکثرین کے نزدیک اگر حج مین چند سال کا توقف ہو جاوے تو مضائقہ نہین ہے۔ لیکن اوس سے پیشتر اگر وفات آجاوے تو گنہگارون مین محسوب ہوگا۔ پس از روے عمل سب کا اتفاق اسپر ہے کہ توقف اچھا نہین ہے۔

حج مین تین فرض ہین پانچ واجب باقی سب سُنت اور مستحب ہین۔ فرائض حج کے یہ ہین (۱) احرام باندھنا۔ بغیر سیون کی دو چادرین ایک باندھتے ہین اور ایک اوڑھ لیتے ہین۔ (۲) عرفات پر کھڑے ہونا۔ (۳) طواف یعنے کعبہ کے گرو سات دفعہ گھومنا۔ اور واجبات حج کے یہ ہین۔ (۱) مزدلفہ مین ٹھہرنا۔ (۲) کوہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (۳) رمی الجمار یعنے کنکریان پھینکنا (۴) اگر مسافر غیر ملکی ہے تو طواف صدر کرے۔ (۵) حجامت بنوانا۔ بعد اختتام حج کے۔

حج کے اوقات معینہ پر چاہیئے "الحج اشہر معلومات حج کے کئی مہینے معلوم ہین" (بقر ۲ و ۱۹۷) اور وہ شوال اور ذیقعدہ اور پہلے دس روز ذی الحجہ کے ہین۔ حج درحقیقت ذی الحجہ مین ہوتا ہے لیکن اوسکی طیاری اور نیت دو ماہ پیشتر سے ہوتی ہے۔ عمرہ یعنی معمولی سفر سے سواے نوین ذی الحجہ کے اور چار دن اوسکے بعد کے اور جب چاہین ہو سکتا ہے۔ متعدد راہین جو مکہ کو جاتی ہین اونمین سے ہر راہ پر شہر سے ۵ یا ۶ میل کے فاصلہ پر منزل (یعنے پڑاو) ہین جنھین میقات کہتے ہین اور اون مواقیت کے نام یہ ہین۔ مدینہ کی راہ پر

ذوالحلیفہ اور عراق کی راہ پر ذات عرق - اور شام کی راہ پہ حجفہ اور نجد کی راہ پر قران اور یمن کی راہ پہ یلملم - جہان جہان کہ مسلمان رہتے ہین اون سب اطراف سے حاجی سفر کے مارے تھکے آخر الامر ان مواقیت مین سے کسی ایک پر پہونچتے ہین پھر معمولی کپڑے اوتارتے ہین اور بعد غسل کے اور دو رکعت نماز نفل کے احرام باندھتے ہین -

پوری آمادگی حج کی اوسوقت ہوتی ہے اور حاجی قبلہ رو ہو کر او نیت باندھکر کہتا ہے اے خدا مین حج کی نیت کرتا ہون - اس کام کو تو مجھپر آسان کر اور میرے حج کو قبول کر - پھر تلبیہ پڑھتا ہے تلبیہ لبیک لبیک کہنے کو کہتے ہین لبیک کے معنے ہین مین حاضر ہون تلبیہ ہر زبان مین ہو سکتا ہے اگرچہ عربی کو ترجیح ہے اور وہ اسطرح ہے -

مین یہان حاضر ہون اے خدا مین یہ حاضر ہون مین یہ حاضر ہون تیرا کوئی ساجھی نہین ہے بتحقیق تعریف اور بخشش اور ملک سب تیرا ہے - تیرا کوئی شریک نہین ہے مین یہان حاضر ہون -

جو لوگ کسی میقات پر سکونت مستقل رکھتے ہین وہ مقام حال پر جو مکہ کے قریب ہے یا خاص شہر مین احرام باندھتے ہین - اور خاص مکہ کے باشندے حرم کعبہ مین احرام باندھ سکتے ہین - حاجی کو بعد احرام باندھنے کے دنیا کے کاروبار سے پرہیز کرنا اور احکام حج مین بہمہ جہت مصروف ہونا چاہیے - شکار کھیلنے کی ممانعت ہے مگر مچھلی پکڑنے کی اجازت ہے اے ایمان والو جسوقت تم احرام مین ہو شکار نہ مارو (المائدہ ۵ و ۹۸) نبی نے بھی کہا ہے کہ جو کوئی ایسی جگہ بتادے جہان شکار ہو تو وہ ایسا ہی برا ہے جیسا کہ شکار مارنے والا برا ہے - حاجی کو کھجانا بھی نہین چاہیے تاکہ کوئی جون وغیرہ نہ مرجاوے یا بال نہ اوکھڑ جاوے - اور اگر بغیر کھجائے چین نہ پڑے تو ہاتھ کی ہتیلی سے مل ڈالنا چاہیے (۲) چہرہ اور سر کھلا رکھنا اور سر و داڑھی کے بال نہ دھونا نہ تراشنا چاہیے - اور سر

کی حجامت نکرو جب تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہونچ چکے (بقرہ ۱۹۲) جب حاجی کسی بلند مقام پر پہونچے یا نشیب مین اوترے یا کسی سے ملے یا مکہ مین یا مسجد حرام مین داخل ہو تو اوسے بار بار لبیک کہنا چاہیے جب کعبہ نظر آوے تو تکبیر او تحلیل پڑہنی چاہیے۔

محدث عطا کہتے ہین کہ جب اس مقام پر پہونچتے نبی ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے تھے۔

حرم مین داخل ہوکر حاجی لبیک او تکبیر او تحلیل اور پھر دعا پڑھتا ہے۔ پھر چار دن ماہون مین سے ایک کے مصلے پر دو رکعت نماز پڑھتے ہین اور حجر اسود (سنگ سیاہ) کے پاس پہونچکر پھر تکبیر او تحلیل پڑھتے ہین اوسکے بعد اوسے بوسہ دیتے ہین اگر کثرت ہجوم کے سبب سے پاس جاکر بوسہ دینے کا موقع نہ ملے تو ہاتھ سے یا لکڑی سے مس کرکے اوس ہاتھ کو یا لکڑی کو بوسہ دیتے ہین۔ اور اوسی وقت یہ کہتے ہین اے اللہ تجھپر بھروسا کرکے اور تیرے کلام کو حق جانکے او تیرے نبی کی سُنّت کی پیروی کرکے اسے بوسہ دیتا ہون تو میری عرض کو قبول کر او میری مشکلون کو آسان کر۔ میری عاجزی پر رحم کر اور اپنی جنت سے مجھے بخشدے۔

اسکے بعد پھر تکبیر او تحلیل اور درود اور تعریف (محمد صاحب کی تعریف اور انکے واسطے دعا) پڑھتے ہین اور پھر اسطرح نیت کرکے کہ نیت کرتا ہون طواف کی سات[1] مرتبہ ساتھ نام اللہ کے کہ قدیر اور توانا ہے سات دفعہ کعبہ کے گرد گھومتے ہین اور اس گھومنے کو طواف کہتے ہین۔ تین مرتبہ عجلت سے (جسے ترمل کہتے ہین) اور چار مرتبہ آہستگی سے حاجی دوڑتے ہین (جسے تامل کہتے ہین) جو شخص مکہ مین سکونت مستقل رکھتا ہے وہ طواف نہین کرتا ہے پھر حاجی مکہ کی دیوار سے جسے الملتزم کہتے ہین پیٹ اور سینہ

(۱) ۲۲۷ سات دفعہ گھومنے کو ایک اسبوع کہتے ہین۔

اور وہانہار خسارہ لگا کر اور آسمان کیطرف ہاتھ اوٹھا کر کہتا ہے۔ اے اللہ بیت عتیق
کے رب میری گردن کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر اور ہر بُرے کام سے محفوظ رکھ اور
اوس روزمرہ کی قوت پر جو تونے مجھے دیا ہے قناعت دے اور جو کچھ تونے دیا ہے اوس میں
برکت دے۔ پھر استغفار پڑھتا ہے مغفرت مانگتا ہون خدا سے جو نہایت بزرگ و زندہ
و قدیم ہے اور اوس سے پناہ مانگتا ہون۔ اسکے بعد مقام ابراہیم پر جاتے ہین اور دو
رکعتین جنھین سنت طواف کہتے ہین پڑھتے ہین پھر چاہ زمزم کا تھوڑا سا پانی پیتے ہین
اسکے بعد دوبارہ حجر اسود پر آکر اوسے بوسہ دیتے ہین۔ حاجی برٹن صاحب نے واسطے
طواف کا ذکر کیا ہے۔ کہ اوّل ہمنے یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ تجھپر بھروسا لاکے اور تیری
کتاب کو حق جانکے اور تیرے عہد پر یقین لاکے اور تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم (اللہ کی
رحمت اور سلامتی اونپر ہوجیو) کی سنت کی پیروی کرکے اسے بوسہ دیتا ہون۔ پھر ہم
مقام الملتزم پر پہونچے جو گوشہ حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان واقع ہے اور یہان پہونچکے پڑھا
اے اللہ جو کچھ ہمنے تیری نافرمانیان کی ہین اونھین تو معاف کر پھر دروازہ کے سامنے
یہ پڑھا۔ اے اللہ بالیقین یہ گھر تیرا ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور یہ دروازہ تیرا
دروازہ ہے اور یہ جگہ اوسکے واسطے ہے جو جہنم سے بچکر تیری پناہ لیتا ہے۔ اور جب اوس جگہ
پہونچے جسے مقام ابراہیم کہتے ہین تو یہ کہا کہ اے اللہ بیشک یہ ابراہیم کا مقام ہے
جنھون نے آگ سے بچکر تیری پناہ لی اور تیری طرف بھاگے۔ اے اللہ ہمارے بدن
کو اور خون کو اور استخوان کو (ہمیشہ کے) شعلون سے محفوظ رکھ۔ اور جب آہستگی سے
گھومکر کعبہ کے شمالی یعنی گوشہ عراقی کیجانب پہونچے تو باواز بلند کہا اے اللہ بتحقیق
شرک اور نافرمانی سے اور مکر سے اور بدزبانی اور بدگمانی سے نسبت اہل و عیال و مال
و اولاد کی محفوظ رکھ اور جب میزاب (آبچک) سے نکلے تو یہ پڑھا "اے اللہ اپنا [illegible] دیکر اس

نہوا اور ایسا یقین عطا کر کبھی دور نہوا پنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے (خدا کی رحمت اور سلامتی اونپر ہوجیو) اے اللہ جسدن کہ تیرے سایہ کے سوا ے اور کسی کا سایہ نہوگا اوسدن تو مجھے اپنا سایہ ڈال اور اے رب العزت ذوالجلال اپنے نبی محمد صلعم کے پیالے وہ مزہ دار پانی پلا کہ پھر کبھی ہمیشہ تک پیاس نہ لگے پھر گوشۂ غربی یعنے رکن شامی کیطرف متوجہ ہوکر پڑھا کہ اے اللہ یہ حج مقبول اور گناہ بخشی کا موجب ہوا اور اے رب العزت اور غفار تیری خاطر مین یہ حج تعریف کے قابل سعی اور پسندیدہ کام اور ایسی دولت ہو جو کبھی نہ تمام ہو تین مرتبہ اسے پڑھا تا آنکہ جنوبی (یعنے یمین) گوشہ پر پہونچے تو ہجوم کے ہونے سے نبی کے طریق کے موافق دہنے ہاتھ سے دیوار کو چھوا اور اونگلیونکو بوسہ دیا۔ گوشۂ جنوبی اور حجر اسود کے درمیان جہان کہ ہمارا طواف ختم ہوا ہمنے کہا کہ اے اللہ پناہ مانگتا ہون کہ کفر سے بچا اور پناہ مانگتا ہون کہ احتیاج سے اور عذاب قبر سے بچا اور زندگی اور موت کی تکلیفون سے بچا۔ اور دنیا اور عقبی کی ذلت سے تیری طرف بھاگ کر آیا ہون اور بالفعل و آیندہ کو تیری بخشش چاہتا ہون۔ اے رب تو مجھے دنیا مین اور آخرت مین سرسبز کر اور عذاب نار سے بچا (ختم ہوا برٹن صاحب کا بیان) اسکے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہین۔ صفا سے چلتے ہین اور دونون کے درمیان سات دفعہ دوڑتے ہین دوڑتے وقت شانون کو حرکت ہوتی ہے اور سر سیدھا رہتا ہے جیسے سپاہی معرکۂ جنگ مین باڑہ چلاتے ہین۔ اسکا سبب یہ ہے کہ مکہ کے کفار حضرت کے اصحاب پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ مدینہ کی آب و ہوا نے اونھین کمزور کردیا ہے۔ چنانچہ اوس الزام کی لغویت ثابت کرنے کو سپاہیانہ طریق اختیار کیا تھا اور جب ہی سے یہ طریق سنت ہوگیا ہے اور اثنا مین یہ دعا پڑھتے ہین۔ اے میرے رب بخشش اور رحم کر اور اوس گناہ سے جو تو جانتا ہے درگذر۔ بہ تحقیق تو

غیب کا جاننے والا اور صاحب بزرگی اور بخشش کا ہے۔ اے ہمارے رب دونون
جہان کی کامیابی عطا کر اور آتش دوزخ سے نجات دے۔ حجاج کو قرآن کی آیات بھی
پڑھنی چاہیئین۔ اور یہ سعی ضروری طواف کے بعد یا تو پہلے یا پچھلی طواف کے بعد
ہوتی ہے ساتوین دن امام کو مکہ مین وعظ کہنا اور حاجیون کو حج کے دستور سکھانا
ضرور ہے نوین اور گیارھوین دن پھر وعظ ہوتا ہے۔ آٹھوین روز جسے روز ترویہ
کہتے ہین حاجی منا کو جاتے ہین جو مکہ سے تین میل پر واقع ہے۔ وہان سب حاجی معمولی
نماز پڑھتے ہین اور اوس رات وہین قیام کرتے ہین۔ (۱) یہ رسم سنت ہے
نوین تاریخ صبح کو بعد نماز فجر عرفات کو جاتے ہین اور وہان پہونچکر یہ پڑھتے ہین اے اللہ مین
تیری طرف رجوع کرتا ہون۔ تجھہی پر بھروسا رکھتا ہون اور تجھہی کو چاہتا ہون۔
میرے گناہون کو معاف کر اور حج کو قبول کر رحمت فرما۔ میری ضرورت اس عرفات
مین رفع کر تو سب پر قادر ہے پھر تلبیہ اور تکبیر اور تحلیل پڑھتے ہین۔ ظہر کی نماز اختصار کے
واسطے ملاکر پڑھتے ہین۔ اور نماز پڑھکے پہاڑ پر بشرط امکان اوس جگہ کھڑے ہوتے ہین
جہان کہ پیغمبر صاحب کھڑے ہوا کرتے تھے۔ اسے وقوف کہتے ہین جو حج کا ضروری
رکن ہے۔ پھر امام خطبہ پڑھتے جسمین باقی ماندہ آداب حج کی تفصیل ہوتی ہے۔ اپنے
حاجیون کو کسطرح مزدلفہ مین قیام کرنا اور منا مین کنکریان پھینکنا اور قربانی وغیرہ چاہیئے
اسوقت سب حاجیون کو بآواز بلند برابر تلبیہ اور تکبیر پڑھنا اور زار زار رونا چاہیئے۔
پھر مزدلفہ کو جو منا اور عرفات کے درمیان واقع ہے جانا۔ اور وہان کچھ رات بسر کرکے
پھر مسجد مشعر الحرام کی زیارت کرکے منا کو روانہ ہونا چاہیئے۔ عید الضحی کی دسوین تاریخ
صبح کو پھر منا جاتے ہین وہان تین ارکان (ستون) ہین ایک جمرۃ العقبہ
جسے بالعموم شیطان الکبیر (بڑا شیطان) کہتے ہین اور ایک کو وسطی (درمیانی) استون

اور ایک کو الاؔول یہلا ستون کہتے ہین جمار یعنے سنگریزہ د ہنے ہاتھ کی انگوٹھی اور پہلی اونگلی مین پکڑکر اتنی دور پھینکتے ہین جو ۱۵ فیٹ کے فاصلہ سے کم نہین ہوتا ہے۔ اور یہ پڑھتے ہین شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے - اور اللہ دور مطلق ہے - (اور پھینکتا ہون یہ کنکریان) ازراہ عداوت شیطان کے اوسکی ذلت کے واسطے باقی چھ کنکریان بھی اسیطرح پھینکتے ہین مقصود اس سے اون شیاطین کا آزار پہونچانا ہے جو (اون لوگون کے عندیہ مین) وہان رہتے ہین ۔ کنکریان بہت چھوٹی ہوتی ہین تاکہ حاجیون کے چوٹ نہ لگے ۔ ہر کنکری پھینکنے سے پہلے تکبیر ضرور ہی پڑھتے ہین ۔ اسکو رمی الجمار یعنے کنکریان پھینکنا اور حصے الخزف بھی کہتے ہین ۔ کہتے ہین کہ یہ رسم ابراہیم کے وقت سے چلی آتی ہے اور یہ معجزہ ہے کہ سب کنکریان غائب ہوجاتی ہین ابن عباس صحابی کا قول ہے کہ جس حاجی کا حج خدا قبول کرتا ہے تو اوسکی کنکریان غائب ہوجاتی ہین ۔ مشہور محدث مجاہد کہتے ہین کہ مینے اپنی کنکریون پر نشان کردیا تھا ۔ بعد کو جب تلاش کیا تو کوئی نہین ملی ۔ پھر حاجی منا کو لوٹکر عید اضحے کی معمولی قربانی کرتے ہین ۔ باب مابعد مین اسکی تفصیل ہوگی ۔ یہی قربانی درحقیقت حج کا خاتمہ ہے ۔ اب حاجی سر منڈواتے ہین اور ناخون کٹواتے اور احرام کھولتے ہین ۔ باقی تین روز یعنے گیارہوین بارھوین اور تیرھوین ذی الحجہ کو ایام تشریق گوشت سکھانے کے دن کہتے ہین کیونکہ اسوقت مین حاجی قربانی کے گوشت سے پارچے کاٹکر اور دھوپ مین سکھاکر لوٹنے کا سامان کرتے ہین حاجی کو یہ عرصہ منا مین صرف کرنا اور ہر روز سات کنکریان تینون ستونون پر مارنی چاہئین ۔ جب یہ رسم اچھی طرح ادا ہوجاتی ہے تو حاجی مکہ کو لوٹکے طواف الوداع (رخصت کا طواف) کرتے ہین ۔ چاہ زمزم کا تھوڑا سا پانی بھی پینا پڑتا ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ جب اسمعیل پیاسے

تھے تو جبرئیل نے قدم مارا تھا جس سے وہ چشمہ نکل آیا اب وہ زمزم کے نام سے مشہور ہے
اخیر میں حجاج دروازہ کو بوسہ دیتے ہیں اور ہاتھ اوٹھا کر کعبہ کا غلاف پکڑ کے اور زار زار
رو کر نہایت عجز سے دعا مانگتا ہے اور رنجیدہ ہوتا ہے کہ ایسے عزیز مقام جیسا کہ خانہ کعبہ
سے بہت جلد جدا ہونا پڑیگا۔ اور اولٹا ہٹ کر رخصت ہوتا ہے۔ یعنے کعبہ سے ہٹتے
وقت پشت نہین کرتے اوسکی طرف کو منھ کرکے اولٹے چلتے ہین۔ اسوقت حج بالکل
تمام ہوجاتا ہے۔ عمرہ۔ یعنے چھوٹا حج سوائے آٹھوین اور نوین اور دسوین ذی الحجہ
کے جب چاہین ہوسکتا ہے۔ عمرہ کے رسوم مین حج سے جزوی فرق ہے۔ احرام باندھنا
اور اوسکے ساتھ ضروری احتیاطین سب کرنی پڑتی ہین۔ اسکے بعد معمول یہ ہے کہ
زیارت کرتے ہین یعنے روضہ پیغمبر صاحب کی زیارت کو مدینہ جاتے ہین اسی وقت
سے مسافر کو حاجی کا معزز لقب ملتا ہے۔ بعد اسکے جن لوگون مین وہ رہتا ہے ہمیشہ
کسیقدر اوسکی تعظیم کرتے ہین۔ حج اسطرح نہین ہوسکتا ہے کہ اپنے عوض مین دوسرے کو
بھیجدے اگرچہ کوئی ذی مقدرت کسی غیر مستطیع کو اسطرح بھیجدے تو کار خیر سمجھتے ہین۔ اب
ارکان دین (یعنے مذہب کے پانچون ستونون) کا بیان ختم ہوا۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے
کہ اسلام معین اور مقید القیود ہے۔ اور بہتیری باتون مین نبی کے قول و فعل کو سند گردانا
ایسا امر ہے جس سے ثابت ہے کہ اسلام کی کتنی بنیاد سنت پر ہے اور در باب اختلاف آرا
کے جو بعض جزئیات مین بڑے امامون کے درمیان ہے اس امر کا تصفیہ نہایت شعور
ہے کہ صحیح راے کس جانب ہے ایسی رائین ہمیشہ کسی حدیث پر مبنی ہوتی ہین اور حدیث
کی تحقیق دقعت غیر ممکن مخالف کہتا ہے کہ فلان حدیث ضعیف ہے۔ یہ ایسی بات ہے
جس سے فریق ثانی کو ثبوت یا عدم ثبوت مین دقت پڑتی ہے بعض اوقات مسلمانونکی
تعریف مین کہا جاتا ہے کہ وہ مولویون کے ایسے محکوم اور غلام نہین ہوتے جیسے عیسائی

پادریون کے اختیار مین ہوتے ہین لیکن دنیا مین ایسی کوئی قوم نہین جو اسقدر حدیث کی محکوم اور پابند ہو۔ (اگر کوئی ایسا محاورہ استعمال کرے) جبتک وہم کی قید ٹوٹ نہ جاوے ہرگز ترقی اور روشنضمیری کی امید نہین ہوسکتی ہے لیکن اگر یہ قید ٹوٹ جاوے تو اسلام اسلام نہ ہے کیونکہ ایمان کی یہ اصل اور جو کچھ اسپر بنا کیا گیا ہے دونون ایسے وابستہ ہین کہ ایک کا استیصال دوسرے کا انہدام ہوگا ؂

ضمیمہ باب پنجم

یہ فتوی ۱۳ فروری شنبہ کو مدراس کی تکونی جامع مسجد مین سُنایا گیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے اے علماء دین و مفتیان شرع متین آپ اِس باب مین کیا فرماتے ہین کہ ایک شخص نے قرآن کے ایک پارہ کا ترجمہ کرکے ہندوستان مین چھپوایا ہے ۔ وہ ترجمہ ناقص دوسرے عربی متن اوسکے ساتھ نہین ہے ۔ ترجمہ کو اصل کے برابر معتبر قرار دینے کیواسطے عربی نسخون کی معمولی علامات مثلاً ط ۔ اور قف ۔ اور ج ۔ لا ۔ م ۵ ۱ سب رہنے دیئے ہین ۔ پارہ کے آخر مین اوس شخص نے تشہد اور قنوت ۔ ثنا ۔ اور تعوذ ۔ اور تسمیہ ۔ اور تسبیحات ۔ اور رکوع اور سجود کا لگا دیا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اِن سب کو ہندوستانی مین پڑھنا چاہیئے ۔ اور یہ کہتا ہے کہ مینے ترجمہ مین نظم عربی نگاہ رکھا ہے ۔ اور فصاحت و طرز بیانی مین عربی کے برابر ہے ۔ اوسنے نماز کی ہدایت بھی لکھ دی ہین اور کہتا ہے کہ جو عربی نہین جانتے ہین اونھین اسکا ترجمہ پڑھنا واجب و فرض ہے ورنہ گنہگار ہین اور اونکی نماز بیکار ہے ۔ گذشتہ کی نسبت اوسکی یہ رائے ہے کہ ناواقفون کی بخشش ہوگی ۔ لیکن اِس زمانہ کے علماء جو لوگون کو عربی ترجمہ کے پڑھنے کی ہدایت نہین کرتے ہین البتہ اپنی غفلت کے مواخذہ دار ہونگے ۔ دوسرے اپنے عقائد کی تائید مین ایک حدیث صحیح نقل کرتا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ نبی نے اپنے صحابی سلمان فارسی کو نماز مین قرآن کا ترجمہ پڑھنے کی اجازت دی تھی اوسکا یہ دعوے ہے کہ چارون اامون کی بھی رائے یہی تھی ۔ خود عربی جانتا ہے ۔ لیکن نماز

ہندوستانی مین پڑھتا ہے۔ اور اورون کو ویسا ہی کرنے کی رغبت دلاتا ہے۔ ہرچند
منع کیا لیکن نہیں سُنتا اور اپنے فرقہ کو تمام ہندوستان مین پھیلانا چاہتا ہے ۔
پس ایسے شخص کی نسبت شرع شریف کا کیا حکم ہے اور جو لوگ اوسکی پیروی کرتے
ہین یا جو لوگ اوسکے عقائد کو پھیلاتے ہین یا جو شخص اوسکو دیندار اور ہدایت کرنے والا
جانتے ہین یا جو شخص ترجمہ مذکورہ کو قرآن شریف سمجھتے ہین یا جو لوگ وہ ترجمہ اپنی
اولاد کو سکھاتے ہین اونکا کیا حال ہوگا۔ اے عالمون شرع کا حکم اسباب مین بتاؤ
اور ثواب حاصل کرو۔

جواب

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ شخص مذکور کافر اور ملحد ہے اور حق سے برگشتہ
ہے اور اورونکو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اوسکا یہ دعوی ہے کہ میرے عقائد چارون اماموں
کی رائے کے مطابق ہین سراسر لغو ہے کیونکہ امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل کے
نزدیک نماز مین قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنا درست نہین عام اس سے کہ نمازی عربی جانتا ہو
یا نہ جانتا ہو مثلاً امام شافعی کے شاگرد امام نواری کا قول ہے کہ نماز مین فارسی کا استعمال
کسیطرح جائز نہین مالک کے شاگرد فقی علی کہتے ہین فارسی نماز مین حرام ہے۔ ایسکے
مطابق امام حنبل کا قول ہے کہ نماز مین قرآن کا ترجمہ پڑھنا حرام ہے۔ دوسرے خود
قرآن سے ثابت ہے کہ عربی مین پڑھنا فرض ہے۔ قرآن سے مراد عربی قرآن ہے
کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ وہ بزبان عربی نازل ہوا ہے۔ اور اس حکم سے کہ پڑھو
جتنا آسان ہو قرآن سے " فاقرؤا ما تیسر من القرآن " ثابت ہے کہ اوسکا پڑھنا
فرض ہے اور یہ قول اللہ تعالے کا " انا انزلناہ قرآناً عربیاً اور بہ تحقیق ہمنے قرآن
عربی مین نازل کیا۔ دلالت کرتا ہے کہ عربی قرآن کے استعمال سے مرادی۔ امام ابو حنیفہ

اور اونکے شاگرد صاحبین (امام محمد اور امام ابو یوسف) کی یہ راے ہے کہ اگر کوئی
قرآن کی مختصر آیت بھی پڑھ سکتا ہو تو اوسے ترجمہ کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اگر وہ صرف
عربی نہین پڑھ سکتا ہے تو اوسے کوئی ایسی آیت جیسے الحمد للہ رب العالمین
ہے بزبان یاد کرلینی چاہیئے اور جب تک کوئی آیت یاد ہو تب تک ترجمہ استعمال کرے
تنویر الابصار مین لکھا ہے کہ ایک آیت کی قرءت فرض ہے اور اوسکا حفظ کرلینا فرض عین
ہے (یعنی ہر متنفس پر لازم ہے) شرح الاظہر مین لکھا ہے اگر کوئی شخص سواے عربی
کے کسی دوسری زبان مین نماز پڑھے تو وہ مجنون ہے یا مردود۔ اور در باب قول ابو حنیفہ
کے کہ نماز ہی کو چند عرصہ تک ترجمہ کا اختیار کرنا جائز ہے خوب معلوم ہے کہ اونھون نے
بعد کو یہ راے بدل دی تھی۔ اور قول شخص مذکور کا در باب مسلمان فارسی کے نادرست
ہے۔ نہایہ (شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ بعض فارسیون نے سلمان کو لکھا اور درخواست
کی کہ ہمین فارسی مین سورۂ فاتحہ کا ترجمہ بھیجد بیجیے اونھون نے فارسیون کی درخواست
منظور کی اور وہ لوگ اوس فارسی ترجمہ کو اوسوقت تک استعمال کرتے رہے جبتک عربی
بخوبی نہین پڑھ سکتے تھے نبی نے یہ حال سنکر کچھ لحاظ نہ کیا۔ لیکن یہ روایت معتبر نہین
ہے اور اگر تسلیم بھی کرلیجاوے تو اوس سے اوسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ جبتک عربی
کے الفاظ یاد نہون تب تک ترجمہ کا پڑھنا جائز ہے کسی امام نے یہ نہین کہا کہ ترجمہ کا پڑھنا
فرض یا واجب ہے پس اگر شخص مذکور یہ کہتا ہی کہ اوسکا ترجمہ پڑھنا فرض ہے تو اوسکے
یہ معنی ہین کہ اصل عربی کا پڑھنا فرض نہین ہے بلکہ ناجائز ہے۔ اور یہ کفر ہے پس یہ
شخص کافر ہے کیونکہ تمام علما متقدمین کو جنھون نے نبی کے زمانہ سے ابتک لوگونکو عربی
نماز پڑھنے کی ہدایت کی ہے گنہگار ٹھہرانا چاہتا ہے علاوہ برین اوسے عالم فقیہون کے
قول سے انکار ہے اور اب کسی کی نصیحت نہین سنتا ہے۔ وہ اپنا ترجمہ نماز مین خود

پڑھتا ہے اور اونسے پڑھواتا ہے اوسے اسبات کا زعم ہے کہ میرا ترجمہ اصل کے برابر ہے اوسنے دعا، قنوت اور ثنا اور رکوع اور سجود کی تسبیحات کا ترجمہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ انھیں نماز مین پڑھنا چاہیئے - پس ظاہر ہے کہ وہ شخص نماز مین عربی کے رواج کو موقوف کرنا چاہتا ہے - اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ چند ہی عرصہ مین مختلف ترجمہ پھیل جاوینگے اور تورات اور انجیل کی طرح قرآن کے نسخون مین بھی تحریف ہونے لگیگی -

فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے کہ جو کوئی حرام کو حلال یا برعکس اوسکے سمجھے تو کافر ہے " اگر کوئی بغیر کسی سبب ظاہر کے ایک عالم سے بھی عداوت رکھے اوسکی دینداری مشکوک ہے " جو شخص بعد قصور کے باوجود سمجھانے کے توبہ نہ کرے وہ کافر ہے " تحقیق شرح حسینی مین لکھا ہے کہ قرآن کو فارسی مین ترجمہ کرنا اور اوسے پڑھنا حرام ہے " فتاوی مطلوب المومنین مین جو شخص قرآن کو فارسی مین لکھنے کا ارادہ کرے اوسے بتاکید منع کرنا چاہیئے " اتقان مین لکھا ہے بموجب اجماع کے قرآن کو نظم کہنا درست نہین " فتاوی تاتارخانیہ مین آیا ہے کہ عربی کو فارسی مین ترجمہ کرنا کفر ہے " پس ہماری رائے اسباب مین یہ ہے کہ ایسے شخص سے معمولی اسلام بھی ترک کرنا چاہیئے - اگر وہ فوت ہو تو مسلمانون کے قبرستان مین ہرگز دفن کرنا نہ چاہیئے - مفتاح السعادت کے مسئلہ کی روسے اوسکا نکاح باطل ہے اور اوسکی بی بیان نکاح سے باہر ہین - ایسے شخص کے کفر مین شک لانا بھی کفر ہے - چونکہ بدلائل شرعی جو یہان نقل کی گئی ہین علماء نے ایسے شخص کو کافر ٹھہرایا ہے تو اس سے ثابت ہے کہ جو لوگ اوسکے معاون ہون یا اوسکے دعوے کو حق جانین یا اوسکے عقائد کو شہرت دین یا اوسے دیندار یا عمدہ رہنما سمجھین وہ بھی کافر ہین - ایسے شخص کے پاس اپنی اولاد کو تعلیم کے واسطے بھیجنا یا اون اخبارات کو خریدنا جنمین

اوسکی رائین مشتہر ہوتی ہون یا اوسکے ترجمہ کو جاری رکھنا حرام ہے۔ فتاوی عالمگیر کے باب المرتاد مین آیا ہے کہ جو کوئی ایسے شخص کے بالفعل کافر ہونے اور عقبی مین عذاب پانے مین شک لاوے وہ کافر ہے" اللہ نے قرآن مین فرمایا ہے آپس مین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری اور مدد نہ کرو گناہ پر اور زیادتی پر اور ڈرتے رہو اللہ سے (المائدہ و ۳) دوسری جگہ خدا نے فرمایا ہے جو کوئی حکم الٰہی پر عمل نہین کرتا ہے وہ کافر ہے پس اِس سے زیادہ نافرمانی اور کیا ہے ایک شخص عربی قرآن نماز مین پڑھنا درست نہین جانتا اور ہندوستانی ترجمہ کو جو اوسنے کیا ہے فرض بتاتا ہے ہمارا کام مسلمانون کو آگاہ کرنا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اِس فتوی کو ایک عالم مولوی نے لکھا تھا اور شہر مدراس کے ۲۴ علماء کے دستخط اوسپر ثبت تھے۔

یہ فتوی جسکی صحیح نقل میرے پاس موجود ہے اِس امر کے اظہار کو نہایت کارآمد ہے کہ شرع اسلامی جن ملکون مین پائی جاتی ہے اون ملکون کے اختلاف حالات سے کیسی نامناسب ہے جو شریعت عربی زبان کو عبادت کا وسیلہ گردانتی ہے وہ عربون کے مناسب تھی۔ اور اوس سے ضمناً یہ پایا جاتا تھا کہ جس ملک مین مسلمان رہتے ہون وہ اپنے ملک کی زبان مین عبادت کرتے لیکن مین بارہا کہہ چکا ہون کہ اسلام کی بنیاد ایسے حکمون پر ہے جو بدلتے نہین ہین بلکہ اوسمین یہ گنجائش نہین کہ زمانہ و ملک کی ضرورتون کے مناسب ہو سوا اسکے اِس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایسے کل معاملات مین زمانہ کے یا ملک کی ضرورتون کا لحاظ نہین کیا جاتا ہے بلکہ (قدیم مسائل پر جو بمنزلۂ تقویم پارینہ کے ہین یا) پرانی شریعت پر جو از روے حالات دنیا اسوقت کے مناسب نہین ہے لحاظ کیا جاتا ہے۔ چارون امامون کے اقوال پر نظر کرنے اور اِس بات پر لحاظ کرنے سے کہ یہ فتوی اون امامون کی راے کے

مطابق اور اون اگلے فتوون کے مطابق ہے جو اماموں سے سند پکڑتے ہین یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج کے دن تک مجتہدین اسلام کی کسقدر توقیر ہے۔ پس یہ ظاہر ہے کہ یہ فتوی موافق شرع ہے اور جو کچھ باب اول مین اصول اسلام پر مبنی بحث کی ہے اوسکی مطابق ہے

چھٹا باب مسلمانون کے تیوہارون اور روزہ کے بیان مین

۱۔ محرم۔ محرم جو سن محمدی کے پہلے مہینہ کا نام ہے اب ماتم کی اون دنون کا نام ہوگیا ہے جو شیعہ لوگ علی کے اور اون کے دونون بیٹون حسن اور حسین کی شہادت کی یاد مین صرف کرتے ہین واقعات تاریخی شہادت کی نسبت تیسرے باب مین ذکر کرچکا ہون۔ اسواسطے اب صرف اون رسوم کے بیان کی ضرورت ہے جو محرم مین ہوتے ہین۔ یہ رسمین ہر ملک مین مختلف ہین ہندوستان کے محرم کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔

محرم سے چند روز پیشتر عاشورہ خانہ (جسکے لفظی معنے دس دن والے گھر کے ہین) طیار کیا جاتا ہے۔ اور جب ہی چاند دکھائی دیتا ہے سب لوگ عاشورہ خانون مین جمع ہوکر شربت یا مٹھائی پر حسین کے نام کی فاتحہ پڑھتے ہین اور ختم فاتحہ کا اسطرح ہوتا ہے اے خدا اسکا ثواب حسین کی روح کو پہونچے وہ شربت اور مٹھائی محتاج کو دیدیتے ہین۔ پھر وہ ایک جگہہ الاؤ کے واسطے معین کرتے ہین جسمین ہر رات آگ جلائی جاتی ہے اور سب لوگ بڈھے اور جوان اوس الاؤ کے گرد حلقہ باندھکر اور تلوارین اور لکڑیان ہاتھہ مین لیکر خوب کودتے ہین اور چلا چلا کر کہتے ہین۔ علی

سرداحسین - سرداحسین - دولہا - دولہا - دوست - دوست - سیکڑون
وغیرہ یہی الفاظ بآواز بلند کہتے ہین -
اس ملک کے بعض اضلاع مین یہ لوگ امام باڑہ (امام کا گھر) بنواتے ہین
امام باڑہ اکثر مستحکم مکان ہوتا ہے جسمین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعد کو بنانے والے کی
اور اوسکے گھر کے لوگون کی قبرین ہوتی ہین - جنوبی ہندوستان مین صرف عاشورہ خانہ
بنانے کا دستور ہے - یہ مکان یا بڑا دالان بالعموم چند روز کے واسطے عرض کے
مناسب ہوتا ہے - بعض جگہہ اوسکی دیوارون پر سیاہ کپڑا چڑھاتے ہین اور موٹے
عمدہ خط مین قرآن کی آیات لکھتے ہین - غرضکہ ایسی جگہہ کو نہایت آراستہ کرتے
ہین - ایک جانب تعزیئے اور تابوت رکھے ہوئے ہین جنھین بانسون سے بناتے
ہین اور ابرق اور پنی وغیرہ اوپر سے مڑھکر نہایت آراستہ کرتے ہین جو دیکھنے
مین بڑی چمک دمک کے ہوتے ہین - یہ تعزیئے اوس روضہ کی نقل ہین جو میدان
کربلا مین حسین کی مشہد پر بنا ہے - پیغمبر کی قبر جو مدینہ مین ہے کبھی اوسکی نقل پر بھی بنائے
ہین - ان تعزیون مین زر کثیر صرف ہوتا ہے - جب اونپر روشنی کیجاتی ہے تو عجب
بہار معلوم ہوتی ہے - تعزیون کے پیچھے متعدد چیزین ایسی بھی ہوتی ہین جنھین وہ ان
چیزون کے مشابہ سمجھتے ہین جو معرکہ کربلا مین حسین نے استعمال کی تھین - مثلاً
سنہری پگڑی - عمدہ تلوار - ڈھال - تیر کمان ممبر (پلیٹ) اسطرح رکھتے ہین کہ
بولنے والا انکی طرف رخ کر سکے - علم یعنی جھنڈے جو اکثر تانبے اور پیتل کے ہوتے
ہین اور کبھی سونے چاندی کے - دیوارون سے لگے رکھے رہتے ہین معمولی علم یہ
ہے کہ ایک پنجہ بانس کے اوپر لگا ہوتا ہے یہ پنجہ پنجتن کی علامت ہے جو نبی کے
گھرانے کے لوگ تھے اور شیعون کی خاص پہچان یہی ہے علونکی جدا جدا نام ہوتے ہین

مثلاً علی کے ہاتھ کا علم۔ فاطمہ کا علم نعل کا علم۔ جو حسین کے گھوڑے کی نعل کی علامت ہے۔ علی ہذالقیاس بہت اور نام ہین (جنکا ذکر فضول ہے) آئینون اور قندیلون اور رنگین لالٹینون سے اور بھی بہار بڑھ جاتی ہے۔ ہر شب کو ان عاشورہ خانون مین کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہین۔ وسط مین ایک چبوترہ ذرا اونچا ہوتا ہے۔ اوسپر چند مرثیہ خوان آوازہ بلا کر کوئی ایک گھنٹہ تک پڑھتے ہین لیکن سُننے والے جو زمین پر بیٹھکر خوب غور و فکر سے سُنتے ہین اونپر عجب اثر ہوتا ہے جب مرثیہ خوان فیلا وقفہ کرتا ہے تو سامعین حسین حسین کہکر چھاتیان پیٹتے ہین۔ خود بخود یا بہ تکلف روتے اور چلّاتے ہین لیکن بڑا ماتم اسکے بعد کی ایک رسم پر ہوتا ہے۔

جب مرثیہ ختم ہو چکتا ہے تو واقعہ خوان (واقعات کا پڑھنے والا) ممبر پر چڑھکر اوسکی چوٹی پر یا نیچے کے پایہ پر بیٹھتا ہے اور واقعات تاریخی سُناتا ہے اور اوسکے ساتھ عجیب روایات حدیثون سے شہید موصوف کی توصیف مین پڑھتا جاتا ہے بعض وقت وہ خود جوش مین آجاتا ہے اور سُننے والون پر ایک حالت طاری ہوتی ہے۔ ذیل کا بیان چشم دیدہ ہے جو ایک شب کسی عاشورہ خانہ مین گذرا تھا۔ پہلا واقعہ خوان فارس کا رہنے والا تھا اوسنے نہایت فصاحت سے اپنی زبان مین کچھ بیان کیا اور سُننے والے سکوت مین تھے۔ جب وہ کہہ چکا تو ایک بزرگ شخص نے خوش بیانی سے جلدی جلدی ہندوستانی مین بیان کیا پھر یکایک سینڈلون سے اوتر دستار پھینک مضطربانہ جماعت مین گھس پڑا اور بے تحاشہ چیخین مارتا تھا اور تڑپتا تھا۔ سُننے والون پر عجب حالت طاری تھی۔ عمر رسیدہ بزرگ لوگ بچّون کیطرح پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ اور اوسی کے متصل زنانخانہ سے دردناک آواز عورتون کے رونے کی آتی تھی۔ اگرچہ نظر کے سامنے نہ تھین لیکن پڑھنا

سب سن بکتی تھین۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک جماعت اوٹھی اور دو صفین باندھکر ایک دوسرے
کے مقابل کھڑی ہوئین پھر ایک لڑکے نے چند الفاظ جوش الحانی سے پڑھے۔ اور کل
جماعت نے علی۔ علی اور حسین حسین کرکے اوّل آہستگی سے حرکت کرنی شروع کی پھر
ہر شخص زور زور سے چھاتی پیٹنے لگا۔ اور آخرکار اونکا جوش وخروش اس حد کو پہونچ گیا
کہ جتنے آدمی اون صفون مین تھے دیوانون کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ بعض جگہ ایسا
دیکھنے مین آیا ہے کہ ماتم کرنے والے ایسی سخت ضربین لوہے کی زنجیرون سے لگاتے
ہین کہ چھاتیون سے خون جاری ہوجاتا ہے۔ یہان تک کہ آخرکار بیخود ہوجاتے ہین
پھر سب لوگ کسی عاشورہ خانہ کو چلے جاتے ہین اور وہان بھی یہی ہوتا ہے۔ شوقین آدمی
ہر شب کئی عاشورہ خانون مین جاتا ہے۔ دن کو بعض پرہیزگار شیعہ قرآن پڑھتے ہین
پڑھی ہوئی عورتین ان ایّام مین زنانخانون مین جاکر عورتون کو مرثیہ سناتی ہین اور گھر
کی عورتین بڑے شوق سے عشرۂ محرم مین محفلین کرتی ہین۔

محرم کے چھہ روز کوئی اور نئی بات نہین ہوتی ہے۔ ساتوین تاریخ علم قاسم
بڑے اژدحام سے نکلتا ہے۔ حسن کے بیٹے قاسم کی شادی حسین کی بیٹی کے ساتھ
موت سے عین قبل ہوئی تھی چنانچہ اوس شادی کی یادگار مین یہ علم اوٹھایا جاتا ہے۔
معمول یہ ہے کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اوسکے ہاتھہ مین یہ علم رہتا ہے اور جو
کسی پیادہ کے ہاتھ مین ہوتا ہے تو وہ مخمور کیطرح رنج کے اظہار کے واسطے گرتا پڑتا
ہے۔ اور وہ لوگ دولھا دولھا کہکر نعرے مارتے ہین۔ مشہور جگھون مین گشت کرنے
کے بعد لوگ علم کو اوس عاشورہ خانہ کو لوٹا لاتے ہین جہان سے نکالا تھا۔
چونکہ وہ علم یادگار ماتم ہے بمنزلہ شہید کے تصوّر کیا جاتا ہے۔ پھر اوسے الٹا کپڑا
ڈھانک دیتے ہین اور نعش کیطرح اوسکے ساتھہ پیش آتے ہین۔ مردہ کیطرح اوسپہ

نوحہ کرتے پھر شربت آتا ہے اور اوسپر فاتحہ پڑھی جاتی ہے اسکے بعد علم کو اوسکی جگہ پر نصب کر دیتے ہین - نیزہ یعنے برچھے کو جسکی نوک پر لیمو چھیدا ہوتا ہے اِس امر کے یاد دلانے کو کہ حسین کا سر یزید نے کاٹکر اسطرح پھرایا تھا اژدحام کے ساتھ جا بجا گشت کراتے ہین -
نعل صاحب سے مراد حسین کے تیز گھوڑے کی یاد دلانی ہے - اِس جھنڈہ پر اکثر منتین مانگتے ہین - مثلاً کوئی عورت کہے - اگر تمھارے طفیل مین میری اولاد ہو تو مین تمھارے ساتھ اوسے دوڑاونگی - اگر مراد پوری ہو جاوے اور لڑکا سات آٹھ برس کا ہو جاے تو ایک چھوٹی سی چھتری ہاتھ مین لیکر نعل صاحب کے پیچھے دوڑتا ہے - جب دو علم کسی جگہ آکر ملتے ہین تو بغلگیر ہونا کہتے ہین اوسپر فاتحہ پڑھتے ہین اور دونون اپنی راہ کو چلے جاتے ہین - بُراق بھی جسے اوس گھوڑے کی نقل سمجھتے ہین جو جبرئیل محمد صاحب کے واسطے شب معراج کو لائے تھے - باہر نکالا جاتا ہے - دسوین تاریخ سے پہلی رات جو مسلمانون کے حساب سے دسوین کہلاتی ہے (یعنی شب شہادت کو) سب تعزیے اور علم باہر نکالے جاتے ہین - اِس رات بڑی بھیڑ ہوتی - مرد اور لڑکے عجیب شکلون سے متشکل ہوکر اور طرح طرح کے بھیس بدلکر اِدھر اودھر دوڑتے پھرتے ہین دسوین تاریخ عشرہ کو الاؤن مین آگ جلاتے ہین اور ہر عاشورہ خانہ مین فاتحہ پڑھتے ہین - اسکے بعد علم اور تعزیہ کسی کشادہ میدان مین جو بمنزلہ کربلا کے ہوتا ہے دریا کے یا تالاب کے قریب لاتے ہین اور دوبارہ فاتحہ پڑھکر آرایش اور آسایش کی چیزین اوتارکر فقط تعزیون کو دریا مین ڈال دیتے ہین (۱) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرے سال کے واسطے رکھ چھوڑتے ہین - پہلی سال نہین بہاتے ہین - پانی لوگونکو اوس شدید تشنگی کی یاد دلاتا ہے جو حسین پر موت سے پہلے گذری تھی فقط علمون کو پانی مین ڈبو دیتے ہین - بُراق اور نعل صاحب کو نہین ڈبوتے

پھر خوشبوئین جلاتے اور مرثیہ پڑھتے ہین اور گھر کو لوٹ کر علمون پر اور تریاق وغیرہ پر فاتحہ دیتے ہین۔ بارھوین تاریخ تمام رات بیٹھکر قرآن و مرثیئے پڑھتے ہین اور امام حسین کی تعریف کرتے ہین ۱۳ تاریخ کو کھانا پکوا کر اور فاتحہ اوسپر دیکر محتاجون کو تقسیم کرتے ہین بعض بڑے پرہیزگار شیعہ محرم کے بعد چالیسوین دن جہلم کرتے ہین۔ بعض روایات کے مطابق اسی روز حسین کا سر او رد ھڑ جڑ گیا اوس دن کو عید سر و تن کہتے ہین۔

محرم کی رسوم مین سُنّی سوا اسکے کہ تماشائیون کے طور پر ہون اور کسیطرح نہین شریک ہوتے۔

یہ سچ ہے کہ جس جگہ حکومت قوی اور حاکم زبردست نہین ہے۔ حضرت علی کے اور اونکی اہلبیت کے حالات سنکر بڑا جوش و خروش پیدا ہوجاتا ہے جو اکثر بڑے فساد کا موجب ہوتا ہے۔ پہلے تین خلیفون کی اکثر ایسی مذمت کیجاتی ہے کہ کوئی سُنّی اوسکا متحمّل نہین ہوسکتا ہے۔ شیعہ اور سُنّیون کے درمیان بڑا تفرقہ ہے اور محرم کا ہر سال واقع ہونا اور بھی اوسکے قیام کا باعث ہے۔

لیکن دسوین تاریخ عشرہ کو سُنّت کے موافق ایک تیوہار ہوتا ہے جسے سب مانتے ہین۔ اوس دن کو نہایت مستحسن جانتے ہین کیونکہ اوس روز کہتے ہین کہ خدا نے آدم اور حوّا اور اپنے تخت اور بہشت اور دوزخ کو اور مسند عدالت اور لوح و قلم اور تقدیر اور زندگی اور موت کو پیدا کیا۔ اور کھچڑی تیار کرتے ہین۔ پھر حسین کے نام پر اور جو لوگ انکے ساتھ شہید ہوئے تھے اونکے نام کی فاتحہ پڑھکر حسب معمول محتاجون کو دیدیتے ہین۔ چند رکعات نماز نفل اور اوسکے ساتھ دعا بھی پڑھتے ہین۔ اوس روز قبرستان کو بھی جاتے ہین اور پھول اپنے دوستون کی قبرون پر چڑھاتے ہین اور فاتحہ پڑھتے ہین ہندوستان کے مسلمانون نے اپنے تیوہار دن مین بہت سی رسمیات کی نقل کرلی ہین۔ تعزیونکا

ہجوم کے ساتھ نکالنا اور پانی مین بہانا ہنود کی درگا پوجا سے بہت مشابہ ہے۔ (جنوبی ہند مین (دسوین دن یعنے) دسہرہ کو ہنود بشیو کی جورو درگا کی مورت کو گنگا مین ڈال دیتے ہین۔ جو چڑھاوے مسلمان لوگ زیارات پر مختلف اوقات مین چڑھاتے ہین مثلاً چاول صاف کیا ہوا گھی اور پھول اور مندرون کے چڑھاؤون سے ملتے ہین۔

محمدیون کا طریق عبادت ایسے ملک کے واسطے جہان کہ بت پرستی کا غلبہ تھا۔ بہت سیدھا سادہ تھا۔ جو بہ نسبت فہم اور قلب کے خواہشون اور خیالون سے زیادہ تعلق رکھتا تھا۔ اسی سبب سے مسلمانون نے اپنے تیوہارون مین نمائش اور زیبائش کی بہت سی باتین ہندوؤن سے اختیار کی ہین ایسا کرنے سے اگرچہ ہندوستان کے مسلمانون مین باطل رسوم بہت بڑھ گئی ہین لیکن اسمین شک نہین کہ اونکی مفسد طبیعت کو نرم کر دیا ہے اور اگرچہ سنی شیعہ کے ان رسوم کو بدعت سمجھتے ہین لیکن حقیر سمجھکر لاپروائی سے درگذر کرتے ہین۔ دوسرے اسکے ساتھ یہ بات بھی شاید کچھ اثر رکھتی ہے کہ برٹش گورنمنٹ انڈیا اون لوگون کو جو امن مین خلل ڈالتے ہین سزا دیتی ہے۔ پھر بھی ہندوستان کے شیعون اور سنیون مین اتنا اتفاق اور ایک کو دوسرے کا اسقدر لحاظ ہے کہ ترک کو ایرانی کے ساتھ یا ایرانی کو ترک کے ساتھ نہین۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ بعض مسلمان شاعر شیعہ اور سنی دونون مذہب رکھتے ہین مثلاً ولی نے اپنے نظم مین اول مختصر منقبت چارون خلفا کی لکھی ہے اور پھر حضرت علی کی اور اونکے بیٹون حسن حسین کی جنھین امام زمن کہتا ہے بڑی تعریف کی ہے۔ حضرت علی کی فاتحہ مین یہ دعا پڑھتے ہین "مین التجا کرتا ہون کہ خدا عنایت کرے اوس روح پاک کے طفیل سے جو کتاب آفرینش کی زیبائش اور بعد نبی کے اول خلق کے اور ستارۂ مخلوق کے اور نہایت قیمتی موتی درج خوبی کے مالک بلندی اور پستی کے۔ جو ہمیشگی کے پل پر ممتاز مقام رکھتے ہین اور محراب ایمان کے لیے اور دکان شریعت کے لیے

تخت پر بیٹھنے والے - کشتی بحر دین کے - آفتاب زمین جلال کی قوت بازو نبی کے ہین سزاوار ہیکل توحید کے تمام دینداروں کے دیندار - نور منور عجائبات الٰہی کے - باب فتح کے - امام دروازہ بہشت کے - ساقی آب کوثر کے - سزاوار تعریف محمد کے - خلاصہ آدمیون کے شیعہ پاک - سردار ایمان والون کے امام مومنون کے علی ابن ابی طالب - علی اسد اللہ الغالب - میری یہ آرزو ہے کہ خدا بطفیل اس پاک خلیفہ کے میری مراد کو جو اوس سے مانگتا ہون ازراہ عنایت کے قبول کرے حسن اور حسین کے فاتحہ مین یہ دعا پڑھتے ہین - مین التجا کرتا ہون کہ خداے کریم اس نیاز کو قبول کرے جو دو بہادر امامون کے نام پر کرتا ہون کہ شہید محبوب خدا اور بیگناہ مقتول شریرون کے ہین یعنے مبارک ابو محمد الحسن - اور ابو عبد اللہ الحسین - اور وہ جو دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور ۷۲ شہداء میدان کربلا کے نام پر کرتا ہون - قبول کرے -

۲ - **آخری چہار شنبہ** - یہ تیوہار ماہ صفر کے آخر چہار شنبہ کو ہوتا ہے اور اس امر کی یادمین کیا گیا ہے کہ اوس روز نبی کو ایسے عارضہ سے جو دوسرے مہینہ مین آپ کی وفات کا باعث ہوا کچھ تخفیف ہوئی تھی - میٹھی شیرمال پکوا کر نبی جی کے نام کی فاتحہ اون پر پڑھتے ہین - لیکن نہایت عجیب دستور سات سلامون کا پینا ہے - لیلے کا یا آم کا پتہ یا کاغذ کا پرچہ کسی ملّا کے پاس لیجاتے ہین - وہ اوس پر سات مختصر آیات قرآن کے لکھ دیتا ہے لکھانے والا اوس تحریر کو خشک ہونے سے پہلے پانی مین دھو کر سیاہی آمیز پانی کو پی لیتا ہے اسطرح عقبی کی سلامتی اور سلامتی کا یقین دلایا جاتا ہے - اور سات سلام یہ ہین (۱) سلام قولاً من رب الرحیم - سلام بولنا رب مہربان سے (۳۶ یس ۵۸) (۲) سلام علی نوح فی العالمین - سارے جہان والون مین نوح پر سلام ہے (صافات ۳۷ و ۷۷) (۳) سلام علےٰ ابراہیم - ابراہیم پر سلام ہے - (۳۷ و ۱۰۹) (۴) سلام علی موسےٰ

وہارون - موسیٰ اور ہارون پر سلام ہے - (۳۷ و ۱۲۰) (۵) سلام علی الیاس - الیاس پر سلام ہے (۳۷ و ۱۳۰) (۶) سلام طبتم فادخلوہا خالدین - سلام تمکو پہونچے - تم لوگ پاکیزہ ہو سو اسمین سدا رہنے کو بیٹھو - (۳۹ زمر و ۷۳) (۷) سلام ہے حتے مطلع الفجر - امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک (القدر ۹۷ و ۵) شیعون کے نزدیک یہ دن اچھا نہین ہے نحوس ہے وہ اوس دن کو چارشنبہ صوری یعنی قیامت کی صور پھونکے جانیکا دن کہتے ہین - برخلاف اونکے سنی اوس دن خوشیان کرتے ہین اور اوسے اچھا اور مسعود جانتے ہین -

۲ - **بارہ وفات** - یہ تیوہار ربیع الاول کی بارھوین تاریخ ہوتا ہے یہ لفظ مرکب ہے بارہ بمعنی دروازہ اور وفات بمعنی موت سے کیونکہ بہتون کو گمان ہے کہ نبی نے ایسے روز وفات پائی تھی - ایک مشہور مسلمان مورخ کہتا ہے کہ جب یہ وحشت خبر جہان مین مشہور ہوئی تو سب بدحواس ہوگئے تھے - اور سبھون نے نذر و نیاز کی اور دعائین مانگین کہ نبی کی جان کو امان پہونچے مگر بعض کہتے ہین کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ اونکی وفات ہوئی اور چونکہ تاریخ وفات مشکوک ہے اس سبب سے اکثر لوگ پہلی سے بارھوین تک ہر روز فاتحہ دیا کرتے ہین اور جو لوگ بارہ وفات کا روزہ رکھتے ہین اونکے یہان روزہ سے ایک روز پہلے شام کو صندل کی رسم ہوتی ہے اور بارہوین کو عرس کرتے ہین - (عرس مین شیرینی پریاکسی اور چیز پر پنجایت اور فاتحہ پڑھتے ہین) صندل کی رسم یہ ہے کہ صندل کی لکڑی کو گھس گر پڑے کو اوسمین تر کرتے ہین پھر ایک ہجوم کے ساتھ عیدگاہ کو یا کسی ایسی جگھ کو جہان فاتحہ دیجاتی ہے لیجاتے ہین بعد فاتحہ کے اوسے لوگون مین بانٹ دیتے ہین - مقصود اس رسم سے یہ ہے کہ تیوہارون کے دن یا کسی بزرگ کے دن شام کو اطلاع عام ہوجاوے کہ کل معمولی فاتحہ اور نذر و نیاز فلان فلان مقام پر ہوگی

بارہوین تاریخ کی صبحکو مسجدون یا گھر دن مین قرآن پڑھتے ہین - پھر کھانا پکاکر فاتحہ دیتے ہین
بعض آدمیون کے پاس قدم رسول (نبی کا پاؤن) ہوتا ہے - یہ ایک پتھر ہے جسپر قدم کا
نشان ہوتا ہے - قدم رسول متبرک چیز ہے اور جسجگہ آجکے روز اسے رکھتے ہین وہ جگہ
بڑی زیب وزینت سے آراستہ کیجاتی ہے - جب لوگ جمع ہو لیتے ہین تو چند آدمی جو اوس
کام کے واسطے مامور ہوتے ہین نبی کی ولادت اور معجزات اور وفات کا قصہ پڑھتے ہین
تھوڑا سا قرآن اور درود بھی پڑھتے ہین (ہمارے ملک مین اسے پنجایت کہتے ہین) مدراس
مین اور بعض اور اضلاع مین زیادہ رواج یہ ہے کہ اوس روز کو بمنزلۂ یوم وفات نبی کے
نہین مانتے ہین بلکہ جشن میلاد شریف (یعنے آپ کے بزرگ پیدایش کا تیوہار) کرتے
ہین - معمولی رسم اسکے بھی ویسی ہین لیکن قدم رسول کے بجائے آثار شریف دکھاتے ہین یعنے
تھوڑے سے بال ہوتے ہین جنھین درحقیقت نبی کی داڑھی اور مونچھون کے بال سمجھتے ہین یہ
کہتے ہین اون بالون کا معجزہ ہے کہ اگر ٹوٹ جاوین تو پھر بڑھ جاتے ہین اس روز ان بالونکو
گلاب مین تر کرتے ہین اور جو لوگ اوس جلسہ مین شریک ہوتے ہین اوس گلاب کو پیتے
ہین اور آنکھون کو لگاتے ہین اسمین بڑا ثواب ہے - آثار خانہ مین یعنے جس گھر مین آپ
کے بال رکھے ہوتے ہین فاتحہ اور درود وغیرہ پڑھتے ہین - اس رسم کا ماننا واجب ہے
نہ سنت صرف مستحب ہے پھر بھی بالعموم سب مانتے ہین - اتفاق سے ایسا کوئی نکلیگا
جو آثار شریف کے ازراہ اعجاز بڑھ جانے پر یقین نہ رکھتا ہو -

۴ شب برات - یہ تیوہار جسکے نام کے معنے کتابت کی رات کے ہین - ۱۴ دین
شعبان کو قرار دیگئی ہے - عرفہ اس سے ایک روز پہلے ہوتا ہے - بالعموم عرفہ کو شب برات
کہتے ہین - لیکن یہ غلط ہے - برات کے معنے کتاب اور نوشتہ کے ہین کہ اس رات

نوٹ بقرعید ہی ایک ایسا تیوہار اور ہے جسکا عرفہ ہوتا ہے -

خداے تعالے سب اعمال جو بندون سے سال آئندہ مین سرزد ہونے کو ہوتے ہین
کتاب مین درج کرتا ہے - تیرہوین تاریخ محتاجون کے واسطے کھانا پکایا جاتا ہے اور اسمین
اپنے باپ دادون اور رشتہ دارون متوفی کی روحون کے ثواب پہونچانے کو فاتحہ دیجاتی
ہے جب گھر مین سب لوگ جمع ہوتے ہین تو سورۂ فاتحہ ایک دفعہ اور سورۂ اخلاص
(۱۱۲) تین دفعہ اور آیت الکرسی ایک دفعہ اور آخر مین درود پڑھتے ہین - اسکے بعد خدا
سے دعا مانگتے ہین کہ اس کام کا ثواب اور جو کھانا محتاجون کو دیا ہے اوسکا ثواب اس
گھر کے رشتہ دارون اور دوستون کی روحون کو بطفیل پیغمبر صاحب کے پہونچے - پھر
وہ لوگ مسجد کو جاتے ہین اور بعد نماز عشا چند رکعات نفل پڑھتے ہین - پھر سورۂ یسین
تین بار پڑھتے ہین - اسکے ساتھ نیت ضرور ہے پہلی نیت یہ ہے کہ عمر دراز ہو دوسری
یہ کہ رزق کی کشائش ہو - تیسری برائی سے محفوظ رہے پھر سورۂ دخان (۴۴) اسی
نیت سے پڑھتے ہین اور جسکا جی چاہے اور کوئی سورۃ بھی پڑھے - اسکے بعد اوٹھکر
مختلف قبرستانون کو جاتے ہین - اثناء راہ مین پھول خریدتے ہین جو بعد کو قبرون پر
بکھیرتے ہین - پھر فاتحہ پڑھتے ہین - اگر فاتحہ پڑھنے والے کا کوئی رشتہ دار یا دوست
اوس قبرستان مین دفن نہین ہے تو ارواح قبور (جو لوگ وہان دفن ہین) کے نام پر فاتحہ
پڑھتے ہین جو لوگ بڑے دیندار ہین وہ تمام رات قبرستانون مین پھرتے ہین یہ رسوم فرض
سنت نہین نوافل (جمع نفل کی) ہین اور ثواب کے کام ہین اور اگرچہ بدعت ہے پھر
بھی اچھا سمجھتے ہین اسی سبب سے بدعت حسنہ کہتے ہین - چودھوین تاریخ عام خوشی کرنا
شرعاً بے اصل ہے - پندرھوین رات کو گویا مسلمانون کا گے فاکس ہے آتشبازی مین
زر کثیر صرف ہوتا ہے اور اس تیوہار مین اردو کی نسبت زیادہ چھوڑتے ہین اور فاتحہ کے ساتھ
یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے خدا یہ روشنی جو ہمنے اس مبارک رات مین کی ہے بطفیل

رسالت محمد صاحب کے مرد ون پر ہمیشہ کی روشنی کا نشان ہوا ور تو اونپر نور کا سایہ کر
اے خدا تو اونھین قبول کر اور ہمیشہ کی آسایش کا مکان نصیب کر"

۵- رمضان اور عید الفطر۔ رمضان کے روزے رکھنے بھی دین کے ارکان خمسہ سے ایک رکن ہے۔ روزہ کی بحث باب ماسبق مین بالتفصیل ہو چکی ہے۔ اسواسطے بالفعل ونھین رسوم کا ذکر کرنا ضرور ہے جو رمضان کے احکام دین سے متعلق ہین۔ آغاز اسلام سے مسلمان اس مہینے کو بڑا عزیز اور مبارک جانتے ہین کیونکہ اس مہینے مین محمد صاحب عبادت تنہائی کے واسطے سال بسال غار حرا کو جایا کرتے تھے جو مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر چھوٹی پہاڑی پر واقع ہے دوسرے سن ہجری مین یعنی ہجرت مکہ سے دوسرے برس مین یہ قرار دیا گیا کہ ماہ رمضان مین روزہ رکھنا چاہیے۔

رمضان کا مہینہ جسمین قرآن لوگونکی ہدایت کے واسطے اور راہ کی کھلی نشانیان اور فیصلہ نازل ہوا۔ پھر جو کوئی تم مین یہ مہینہ پاوے تو وہ روزہ رکھے (سورۂ بقرا ۱۸۱) اسوقت تک مسلمان دسوین محرم یعنے عاشورہ کے روز کو خاص روزہ سمجھتے تھے غالباً یہودیون کے ساتوین مہینے کی دسوین تاریخ کے روزہ سے یہ روزہ ملتا ہے" ساتوین مہینے مین بھی اور اوسکے دسوین روز کفارہ دینے کا دن ہوگا۔ تمھاری مقدس جماعت ہوگی۔ تم اوس دن آپ کو غمزدہ بناؤ" (احبار ۲۳ و ۲۷) جب محمد صاحب پہلے پہل مدینہ کو گئے تھے تو اونھین بڑی توقع تھی کہ یہودی میرے طرفدار ہونگے لیکن جب اونھون نے اسکے خلاف پایا تو جہانتک ہوسکا مذہب اسلام کو ملت یہود کے خلاف بنانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ اسی سبب سے اونھون نے قبلہ بدل دیا (صفحہ ۶۰ دیکھو) اور ہجرت مدینہ سے سال دوم مین رمضان کے روزے مقرر کیئے۔ عالم اس مہینے کی فضیلت کا یہ سبب بیان کرتے ہین کہ خدا نے اگلے نبیونکو اسی رمضان مین

صحیفے نازل کئے تھے اور اسی مہینے مین لوح محفوظ سے جو ساتوین آسمان مین ہے قرآن نازل ہو کر پہلے آسمان پر آیا اور لیلتہ القدر کو پہلے وحی محمد صاحب پر اتری تھی۔ ہمنے یہ اوتارا شب قدر مین اور تو کیا بوجھا۔ کیا ہے شب قدر شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے (سورۂ قدر ۹۷ ۱-۳) رمضان کی فضیلت مین محمد صاحب کہا کرتے تھے کہ اوس مہینے مین بہشت کے دروازے کھلجاتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہین اور شیاطین مقید ہو جاتے ہین۔ صرف وہی لوگ جو رمضان کو مانتے ہین بہشت کے دروازہ جسے ریان کہتے ہین داخل ہو سکینگے" جو روزہ رکھتے ہین اونکے سب پچھلے گناہ معاف ہو جائینگے اور یہ بات کہ دن کا روزہ مقرر کیا رات کا نہ کیا۔ اس باب مین محمد صاحب نے بیشک اس آیت کیطرف اشارہ کیا کہ اللہ تمپر آسانی چاہتا ہے اور نہین چاہتا ہے تمپر مشکل (البقر۔ ۱۸۱) رمضان کے مخصوص احکام نماز تراویح اور اعتکاف ہے۔ نماز تراویح کا ذکر قبل اس سے ہو چکا ہے (۲۰۵ صفحہ) ہر شب رمضان کو قرآن کا ایک پارہ مسجد مین پڑھتے ہین۔ اعتکاف سنت موکدہ ہے (یعنے اسکی نسبت حکم تاکیدی ہے) معتکف یعنے اعتکاف کرنیوالا وہ ہے جو مسجد کے کسی گوشہ مین جو عام عبادت کے سے علحدہ ہو عبادت کرے۔ بخاری سے روایت ہے کہ نبی صلعم رمضان کے اخیر دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے اصحاب اس طریق پر عمل کرتے رہے معمول یہ ہے کہ بیسوین اور تیسوین رمضان کے درمیان کسی تاریخ اعتکاف کرنا چاہیئے۔ اگر اوسمین کچھ نقصان واقع ہو تو دوسرے دن پھر اعتکاف چاہیئے لیکن امام محمد کا قول ہے کہ اقل میعاد اعتکاف کی ایک گھنٹہ ہے۔ بعض عالمون کے نزدیک اعتکاف فرض کفایہ ہے یعنے اگر کسی جماعت کا ایک شخص بھی اوس کام کو کرلے تو کل پر سے اوتر جاتا ہے مگر جو کوئی رمضان مین اعتکاف کا عہد کرے تو واجب ہو جاتا ہے سوا ے دس اخیر دنون رمضان کے اور وقت مین بھی اعتکاف کا اختیار

ہے لیکن اور وقت مین صرف مستحب ہے یعنے ثواب کا کام ہے سوائے شافعیون کے اور سب کے نزدیک معتکف کو روزہ رکھنا بھی چاہئیے اور اوسکی نیت بھی ضرور ہے معتکف کو حالت اعتکاف مین بجز اشد ضرورت کے اور وضو و غسل کے (کہ عبارت اوس سے شرعی طہارت ہے) مسجد سے باہر جانا ہرگز نہین چاہئے جب رات ہو تو مسجد ہی مین کھانا اور پینا اور سونا چاہئے کسی اور وقت کا کام کرنا قطعاً ناجائز ہے معاملات دین مین اور دن سے گفتگو کرنی درست ہے اور اگر معتکف کوئی کاروبار رکھتا ہو تو اسباب تجارت کی خرید و فروخت کی نسبت حکم یا احکام دیسکتا ہے لیکن تجارت کا مال لانا اوسکے سامنے کسیطرح درست نہین ہے لیکن قرآن کو ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سُن سکین بڑا ثواب ہے اس فعل سے ایسا صاحب باطن ہو جاتا ہے کہ اوسکی باتین تیز تلوار کی مانند پڑتاثیر ہوتی ہین یعنے جو کہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ دعا یا بددعا اوسکی بہت لگتی ہے۔ جب تیس دن گذر جاتے ہین تو روزے رکھنے موقوف کرتے ہین۔ روزہ کھولنے کو افطار کہتے ہین اسکے بعد جس دن کھانا کھاتے ہین اوس دن کو روزہ کھولنے کی عید کہتے ہین۔ اوس دن مسجد مین نماز پڑھنے سے پہلے صدقہ یعنی خیرات دیتے ہین۔ عید الفطر کا صدقہ صرف مسلمانون پر محدود ہے کسی اور کو نہین دیتے ہین اور اگر کوئی نماز سے پہلے صدقہ دینے مین تساہل کرے تو اوسے اتنا ثواب نہین ہوگا جتنا کہ پہلے دینے مین ہوتا اسکا سبب یہ ہے کہ اگر اول روز مین ندیا جاوے تو غریب لوگ نماز کو مسجد مین جانے سے پیشتر آسودہ نہونگے۔ صدقہ اپنی ذات کے واسطے اور اپنی نابالغ اولاد کے واسطے اور باندی غلامون کے واسطے خواہ مسلمان ہون یا کافر دیتے ہین لیکن بالغ اولاد یا جورو کے واسطے نہین چاہئے جنوبی ہند مین یہ دستور ہے کہ صدقہ مین اتنے چاول دیتے ہین کہ ایک آدمی شکم سیر ہو سکے۔ جب یہ ہو چکتا ہے تو لوگ مسجد کو تکبیر کہتے ہوئے (خدا اکبر ہے)

جاتے ہین عید کی نماز مثل نماز جمعہ ہے باستثنا اسکے کہ عید کو صرف دو رکعت پڑھتے ہین اور خطبہ جو نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے سُنّت ہے بخلاف اسکے جمعہ کا خطبہ رکعات فرض سے اوّل ہوتا ہے اور اوسکا پڑھنا فرض ہے خطبہ سُننے کے بعد لوگ اِدھر اودھر جاتے ہین ایک دوسرے سے ملتے ہین بڑی خوشیان کرتے ہین۔ معمولی صورت خطبہ عید الفطر کی جو عربی مین پڑھتے ہین یہ ہے۔

خطبہ عید الفطر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا اے رحمان و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہون پاک ہے خدا جسنے رحمت کا دروازہ روزہ دارون پر کھول دیا اور فضل و کرم سے اونھین بہشت مین داخل ہونے کا منصب عطا کیا۔ خدا سب سے بڑا ہے اور سوا اسکے اور کوئی معبود نہین۔ خدا بڑا ہے اور لایق ستایش ہے۔ وہ اپنے فضل و کرم سے روزہ رکھنے والونکو بدلہ دیتا ہے اوسنے فرمایا ہے کہ مین روزہ دارونکو عقبیٰ مین مکان اور محل اور بہتیری عمدہ نعمتین دونگا۔ خدا بڑا ہے خدا بڑا ہے پاک ہے اوسکی ذات جسنے بہ تحقیق قرآن کو رمضان مین ہمارے نبی پر نازل کیا اور جو تمام سچّے مومنون کے پاس امن دینے کے واسطے تمام ملائکہ کو بھیجتا ہے۔ خدا بڑا ہے اور تمام ستائش کے لائق ہے اس عید الفطر کے واسطے جو بڑی برکت ہے ہم اوسکی حمد و ستائش کرتے ہین اور گواہی دیتے ہین کہ اوسکے سوا اور کوئی معبود نہین۔ وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین اوسکی توحید پر جو ہم گواہی دیتے ہین وہ یہان ہماری سلامتی کا باعث ہوگی اور عقبیٰ مین بہشت مین داخل ہونے کا موجب ہوگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی رحمت اور سلامتی اور دیگر اور تمام بڑے انبیا سب اوسکے بندے ہین وہ سب جن و انس کا مالک ہے جبتک کہ دنیا قائم ہے اوسی سے رحمت و سلامتی محمد پر اور اونکے گھرانے پر نازل ہوئی ہے۔

خدا سب سے بڑا ہے اوسکے سوا اور کوئی نہین - خدا اثرا ہی خدا اثرا ہی اور اوسی کو سب
ستائش ہے - اے گروہ مومنون کے اور اے جماعت مسلمانون کی ہقتعا اے کی تیر رحمت
ہے - وہ کہتا ہے کہ یہ عید تمھارے واسطے برکت اور کافرونکو بمنزلہ لعنت کے ہے -
جبتک صدقہ نہ دوگے اپنے روزون کا ثواب نہ پاؤگے اور تمھاری نمازین آسمان پر
پہونچنے سے رک رہینگی (اِس سے مقصود وہ لوگ ہین جنھون نے صدقہ نہین دیا ہے)
اے جماعہ مومنین صدقہ تمپر واجب ہے - اناج کے چند پیالے یا اوسکی قیمت محتاج کو دو -
رمضان مین نماز تراویح پڑھنے اور خدا سے عاجزی کرنے اور اعتکاف مین بیٹھنا اور قرآن
پڑھنا تمھارا کام تھا - رمضان کے پہلے دس روزون مین احکام دین کے بجالانے
سے خدا کی رحمت ہوتی ہے اور بعد کے دس روزون مین اوسکی بخشش ہوتی ہے اور
اخیر کے دس دن اون لوگون پر جو اوسکے بجالانے والے ہین - دوزخ کے عذاب سے
بچاتے ہین - خدا نے رمضان کو برکت کا مہینہ کیا ہے کیونکہ رمضان ہی کی راتون سے
کیا ایک رات لیلۃ القدر نہین ہے جو ہزار رات سے بڑھکر ہے ؟ اوسی رات جبرئیل
اور ملائکہ آسمان سے اوترے تھے - وہ رات جو طلوع ہونے فجر تک برکت سے معمور ہے
اِس امر کا فصیح بیان کرنے والا اور واضح ثبوت کلام الٰہی ہے - پاک ہے وہ اللہ جسنے
قرآن مین فرمایا ہے کہ "یہ کلام الٰہی رمضان مین نازل ہوا" یہ ہدایت کرنے والا آدمیون
کا اور فرق کرنے والا حق و باطل کا ہے ای مومنون ایسے مہینے مین مستعد ہو اور خدا کا
حکم بجالاؤ اور روزہ رکھو - لیکن بیمار و مسافر قضا کرکے اور دنون مین اوتنے ہی روزے
رکھین اور کہو کہ خدا بڑا ہے اور اوسی کو سب تعریف ہے - خدا نے روزہ کو تمپر آسان
کیا ہے - اے مومنون قرآن شریف کی تحصیل سے خدا تمھین برکت دیگا اوسکی
ہدایت ہمارے تمھارے واسطے منفعت ہے اور حکمت سے معمور کرتی ہے - لغت اشیاء ولا

اور پاک بادشاہ اور فیاض اور مہربان اور پالنے والا اور بردبار اور رحمت والا خدا ہی ہے۔

عورتون کی جماعتین اِس عید کو جہانتک کہ اونکے امکان مین ہوتا ہے پردہ کی حالت مین خوب خوشیان کرتی ہین پردہ کی سواریون مین وہ اور دنکے یہان اور اونکے یہان ملنے کو آتی ہین۔ سب کی سب اس دن کی بڑی تعظیم کرتی ہین عمدہ عمدہ زیور اور بہاردار لباس پہنتی ہین۔ تمام زنانون سے تیوہار کے گیتون کی اور بلند نغمون کی صدائین اوٹھتی ہین۔ دوست دوستون سے ملکر خوش ہوتے ہین نوکر چاکرون کو انعام واکرام دیئے جاتے ہین۔ محتاجون کی یادگاری ہوتی ہے۔ غرضکہ عید کے اِس مُبارک دن پر ہمہ جہت خوشی کے اسباب نظر آتے ہین اور گھر کی بڑی بی بی متوسلون اور کمینون سے ڈالیان اور تحفے تحائف لیتی ہے اور عنایت ونوازش کا اظہار کرتی ہے۔ (زوجہ حسن علی کی کتاب درباب حالات مسلمانانِ ہند صفحہ ۱۹۲)

۶۔ بقرعید۔ تمام سال مین یہی ایک بڑا تیوہار ہوتا ہے۔ اسے عید قربان اور عید الضحے بھی کہتے ہین اور بالعموم عید الضحے (قربانی کا تیوہار) کہا کرتے ہین۔ ٹرکی اور مصر مین اسکو بیرام کہتے ہین۔ اصل اسکی یون ہے ہجرت سے چند مہینون کے بعد یعنے مکّہ کو چھوڑکر جب مدینہ مین محمد صاحب نے سکونت اختیار کی تو اونھون نے دیکھا کہ یہودی ساتوین مہینے کی دسوین تاریخ کفارہ کا روزہ رکھتے ہین۔ ایک حدیث کا یہ مضمون ہے کہ نبی نے اونسے پوچھا کہ یہ روزہ کیون رکھتے ہین تو اونھون نے کہا فرعون کے ہاتھون سے موسیٰ نے اور بنی اسرائیل نے خلاصی پائی تھی اس واقعہ کی یادگاری مین یہ روزہ رکھتے ہین۔ اسپر محمد صاحب نے کہا کہ اونکی بہ نسبت ہمارا حق موسیٰ پر زیادہ ہے چنانچہ آپ نے یہود کے ساتھ روزہ رکھا اور اپنے اصحاب کو بھی اوسکا حکم دیا

ایام رسالت مین یہی زمانہ تھا کہ محمد صاحب یہود مدینہ سے جو گاہ گاہ اونکی دعوت اسلام مین شریک ہوا کرتے تھے - دوستی رکھتے تھے - نبی بھی کبھی یہود کی عبادتون مین جایا کرتے تھے - اسکی قبلہ کا تغیر یروسلم یعنے بیت المقدس سے مکّہ کی جانب ہوا کیونکہ یہودی تبدیل مذہب پر ایسے آمادہ نہ تھے جیساکہ محمد صاحب اوّلاً متوقع تھے دوسرے سن ہجری مین محمد صاحب اور اونکے اصحاب پھر یہود کے روزہ مین شریک نہولے کیونکہ اسوقت مین محمد صاحب نے نیا تیوہار بقر عید کا مقرر کرلیا تھا - عرب کے بت پرست ہر سال اِن ایّام مین مکّہ کا سفر کیا کرتے تھے اور قربانی مین جانور چڑھانا اوس سفر کے اخیر رسم کا ایک جزو تھا - اوس جزو کو کہ عبارت اوس سے جانورون کی قربانی ہے محمد صاحب نے عید مین داخل کیا جو اسوقت مدینہ مین بجاے یہود کے روزہ کے قائم کی تھی اِس سے تمام مکّے والے راضی اور تمام عرب آپ کے ہواخواہ ہوگئے - محمد صاحب اسوقت تک مکّہ کا حج نہین کرسکتے تھے - کیونکہ دونون شہر والون کے باشندون مین ابتک عداوت چلی جاتی تھی لیکن دسوین ذی حجہ کو عین اوسوقت مین کہ مکّہ کے عرب ذبیحون مین مصروف تھے محمد صاحب نے مدینہ سے جہان کہ اونکا گھر تھا چلکر اور اصحاب کو جمع کرکے عید اضحے یعنی بقر عید مقرر کی - دو جوان بکریان آپکے سامنے حاضر کی گئین ایک کو آپ نے یہ کہکر ذبح کیا کہ اے رب مین اِس جانور کو اپنے تمام لوگون کے اور اون سبھون کے نام پر ذبح کرتا ہون جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دیتے ہین اور اے رب یہ محمد کے اور اوسکے گھرانے کے نام پر ہے“ -

اِس عید کے ماننے والے کو بڑا ثواب ملتا ہے - عائشہ سے روایت ہے کہ نبی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ انسان کا کوئی کام خدا کو عید الضحے کے دن خون بہانے سے زیادہ خوش نہین آتا کیونکہ بالیقین قربان کیا ہوا جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور

بال اور کھر سمیت اگر قربانی کرنے والے کے نیک اعمال کے پلہ کو بھاری کردیگا اور یقیناً اوسکا خون زمین پر گرنے سے پہلے خدا کو مقبول ہوتا ہے اس سبب سے تمھین اوس سے خوش ہونا چاہیئے۔

مسلمان کہتے ہین کہ ابراہیم نبی کو اسمعیل کی قربانی کا حکم ہوا تھا اور یہ کئی مرتبہ اونھون نے اپنے بیٹے کا گلا کاٹنے کی غیر موثر کوششین کین یعنی جب چھری چلائی چل نسکی تو اسمعیل نے باپ سے کہا "یہ محبت پدری کا تقاضا ہے کہ آپ کے ہاتھ سے چھری خطا کرجاتی ہے آنکھیں بند کرکے مجھے ذبح کرو" ابراہیم نے اس صلاح پر عمل کیا اور آنکھون پر پٹی باندھکر اور بسم اللہ کرکے جو چھری چلائی تو اونھون نے گمان کیا کہ بیٹے کا گلا کٹ گیا لیکن دیکھیئے اوسی اثنا مین جبرئیل نے لڑکے کو ہٹا کر ایک مینڈھا اوسکی جگہ دیا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کی یاد عید کو ہوتی ہے عید سے ایک دن پہلے عرفہ ہوتا ہے طرح طرح کا کھانا پکوا کر اول اوس پیر نبی کے نام کی پھر مُردون کے نام کی یاد اور جس کسی کے نام پر منظور ہو یا جس سے کچھ مراد مانگی جاے اوسکے نام پر فاتحہ دیکر وہ کھانا دوستون کو بھیجدیتے ہین۔ عید کے دن صبح کو دیندار مسلمان عیدگاہ کو اور اگر عیدگاہ نہو تو کسی نامی مسجد کو جاتے ہین اور راستہ مین تکبیر اللہ اکبر خدا بڑا ہے لا الہ الا اللہ سواے خدا کے اور کوئی بندگی کے لائق نہین واللہ اکبر خدا بڑا ہے اور للہ الحمد اور اوسیکو سب تعریف ہے۔ وضوء کے وقت نمازی کو یہ کہنا چاہیئے کہ اے خدا اس قربانی کو جو مین آج کرونگا میرے گناہون کا کفارہ کر اور میرے دین کو پاک کر اور بُرائی کو مجھ سے دُور کر' عیدگاہ یا مسجد مین جو نماز پڑھتے ہین وہ نماز جمعہ کیطرح دو رکعات فرض ہین بعدہٗ خطبہ پڑھا جاتا ہے مگر خطبہ مندرجۂ ذیل سے معلوم ہوگا کہ چار اور رکعتین پڑھنی مستحب ہین۔

خطبہ عید الضحےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - خدا ے رحمن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہون - اللہ اکبر اللہ بڑا ہے - سوا خدا کے اور کوئی معبود نہین خدا بڑا ہے اور سب تعریف کے لائق ہے - وہ پاک ہے - ذات ہین اوسکی ستائش کرنی چاہیئے - نہ اوسکا کوئی ساجھی ہے نہ کوئی اوسکے برابر ہے - سب تعریف اوسی کو ثابت ہے - پاک ذات اوسی کی ہے جسنے امیرونکو سخاوت دی ہے جو عاقلون کو قربانی مہیا کرتا ہے - وہ بڑا ہے کوئی اوسکے برابر نہین - سب ستائش اوسی کو سزاوار ہے - سنو مین شہادت دیتا ہون کہ خدا کے سوا کوئی خدا نہین وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا ساجھی نہین - اس امر کی شہادت ایسی منور ہے جیسے فجر کا مطلع اور ایسی روشن ہے جیسے عید کا متبرک روز - محمد صاحب اوسکے بندہ ہین جنھون نے اوسکا پیام پہونچایا - محمد پر اور اونکی اولاد پر اور اونکے اصحاب پر خدا کی رحمت ہوجیو - اے مسلمانون کی جماعت تم سبھون پر جو موجود ہو ہمیشہ خدا کی رحمت ہو - اے خدا کے بندو! سب سے پہلے ہمپر یہ فرض ہے کہ خدا سے ڈرین اور مہربان ہون خدا نے فرمایا ہے "مین اونکے ساتھ ہونگا جو مجھسے ڈرتے ہین اور مہربان ہین" اے خدا کے بندو جان لو کہ عید کے دن خوشی کرنی پاکون اور نیکون کی پہچان ہے - ایسون کا مرتبہ بہشت دار القرار مین بلند ہوگا - خصوصاً حشر کے دن اونھین عزت و مرتبہ حاصل ہوگا اوس روز نادانی کے کام مت کرو - یہ لہو و لعب کا وقت نہین ہے آج کے دن خدا کی تعریف (تسبیح) کرنی چاہیئے کلمہ اور تکبیر اور تحمید پڑھو - یہ بڑے تیوہار کا اور عید قربانی کا روز ہے اب تم تکبیر تشریق پڑھو خدا بڑا ہے خدا بڑا ہے - خدا کے سوا اور کوئی خدا نہین - خدا بڑا ہے - خدا بڑا ہے سب تعریف اوسی کو ثابت ہے عرفہ کی صبح سے ہر فرض رکعت کے بعد تکبیر التشریق پڑھنی

مستحب ہے - اگر کوئی عورت ہو کہ اوسکا امام مرد ہو یا کوئی مسافر ہو کہ اسکا امام مقیم ہو یعنے
سکونت مستقل رکھتا ہو تو اوسے بھی یہ تکبیر پڑھنی چاہیئے اور یوم عید کی نماز عصر تک ہر نماز
کے وقت تکبیر پڑھنی چاہیئے کیونکہ ایام التشریق ۳ دن (صفحہ ۲۳۱) چند محدثون کی
راے اس باب مین نور الہدایہ جلد ۴ ص ۱۶ مین مندرج ہے - اگر امام تکبیر پڑھنا بھولجاوے تو
تو مقتدی کو نہ چھوڑنا چاہیئے - اے ایمان والو جان لو کہ ہر عاقل جو صاحب نصاب ہے
یعنے ۵۲ روپیہ اوسکے پاس ہین اوسے قربانی کرنی چاہیئے مگر شرط یہ ہے کہ سرمایہ سواے اوسکے
سواری اور لباس اور ہتھیارون اور اثاث البیت اور غلامون کے ہر ہر شخص کو اپنے
نام کی قربانی واجب ہے لیکن اپنی اولاد کے نام پر واجب نہین ہے - ایک بکرا یا ایک مینڈھا
یا ایک گاے سات آدمی پیچھے قربان کرنی ضرور ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ قربانی کا جانور کانا
یا اندھا یا لنگڑا یا دبلا نہو - اگر تم فربہ جانور ذبح کروگے تو وہ تمہارے خوب کام آویگا اور پل صراط
سے اوتار لیجائیگا - اے مومنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح فرمایا ہے کہ قربانی کو اپنے ہاتھون
سے ذبح کرو کہ یہ سنت ابراہیم علیہ السلام کی تھی کتاب زاد التقوی مین آیا ہے کہ عید الفطر اور
عید الضحے کے دن عید کی نماز فرض کے بعد چار رکعات نفل بھی پڑھنی چاہیئے - اول رکعت مین
سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ الاعلے (سورۃ) دوسری رکعت مین سورۃ الشمس (سورۃ ۹۱) تیسری مین
سورۃ الضحے (سورہ ۹۳) چوتھی مین سورۃ اخلاص (سورہ ۱۱۲) پڑھو - اے ایمان والو اگر تم ایسا
کروگے تو خدا تمہارے پچاس برس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کریگا - ان سورتون
کے پڑھنے مین اتنا ثواب ہے جتنا کہ اون تمام کتابون کے پڑھنے مین جو خدا نے نبیون کی
نازل کی ہین - خدا کرے کہ ہم بھی اونمین شامل ہون جنھین اوسنے قبول کیا ہے جو اوسکی
شریعت پر عمل کرتے ہین جنکی آرزو آخرت کے دن برآویگی قیامت کے دن ایسے لوگون کو
کچھ اندیشہ اور انصاف کے دن امتحان کا کچھ خوف نہ ہوگا - سب کتابون سے

بہتر قرآن ہے۔ اے ایمان والو خدا ہمین او تمہین قرآن شریف کے وسیلہ سے ہمیشہ کی برکت عطا فرماوے۔ اوسکی آیتین ہماری رہنما ہون اور خدا کا ذکر جو ادسمین دانائی کے ساتھ ہے ہمکو راہ راست پر چلاوے۔ خدا سے آرزو ہے کہ سب ایمان والون کی (مرد ہون یا عورت) بخشش کرے۔ اے ایمان والو خدا سے مغفرت مانگو درحقیقت خدا غفور الرحیم بخشنے والا مہربان اور ابدی بادشاہ اور رحیم اور رحمت والا ہے۔ اے ایمان والو خطبہ تمام ہوا ہم سبھون کو آرزو ہے کہ خدا کی رحمت و سلامتی محمد مصطفےٰ پر ہے۔

پھر نمازی اپنے گھرون کو آکر قربانی کرتے ہین کیونکہ ہر مسلمان کو اِس عید کا ماننا اور ایک جانور اپنے واسطے قربان کرنا واجب ہے۔ اگر جانور کی خرید مین قرض لینے کی ضرورت ہو تو بھی اندیشہ بیجا ہے کیونکہ کسی طریق سے خدا اوسکی مدد کریگا کہ قرض ادا ہو جاوے گا اگر اونٹ ذبح کیا جاوے تو چاہیئے کہ پانچ برس سے کم کا نہو اور اگر مینڈھا یا گائے ہو تو اقل مرتبہ دوسری برس مین ہو اور اگر بکرا ہو تو چھ ۶ ماہ سے کم کا نہو۔ اِن سب جانورونمین سے کسی مین کوئی عیب یا نقصان کسی قسم کا نہو۔ یہ سنت ہے کہ گھر کا بڑا اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر کسی سبب سے متعذر ہو تو قصاب سے ذبح کرالے لیکن اوس حالت مین بھی اتنا ضرور ہے کہ جب قصاب ذبح کرتا ہو تو اوسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ لے اگر اونٹ قربان کیا جاوے تو اوسکا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے۔ جانور کی اگلی ٹانگین باندھکر ذبح کرنے والے کو اوسکے دہنی جانب کھڑا ہونا اور ایسے زور سے اوسکے گلے پر چھری پھیرنی چاہیئے کہ جانور فوراً گر پڑے۔ اور کسی طرح ذبح کرنا درست نہین۔ اور جانورونکو کو بھی اسی طریق پر ذبح کرنا چاہیئے اور ذبح کرنے سے عین قبل قرآن کی یہ آیت پڑھے۔ تو کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور مجھکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے حکم بردار ہون (سورۂ انعام ۶۔ ۱۶۳)

ذبح کرنے والا اوس آیت کے ساتھ آتنا اور کہتا ہے اللہم منک والیک بسم اللہ اللہ اکبر
اے میرے اللہ تجھ ہی سے اور تیری طرف سے ہے۔ خدا کے نام پر یہ کرتا ہون خدا سب
سے بڑا ہے اور جب ذبح کر چکتا ہے تو کہتا ہے اللہم تقبل منی اے میرے اللہ تو اسے
میری طرف سے قبول کر" اول اوس سے گھر کے واسطے کھانا طیار کیا جاتا ہے بعد دسکے
قربون اور پڑوسیون محتاجون کو کچھ تقسیم کیا جاتا ہے۔

ہر شخص پیچھے ایک جانور کی قربانی بڑا ثواب ہے لیکن چونکہ اسمین بڑا صرف پڑتا ہے
اور ہر کوئی اسکا متحمل نہین ہوسکتا اسواسطے سب گھر کے واسطے ایک ہی جانور ذبح کرنا
جائز ہے۔ حالت مجبوری مین بہت سے لوگ شریک ہو کر سب کے واسطے ایک جانور
کی قربانی کرین تو جائز ہے لیکن کل شریکون کی تعداد ۷ سے ہرگز متجاوز نہونی چاہیئے۔
اور بعض روایات کے مطابق سات سے زیادہ شریک نہونی چاہئین۔ اِس عید کو
سب مسلمان جہان کہین ہون ضرور ہی مانتے ہین۔ بقرعید اور عید الفطر دونون کو عیدین
(مسلمانون کے دو بڑے تیوہار) کہتے ہین۔ جس ملک مین مسلمان عیدین کو نہین مان سکتے
وہ ملک فی الفور دار الحرب (لڑائی کا گھر) ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہوتا ہی کہ اوس
ملک کے کافر حکام پر جہاد کرین۔ مسلمانون کے خاص تیوہار یہی ہین مگر بعض رسوم جو ہنود
سے آئی ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بزرگون کے مزارونکو
دُور دُور سے جاتے ہین اور میلہ وغیرہ اونکے نام پر کرتے ہین سنیون مین فی الحقیقت
صرف دو تیوہار ہین بقرعید اور عید الفطر۔ لیکن اب بہت سی اور بھی ہونے لگی ہین جنمین
سے بعض کی تفصیل مین کر چکا ہون اب صرف اون چند تیوہارونکا نام بتاؤنگا جو ہندوستان
سے مخصوص ہین۔ پیر کا لقب جو بزرگ و دیندار مسلمان کو دیا جاتا ہے ہم معنی ہنود کے
گرو کے ہے جو کوئی دیندار رہنا چاہتا ہے تو کسی پیر ہادی طریقت کو اختیار کرتا ہے۔

ولی شاعر کہتا ہے سایہ کے مانند اپنے پیر کے نقش قدم پر چل وفات کے بعد پیرون کو
ولی کہتے ہین - پیرون کے حین حیات مین اکثر لوگ اونکے پاس تعویذ گنڈون کے واسطے
اور دعا کرانے کو جایا کرتے ہین ولی کے قبرستان کو درگاہ اور مزار (زیارت کی جگہہ) اور
روضہ (باغ) کہتے ہین جن لوگون کا یہ پیشیہ ہے کہ قبرون پر قرآن اور نمازین پڑھا کرتے
ہین اونھین روضہ خوان کہتے ہین - یہ دستور ہو گیا ہے کہ لوگ مزارون پر بکثرت
جاتے ہین اور پھول اور مٹھائی اور کھانا فاتحہ دیکر چڑھاتے ہین معمول یہ ہے کہ فاتحہ
ولی کے واسطے اوسکے نام پر ہوتی ہے - یہ نہین ہے کہ اوسی کی ذات خاص کو ہوتی ہون
ایسی زیارتون کی تعمیر کو زمین دینا اور جاگیر عنایت کرنا بڑے ثواب کا کام ہے - بہت سے
پیرون کا ذکر جو انکے بارہ ماسے ہین اور افسوس کی آرایش محفل مین آیا ہے ذیل کے
انتخاب سے رسوم مروجہ کا حال معلوم ہوگا -

اسمدار کا میلہ - کہتے ہین کہ بدر الدین قطب المدار امام حسین کی اولاد سے تھے
مقام حلب واقع ایشیای کوچک مین قریب ۱۰۵۰ء کے پیدا ہوئے اور محمد سے اجازت
پاکر حبس دم کرنے لگے اسی سبب سے اونکی عمر زیادہ ہوئی کہتے ہین کہ اونکے ۱۴۴۲
بیٹے تھے اور تین سو برس سے اونچی ہوکر وفات پائی - مگر جو لوگ معقول پسند ہین وہ
کہتے ہین کہ بیٹون سے مراد مرید ہین جو از راہ ارادت بمنزلہ بیٹون کے تھے - عمر کی درازی
کا سبب اسطرح بتاتے ہین کہ چونکہ ہر آدمی کو دم لینا پڑتا ہے جو کوئی دیر مین دم لیتا ہے
اوسکی عمر زیادہ ہو جاتی ہے - مدتون جیتا ہے - جوان موصوف میلہ کے ذکر مین لکھتا ہے
کہ مدار کی قبر مکن پور مین کانپور سے قریب ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے - جمادی الاول کی
سترھوین کو گاؤن مین بڑا میلہ لگتا ہے اور خوب روشنی ہوتی ہے - آگ جلاتے ہین
اور اوسکے آس پاس فقیر ناچتے ہین اور دم مدار دم مدار کہہ کہہ کر خوب اوچھلتے اور

کو دستے ہین۔ فقیرون کا ایک گروہ یعنے مدار شاہ کو اپنا پیر جانتے ہین۔ دور دراز مقامات مین جہان جہان کہ شاہ مدار کو مانتے ہین اونکے نام کا علم نکالتے ہین اور سادر رسوم جو ان روز دن مین مروّج ہین کیا کرتے ہین راتون کو لوگ اونکے نام پر جاگتے ہین۔

۲۔ معین الدین چشتی کا میلہ (۱) اس بزرگوار کی قبر اجمیر مین ہے۔ یہ سید تھے حسین ابن علی کی اولاد سے جو سجستان مین قریب ۵۳۷ ہجری کے پیدا ہوئے تھے جب پندرہ برس کو پہونچے تو اونکے باپ نے قضا کی۔ چندہی مدت بعد اسکے ایک مشہور درویش ابراہیم قندوزی کے مرید ہوکر طریقت کی جستجو کرنے لگے یعنے معرفت الٰہی کے پوشیدہ طریق کو ڈھونڈھنے لگے ۲۰ برس کے سن مین عبدالقادر جیلانی سے مرید ہدایت پائی۔ جب شہاب الدین غوری نے ہندوستان کو فتح کرلیا تو اوسکے بعد معین الدین نے اجمیر مین گوشہ نشینی اختیار کی اور ۶۳۶ہ ہجری مین بحالت تقدس وہان ہی قضا کی۔ دور دور سے لوگ اونکے مزار پر جاتے ہین۔ شہنشاہ و رعایا خاص و عام سب بایکدیگر ان بزرگوار کی تعظیم مین سبقت لیجانا چاہتے ہین۔ اکبر نے بھی حالانکہ سنیون کے نزدیک بیدین تھا اس بزرگ کی زیارت کو گیا تھا اور منت مانی تھی کہ میرے لڑکا ہو اور وہ معمر ہو۔ ہندو بھی اس زیارت کو آتے ہین اونمین امیر لوگ اکثر چڑھاوے چڑھاتے ہین۔

۳۔ سالار مسعود غازی۔ اس بزرگوار کی قومیت تحقیق نہین ہے بعض کہتے ہین کہ حسینی سید تھے اور بعض کہتے ہین کہ پٹھان تھے مگر شہادت پائی تھی اونکی زیارت ملک اودھ مین ہے۔ افسوس نے وہان کی زیارت کرنے والونکا حال اسطرح بیان کیا ہے۔ سال مین ایک مرتبہ تمام اضلاع سے لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین سرخ جھنڈے ہوتے ہین اور ہزارون ڈھولک پر تھاپ پڑتی ہے جیٹھ (مئی جون) کے

پہلے اتوار کو عرس ہوتا ہے۔ لوگون کے اعتقاد مین یہ اونکی شادی کا دن تھا اور کہتے
ہین کہ جب شہید ہوئے تھے شادی کا لباس پہنے تھے اسی اعتقاد سے ایک رنگنگر
ساکن ردولی نے چارپائی اور پیڑھی اور اور لوازم شادی کے ایک مرتبہ اس مزار پر عرس
کے دن بھیجے تھے چنانچہ اوسکی اولاد مین ابتک یہی دستور چلا جاتا ہے۔ عوام الناس گرد و نواح
زیارت کے درختون مین رسئے ڈالکر بعضے سیدھے اور بعضے اوندھے لٹکتے ہین اور طرح طرح
کے روپ بناتے ہین اس اُمید پر کہ مراد پوری ہوگی ہندو اس بزرگ کی بڑی تعظیم کرتے
ہین اور مسلمان اس سبب سے مقدس جانتے ہین کہ اونھون نے بُت پرست ہنود کو
قتل کیا تھا اور اسی سبب سے غازی (جنگ کرنے والا) کا خطاب پایا تھا۔ ہندو
سمجھتے ہین کہ یہ بھی خدا کی قدرت تھی کہ اونھون نے ایسی شجاعت کے کام کیے۔

۴۔ بیر یعنی خواجہ خضر کا میلہ۔ مسٹر جی ڈی ٹامسی نے لکھا ہے کہ خواجہ خضر ایسے
شخص ہین کہ آنکی نسبت لوگون مین راے کا اختلاف ہے بہتیرے اونھین ہارون کا
پوتا فنیاس قرار دیتے ہین اور بعض کے نزدیک الیاس نبی کو خضر کہتے ہین اور بہتیرے
سمجھتے ہین کہ جارج ولی کا نام خضر ہے۔ بعض ان آرا مختلفہ کے متفق کرنے کو کہتے ہین کہ
ایک ہی روح نے تینون مین حلول کیا تھا۔ بہرنہج مسلمانون کے نزدیک خضر وہ شخص
ہین جنھون نے آبحیات کا چشمہ پایا تھا اور وہی اوسکے محافظ ہین لوگ اونھین بڑا بحر اور
سمندرون کا نگہبان جانتے ہین پس ان خوبیون کے سبب سے اونکے نام کا ایک
میلہ ہوتا ہے۔ جوآن نے اسطرح بیان کیا ہے کہ جن لوگون کی مرادین پوری ہوتی
ہین وہ بھادون (اگست و ستمبر) کے مہینے مین خواجہ خضر کے نام کی ناؤ چھوڑتے ہین اور
اپنی وسعت کے موافق دودھ اور دلیا چڑھاتے ہین۔ اس مہینے کی ہر جمعہ کو اور
بعض مقامات مین ہر جمعرات کو پوجاری بطیر اطیار کرکے رات کو دریا کے کنارہ پر لیجاتے ہین

اور بہت رسوم ہوتی ہین - چھوٹے بڑے سب چراغ اور مشعلین روشن کر کے اپنی اپنی
نذرین چڑھاتے ہین اور کچھ پیرنے والے ملکر بڑی کو دریا کے بیچ لیجاتے ہین اور کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ چند چھوٹے چھوٹے بڑی چکنی مٹی کے بناکر دریا مین ڈالتے ہین اور چونکہ
ہر بیڑہ پر چراغ روشن ہوتا ہے اسواسطے اون سب کے دیکھنے سے عجب کیفیت پیدا
ہوتی ہے - کہتے ہین کہ جزائر مالدیو کے مسلمان ہر سال ایک ناؤ بناکر اور اوسمین مصالحہ
اور لوبان اور خوشبودار پھول بھر کر سمندر کے مالک کے نام پر کہ مراد اوس سے بالیقین
خضر ہین سمندر مین چھوڑ دیتے ہین - ہوا جہان چاہتی ہے اوڑا لیجاتی ہے اور جو فاتحہ
خضر کے علم پر پڑھتے ہین اوسکا مطلب یہ ہے کہ خواجہ خضر یعنے بڑے نبی الیاس کے طفیل
سے صفائی قلب اور برکت کے واسطے اوس سے دعا کرتا ہون جو سب آدمیون کی
مرادین سنتا ہے اور تمام برائیون سے بچاتا ہے ؞

۵ - پیر دستگیر صاحب کی نیاز - یہ نیاز ربیع الثانی کی گیارہوین کو ہوتی
ہے سنی ان بزرگ کی بڑی تعظیم کرتے ہین - اونکے نام ننانوے سے کم نہین ہین
بغداد مین ان بزرگ کی قبر ہے - ربیع الثانی کی دسوین تاریخ ایک رسم جسے صندل کہتے
ہین ہوا کرتی ہے اور دوسرے روز یعنے گیارہوین کو عرس ہوتا ہے عرس کے دن
مولود (چند حالات متعلق ولادت) اور قصیدے اور درود اور فاتحہ اونکے نام پر پڑھتے
ہین اور منتین مانگتے ہین اور جب کوئی خاص وبا پھیلتی ہے جیسے ہیضہ وغیرہ اونکے
نام کا علم نکالتے ہین اور کھانے کی قسم سے چڑھاوے چڑھاتے ہین کھانے پر فاتحہ
دیجاتی ہین - کہتے ہین کہ پیر صاحب اپنے مریدون کو خواب مین نظر آتے ہین اور
ہدایتین دیا کرتے ہین - جعفر شریف قانون اسلام کا مؤلف اپنا ذاتی تجربہ اس باب
مین اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب کبھی حاجت کے وقت میرے دل پر کچھ تکلیف

ہوتی تو مین پیر صاحب کی نتاوی نام پڑھکر خدا تعالے سے یہ التجا کرتا کہ پیر صاحب کے طفیل سے اور اپنی رحمت سے میری حاجت برلا۔ تو غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ خواب مین ظاہر ہوکر میری تکلیفین دور کرتے اور رہنمائی فرماتے۔ سید احمد کبیر جو رفاعی درویشون کے بانی ہین اس بزرگ کی برادرزادہ تھے۔

۶- قادر ولی صاحب کی نیاز۔ جنوبی ہندوستان کے لوگ انھین بڑا بزرگ جانتے ہین۔ جمادی الثانی کی دسوین تاریخ انکا عرس ہوتا ہے۔ ناگ پٹن سے ۴ میل شمال کو ایک قصبہ ناگور واقع ہے وہان اس بزرگ کا مزار ہے صندل کی رسم اور رسوم وہی ہین جو اوپر مذکور ہوئین ملاح اور ناخدا انھین اپنا مربی جانتے ہین۔ مصیبت کے وقت اسطرح منت مانگتے ہین کہ اگر بخیر کنارہ پر پہونچ جاوین تو قادر ولی کے نام پر فاتحہ پڑھین گے عوام الناس کو ان بزرگ کی کرامتون پر بڑا اعتقاد ہے چنانچہ قصۂ ذیل اونکی نسبت لوگ اکثر بیان کرتے ہین کسی جہاز مین ایسا سوراخ ہوگیا کہ قریب تھا کہ ڈوب جاوے۔ ناخدا نے منت مانی کہ اے قادر ولی اگر یہ سوراخ بند ہوجاوے تو مین اس کل جہاز کی قیمت آپ کے نام پر خیرات کرونگا۔ اتفاق سے اوسوقت پیر صاحب حجامت بنوا رہے تھے لیکن از راہ کرامت اس بات سے آگاہ ہوکر ناخدا معرض خطر مین ہے ایک آئینہ جو اوسوقت اونکے ہاتھ مین تھا ایسا پھینکا کہ اوس جہاز کے نیچے سوراخ پر جاکے چپٹ لگا جس سے وہ جہاز ڈوبنے سے بچا اور بخیریت کنارہ پر پہونچا۔ غرضکہ اوس ناخدا نے مناسب وقت پر وہ منت ادا کی اور جب بزرگ موصوف نے اوس ناخدا سے کہا کہ آئینہ حجام کو لوٹا دینا چاہیے تو اوسنے متعجب ہوکر کہا کہ مین نہین جانتا کہ وہ کیسا آئینہ ہے۔ تو اون بزرگ نے کہا کہ جہاز کے سوراخ پر جاکر دیکھو۔ چنانچہ ناخدا نے ویسا ہی کیا اور اوسوقت جانا کہ اسطرح

اوسکا جہاز بزرگ موصوف کی مدد سے بچا - اِس سے ظاہر ہے کہ ہنود کی باتین کسطرح
اسلام مین پہونچین اور نیز کہ ہنوز بھی اِن بزرگون کی بڑی تعظیم کرتے ہین -
کہتے ہین کہ قادر ولی ایک فقیر تھا جسے ہندو اور مسلمان دونون اپنا پیر گردانتے ہین
اِس سے پایا جاتا ہے کہ اوسکی باتین دونون کے مناسب ہوتی تھین بعد وفات کے
ایک چھوٹی سی مسجد اوسکے مزار کے قریب بنا گئی رفتہ رفتہ اوس ولی کی شہرت بڑھ گئی اور
ایک ہندو راجہ نے یہ منت مانگی کہ اگر میرے بیٹا پیدا ہو تو مسجد کو بڑھا کر خوب آراستہ کرونگا
اوسکی مراد پوری ہوئی اور وہ خوشنما عمارت جو بالفعل ہے اوسے ہندو راجہ نے بنوائی ہے
اور اب یہ مزار ایسا مشہور ہوگیا ہے کہ وہانکے مسلمان کہا کرتے ہین کہ مکّہ کے بعد اسکا نمبر
ہے اور جس سبب سے کہ مدت گذری ہندو راجہ نے چڑھاوا چڑھایا تھا اوسی سبب سے
اب بھی بہتیرے لوگ منتین مانگتے ہین جمعرات کی شام کو جو مسلمانون کے سبت کا شروع
ہے ہنود کی عورات اوس مزار پر بکثرت جاتی ہین جس روز سالانہ تیوہار ختم ہوتا ہے اوس
رات کو ناگ پٹن سے تابوت نکالتے ہین اور بڑے بڑے چڑھاوے ناگور کے محل سے
اوس مسجد کو بھیجے جاتے ہین - اسطرح پر ہنود کا تعلق اوس تیوہار سے ہمیشہ قائم رہتا ہے
اسیطرح بہت ولی اور پیر ہین جنکی یادگار مین بہتیرے توہم آمیز رسوم ہوا کرتی ہین
لیکن اسلام مین درگاہ پر جانا کچھ ضرور نہین - تمام ملک مین جابجا اِس قسم کی درگاہین
ہین جہان ہر سال میلے تیوہار ہوا کرتے ہین مگر ایسی درگاہون کی مزید تفصیل غیر ضروری
سمجھکر قلم انداز کرتا ہون اور اپنے مضمون کو اسی پر ختم کرتا ہون - ابواب ماسبق مین
مینے عقائد اسلامی کی اور اوسکے احکام کی تفصیل کی ہے اب مین چاہتا تو یہ بیان کرتا
کہ اسلام کو یہودی اور عیسائی مذہب سے کیا تعلق ہے اور کِن کِن باتون مین مختلف
ہے اور مذہب عیسوی مین کونسی خراب باتین تھین جنکی اختلاف کا اقرار اسلام نے

کیا ہے اگر مین چاہتا تو یہ بھی بیان کرتا کہ لوگون پر اور لوگون کے اخلاق پر اور نیز جداگانہ ہر شخص کے چلن رویہ پر اور ملک پر اِس مذہب سے کیا اثر پیدا ہوا لیکن یہ مضامین مجھے میرے مطلب سے بہت دُور ڈالتے ہین - مین اِسی قدر پر اکتفا کرنا بہتر جانتا ہون کہ مسلمانون کے عقائد کو اونکی کتابون سے بیان کر دیا اب پڑھنے والون کے اختیار مین ہے کہ اِس مذہب سے مقابلہ کر کے اپنے واسطے نتیجہ نکالین فقط -

تمام شد